اُردو ترجمہ کتاب

# روضۃ القیومیہ رکن دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## دربیان احوال حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی معصوم زمانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ذکر ولادت باسعادت آنحضرت و احوال ایام صبا و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والد بزرگوار خود و بیان بشارات کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در حق حضرت عروۃ الوثقےٰ فرمودہ اند و رسیدن آنجناب بہ منصب قطب الاقطابی و قیومیت :-

نظم

کنوں گویم از قبلۂ اولیا — امام جہاں سرورِ اصفیا

چو معصوم بود از خطا و خطر — بسفتند در نام او ایں گہر

نبی نیست لیکن برنگِ نبی — بجو شد ز کوثش ہزاراں ولی

یزید از نگاہش شود بایزید — شقی گر در آید بر آید سعید

سرشتند از نورِ حق خاکِ او — بود چوں نبی طینتِ پاکِ او

جہاں را ز آتش چہ در سر بود — عرض را چہ نسبت بجوہر بود

بوے گفت آں احمدِ نامور — کہ اے ثانئے من دریں روزگار

تو آخر چو من قطب دوراں شوی — ز من ایں بشارت بیاد آوری

دریں لوح یکحرف نگذاشتی — ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے تیسرے فرزند ہیں۔ جناب کی ولادت باسعادت بروز سوموار ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ ہجری کو ہوئی۔
واقعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ آپ فرماتی ہیں
کہ جب میرا فرزند حضرت محمد معصومؒ پیدا ہوا۔ تو مجھ پر بے خودی طاری ہوئی۔ اس بیخودی
میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا فرشتے
اور نبی ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ نور جس سے تمام جہان
روشن ہو گیا ہے۔ تیرا فرزند ہے۔ جس کے وجود کے نور سے جہان اور اہل جہان نور روشن
ہو جائینگے۔ اور اُس کی ہدایت ارشاد کا نور اُس کے خلفا اور فرزندوں کے ذریعہ سے
قیامت تک قائم رہیگا۔

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے فرزند
محمد معصومؒ کے پیدا ہونے کے دن خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام
دوسرے انبیاء اولیاء اور اصحاب سمیت شہر سرہند میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور تمام
انبیاء اولیاء اور اصحاب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ فرزند میری امت کے تمام اولیا
سے افضل ہے۔ اور کرامات اور قرب الٰہی کے تمام مدارج میں تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔

ع پدر نور و پسر نور است مشہور — ازیں جا فہم کن نورٌ علےٰ نور

اور میرے تمام کمالات اور اسرار کا وارث کامل اور عامل ہوگا۔ میری امت کا ارشاد۔
ہدایت اور فیض اسی کی طفیل سے ہوگا۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اس کے فرزند
بھی اس کی طرح ہادی و مہدی خلق ہونگے۔ اور میری امت کے تمام اولیا سے افضل ہونگے
اور اس کی آمد تمہارے حق میں بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اب عنقریب تمہیں وہ کمالات
عنایت ہونگے۔ جو اس سے پہلے کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ بعد پھر وہ کمالات
اس فرزند کے وسیلے سے جہان میں پھیل جائینگے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے
فرمایا۔ کہ حضرت محمد معصوم کی ولادت ہمارے حق میں ازبس مبارک ہوئی۔ کہ اسکی پیدائش
کے بعد انہیں دنوں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ماوراء النہر سے ہندستان
آئے۔ اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔
چنانچہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہودہ سے مشرف ہوا۔

خلعت تجدید الف قیومیت پہنی۔ یہ تمام کمالات محمد معصومؓ کے آنے کی برکت سے حاصل ہوئے
جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے
ابتدا سے انتہا تک بلکہ ابدالاباد تک معصوم رہیگا۔ اس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمد معصوم
نام ابوالخیرات کنیت اور عروۃ الوثقیٰ الدین لقب مقرر فرمایا۔

مرشدے کز عصمتش کلک قضا ۔۔۔ نام پاکش زد بمعصومی رقم

آنکہ در سایہ نشیند آفتاب ۔۔۔ قدر او آنجا کہ افراز و علم

مے سزد ذکرے بدر احسان او ۔۔۔ کاسہ دریوزہ گردد جام جم

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے
تھے۔ اور بول و غائط کا کپڑوں پر کہیں نشان نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہوجاتے
تو جھٹ پٹ اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے۔ آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے۔ وہ خود ہی آپ کے
دہن مبارک میں پستان رکھتی۔ ماہ رمضان میں دن کے وقت ہرگز ہرگز دودھ نہ پیتے تھے
دایہ بہتیرا پستان آپ کے دہن مبارک میں رکھنا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے۔ نماز مغرب کے
بعد پیٹ بھر دودھ پیا کرتے۔ ایک دفعہ ماہ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا۔ کہ شائد چاند نکلا ہے
یا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے
دودھ پیا ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرت قیوم اول نے فرمایا کہ آج سے ماہ رمضان
شروع ہے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب محمد معصوم نے بات
کرنا شروع کی تو پہلے توحید فنا اور بقا کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ تجلی ذات کی حقیقت
جامعہ کی بابت خبر دیتا اور کہا کرتا تھا۔ کہ میں آسمان ہوں میں زمین ہوں میں عرش ہوں
میں کرسی ہوں۔ میں لوح ہوں میں قلم ہوں۔ میں فلاں ہوں میں فلاں ہوں وغیرہ وغیرہ ✤

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصومؓ کی عمر ابھی
تین سال کی تھی۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے امت کے تمام کمالات اسے
عنایت فرمائے۔ اور تجلے ذات کا مرحلے طے کرکے ذات بحت تک پہنچ گیا۔ اور قیومیت کے
آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے۔ کہ یہ فرزند قیوم زمانہ اور پروردگار کا محبوب خاص ہوگا ✤

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شیر خوارگی کی حالت میں مجلسوں اور محفلوں میں لایا جاتا۔ تو لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے۔ "السلوک السلوک" اور جب کسی کو دیکھتے تو سلام علیک کی بجائے سلوک کی باتیں بیان کرتے۔ اسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی ان باتوں کا بچپن میں مشاہدہ کیا۔ تو فرمایا کہ قرب راہ خدا میں بوڑھے جوان، بچے اور عورتیں سب برابر ہیں۔ اور ہر ایک پر فیض کے انوار مختلف ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کے ظہور کا منتظر تھے۔ کیونکہ آنجناب سے ہر روز عجیب غریب امورات ظہور میں آتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ علم ظاہر ضروری ہے اس سے جلدی جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ مجھے تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی نے معقول و منقول کی تمام کتابیں خوب تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ ابھی آنجناب کی عمر تیرہ سال کی تھی کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کو قطب الاقطابی کی خوشخبری سنائی۔ جب آنجناب بالغ ہوئے تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کی شادی کرنی چاہی۔ اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو نکاح کا اذن نہ ملا۔ مدت تک اس بارے میں ملتجی رہے۔ ایک روز آپ پیشاب کرنے کے لئے چھت پر گئے۔ بیٹھنے کے بعد دیکھا کہ گیہوں کے چند دانے وہاں پڑے ہیں۔ بسبب ادب وہاں پیشاب نہ کیا۔ ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ گیہوں کے دانے ناپاک مقام پر پڑے تھے۔ آپ نے انہیں وہاں سے اٹھا کر پاک کر کے کھا لیا۔ اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا۔ کہ تمہیں تمہارے فرزند کے نکاح کی اجازت ہم نے دے دی۔ اور ساتھ ہی منکشف فرمایا۔ کہ اس کام سے ہم نے اس واسطے روکا تھا۔ کہ ہمیں غیرت آتی تھی۔ کہ محمد معصوم کا تعلق دنیا سے ہو۔ چونکہ اس کے ارادہ میں تھا۔ کہ آنجناب کے فرزند بارگاہ الٰہی کے مقرب ہونگے۔ اور دین و دنیا کا کارخانہ اس کے حوالے ہوگا۔ اس واسطے نکاح کا حکم جناب الٰہی سے صادر ہوا۔ حضرت قیوم ثانی کا نکاح حضرت قیوم اول کے خادم خلیفہ صغیر احمد رومی

کی دوسری بیٹی رُقیہ سے ۲۷- ذوالحجہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری کو ہوا۔ آنجناب کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے +

## ذکر دربیان

پوشیدن خلعت قطب الاقطابی و قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی امام المعصوم و برمسند ارشاد نشاندن و قائم مقام خود کردن حضرت مجدد الف ثانی عروۃ الوثقےٰ را و بیان معاملات بزرگ و کلمات مدحیہ سترگ کہ حضرت قیوم اول در حق قیوم ثانی معصوم ربانی فرمودہ اند:-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس بندہ نے جب کہ اس کی عمر تقریباً چودہ سال کی تھی حضرت قیوم اول کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ سے ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمام جہان منور ہے اور وہ تمام موجودات کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ نور غائب ہو جائے۔ تو جہان تاریک ہو جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے +

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا پورا ہوا اور خوشخبری کے آثار ظاہر ہوئے +

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدرالدینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ ہماری نسبتوں کا اقتباس محمد معصومؓ نے اس طرح کیا ہے جس طرح صاحب شرح وقایہ نے وقایہ کو پڑھنے اور حفظ کرنے میں کیا۔ چنانچہ وہ شرح وقایہ کے خطبہ میں لکھتا ہے کہ جوں جوں مجھے میرے جد امجد نے پڑھایا میں ساتھ ساتھ اسے حفظ کرتا گیا +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک سو بانویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا سو وہ بقیہ آنحضرت کی امت کے ایک صاحب نصیب کو عطا ہوا۔ اور اس کی طینت کا خمیر اسی بقیہ سے کیا گیا۔ اور اسی بقیہ کے مطابق اصالت سے بھی اسے حصہ ملا۔ اس فرد کی طینت کے خمیر سے جو کچھ باقی بچا وہ

اس فرد کے فرزندوں میں سے ایک کو نصیب ہوا اصالت کا جو حصہ مہدی موعود کے نصیب ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے ہے۔ اس صاحب دولت فرد اور اُس کے فرزند سے مراد حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی ہیں یعنی حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزند ارجمند امام معصوم رضہ خود حضرت قیوم اوّل نے قیوم ثانی کو طینت اور اصالت کی خوشخبری سُنائی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ اصالت سے کچھ حصہ تمہیں نصیب ہے۔ محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے۔ یعنی فرمایا کہ محبوبیت ذاتی اور کمال انفعالی دو تو قیوم ثانی میں ہیں۔ محبوبیت ذاتی سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی +

محبوبیت کی تین قسمیں ہیں۔ انفعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ کامل اولیائے محبوبیت انفعالی تک پہنچتے ہیں۔ اور صفاتی اکمل اولیا کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یا حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ عنہم بسبب وراثت پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے مشرف ہوئے۔ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ سو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سوائے قیوم اربعہ رضہ کے اور کسی کو نصیب نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھا کر خلعت قیومیت پہنائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ اجمیر میں تھے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کو لکھا۔ کہ جو خلعت مجھے حاصل تھی وہ مجھ سے جدا کی گئی۔ اس وقت میرے دل میں خواہش ہوئی کہ خلعت مذکور میرے فرزند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ خلعت میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی۔ اس خلعت زائلہ سے مراد قیومیت ہے۔ جس کا تعلق تربیت اور ارشاد سے ہے اس عرصہ میں ارشاد و ارتباط کا باعث وہی خلعت قیومیت تھی۔ یہ پڑھ کر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ بہت جلدی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت قیوم اوّل رضہ نے آپ پر بہت مہربانی کی اور خلوت میں بلا کر خلعت قیومیت عنایت فرمائی +

جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ مکتوب ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت قیوم اوّل رضہ نے

مجھے خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ تو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ میرا اس جمع سے تعلق کا سبب صرف یہی معاملہ قیومیت تھا۔ جو تمہیں عنایت کیا گیا ہے۔ اب اس جہان فانی میں میرا رہنا لاحاصل ہے۔ سو میں عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ گو مجھے خلعت قیومیت سے گونہ مسرت ہوئی۔ لیکن یہ بات سنکر جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب آنحضرت نے میری یہ حالت دیکھی۔ تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہی ہے کہ ایک کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسرے کو اس کا قائم مقام بناتا ہے +

جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا تو آنحضرت کا قائم مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جب انہیں اپنے پاس بلایا تو اُن کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔ اور جب اُن کا وصال ہوا تو ان کا جانشین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اور جب وہ دار البقا میں تشریف لے گئے تو اُن کا قائم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر کیا +

چونکہ مجھے اس بات کی قابلیت اپنے آپ میں معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور علاوہ ازیں رنج والم بھی دل میں بکثرت تھا۔ اس واسطے ہاں یا نہیں کچھ نہ کہ سکا۔ اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا۔ اُن میں سے بھی کسی کا ذکر نہ کر سکا۔ جب آنحضرت نے فرمایا کہ میری قیومیت کی نسبت تمہاری قیومیت پر چیز یں زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ تو پھر بھی بکثرت رنج والم میں اُس کی وجہ نہ پوچھ سکا جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے حد سے زیادہ غمگین دیکھا۔ تو فرمایا کہ ابھی میرے کوچ میں تھوڑی مدت باقی ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ اب مجھے کس واسطے دنیا میں ٹھہرانا ہے۔ متوجہ ہو کر ایک لمحہ بعد فرمایا کہ تمہارا قیام مجھ سے اور افراد عالم کا قیام تم سے ہے۔ اس سے مجھے ایک گونہ تسلی ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ دن کم ایک سال تین ماہ بعد آنحضرت کا وصال ہو گیا چنانچہ یہ واقعہ ذوالحجہ ۱۰۳۲ سنہ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ سنہ ہجری کو ہوا +

واضح رہے کہ قیوم اس جہان میں خلیفہ حق اور اس کا نائب مناب ہوتا ہے جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ غوث قطب ابدال فرد تمام اس کے ادنیٰ اور خادم ہوتے ہیں۔ تمام اولیا اُس کے زیر سایہ ہوتے ہیں۔ اہل جہان کا قیام اُس کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ کیونکہ افراد عالم اس کے اسماء و صفات کے مظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی اور ذات ہونی چاہیے تاکہ تمام اعراض و اوصاف اس سے قائم ہوں +

اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ عرصہ دراز کے بعد کسی عارف کو ذات سے کچھ عنایت کرتا ہے۔ جسے فنا ت موہوب کہتے ہیں۔ جو بطور خلافت و نیابت جہان کا قیوم ہوتا ہے۔ اور تمام چیزیں اسی سے قایم ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم۔ نائب اتم اور خلیفہ اکبر ہوتا ہے۔ قیومیت کی خدمت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل درج ہو چکی ہے تمام اولیائے امت میں سوائے قیوم اربعہ کے اور کسی کو یہ خدمت سپرد نہیں ہوئی۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات سرور عالمیان صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر الوالعزم آیا کرتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں آنحضرتؐ کی تبعیت و وراثت سے یکے بعد دیگرے چار ہوئے۔ کیونکہ قیامت قریب تھی اور استحکام دین نہایت ضروری تھا۔ کشف الحقائق مقامات قیومیت، میں قیوم اربعہ کا یکے بعد دیگرے مبعوث ہونا معہ اسباب و وجوہ بمفصل بیان کیا گیا۔ اگر کچھ شک و شبہ ہو تو وہاں سے دیکھ لیں +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک مکتوب میں قیومیت کا بیان یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قیوم ایک عارف کامل لقائے ذاتی سے مشرف اور علم کے آئینے میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اُس کی ذات کو کلی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ جہان کی تمام چیزیں اس کی مظاہر تفصیل اور اس کی ذات کی معائن ہوتی ہیں۔ تمام افراد جہان کو اس طرح گھیرے ہوتا ہے جیسے کل اپنے جزو کو۔ بعض ذات کو بذریعہ صفات احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذات و صفات ہر دو کا مظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری قسم افراد سے مخصوص ہے۔ اور یہ عنقا صفت ہوتے ہیں۔ اگر ہزارہا سال بعد بھی ایک ایسا پایا جائے تو بھی غنیمت ہے" +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق کو فرمایا کہ حق تعالےٰ نے جو سابقین کے زمرے کی بابت فرمایا ہے ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین۔ جب میں نے ان کے بارے میں غور سے نگاہ کی تو اپنے آپ کو قلیل من الاخرین میں پایا۔ اور اپنے ایک فرزند محمد معصوم کو بھی ہاں دیکھا +

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی کے فرزند بھی قلیل من الاخرین میں شامل ہیں کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد معصوم کو فرمایا تھا۔ کہ تمہارے فرزند بھی تمہاری طرح ہونگے۔ اور تیری مجلس میں میری طرح بیٹھیں گے۔ اور تجھ سے توجہ باطنی کے خواستگار ہونگے۔

یہاں پر یہ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند عین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی کے فرزندوں کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کی طرح ہونگے۔ یعنی طینت اصالت قیومیت وغیرہ اُن میں ہونگی۔ حضرت قیوم اوّل کے باقی مخصوص کمالات بھی اللہ تعالٰے نے آپ کے چھ فرزندوں کو عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی تمہارے وسیلہ سے نصیب ہوگی۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کے خلوت خانہ میں سوئے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں آنحضرت رضؓ تشریف لائے۔ تو خادم نے خلوت خانے کا دروازہ کھول کر حضرت قیوم ثانی کو جگانا چاہا۔ لیکن حضرت قیوم اول نے بمبالغہ دروازہ کھولنے سے منع فرمایا۔ باہر دھوپ میں اس وقت تک انتظار کرتے رہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی بیدار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی بیدار ہونے کے بعد بڑی جلدی سے باہر آئے۔ اور آداب بجالائے۔ جب حضرت قیوم اول اندر تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم اس واسطے باہر کھڑے رہے۔ کہ کہیں دروازہ کھولنے یا آواز سے محمد معصومؒ جو پروردگار کا خاص محبوب ہے۔ جاگ نہ پڑے۔ اور حق تعالٰے کی مرضی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ہم ولایت موسوی سے ولایت محمدی میں لائے۔ اور محمد سعید کو ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی میں لانا چاہتے ہیں۔ اپنے فرزند محمد معصوم کی نسبت کیا لکھوں وہ بالذات محمدی مشرب ہے۔ حضرت قیوم اول نے جن مقامات اور کمالات کو اپنے سے منسوب فرمایا ہے ان میں حضرت قیوم ثانی کو بھی اپنا شریک بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام کمالات حق تعالٰے نے محمد معصوم کو بالاصالت عنایت فرمائے ہیں اس میں کسی طرح سے وسیلہ نہیں ہوا۔

حضرت قیوم اولؓ نے حضرت قیوم ثانی سے جب قرآنی مقطعات کے اسرار بیان فرمائے۔ تو تمام شیطانوں اور جنوں کو خشکی پر سے اٹھا کر سمندر کی تہ میں قید کر دیا۔ اور فرشتوں نے اس مجلس کے گرد حلقہ باندھا اور آسمان تک اپنے پر پھیلائے تا کہ کوئی شیطان یا جن

وغیرہ چوری چوری سُن نہ لے تین دن اور تین رات ایک ہی جلسہ میں صرف حرف قاف کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں باقی حروف مقطعات کے اسرار حضرت قیوم ثانی کو مسند ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات تمہارے باطن میں تھے لیکن تمہیں معلوم نہ تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے سفر اجمیر سے واپس آ کر خلوت اختیار فرمائی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام خلفاء و مریدین کو آپ کے حوالے کیا۔ حضرت قیوم اول کے تمام اصحاب حضرت قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور انہیں کی بیعت کرتے تھے۔ اور انہیں سے باطنی توجہات حاصل کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صرف جمعہ کے روز خلوت سے باہر تشریف لاتے۔ اور لوگ آنجناب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوتے۔ حضرت قیوم اول رضؓ لوگوں کو حضرت قیوم ثانی کی اطاعت اور ادب کی سخت تاکید کرتے۔ اور فرماتے کہ محمد معصومؓ کو تمام اولیائے امت سے افضل جانو۔ جو استعداد حق تعالےٰ نے میرے فرزند محمد معصومؓ کو عنایت کی ہے۔ اگر مجھے حمت ہوتی تو میں اس پر فخر کرتا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی حضور میں ایک سال تین ماہ سات روز قیومیت کی۔ آنجناب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی حضور میں آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کا منصب حاصل ہوا۔ اب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کے سال بسال حالات لکھے جاتے ہیں۔

# ذکر بیان

**احوال سال اول قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی، امام معصوم زمانی، تجدید بیعت نمودن جمیع مریدان و خلفاء حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ بآنحضرت و ولادت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضؓ۔**

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدین اور خلفا نے حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی اور آنجناب کے حلقہ میں آ گئے۔ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ارشاد و قیومیت کی مسند پر اشراق کے وقت پنجشنبہ کے روز یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ ہجری کو

جلوہ افروز ہوئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۱۰۱۷ دلو ہوتی ہے۔ اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے بڑے خلفاء تھے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے باقی تمام خلفا جو مختلف ممالک میں تھے۔ سب کے سب حضرت عروۃ الوثقےٰ کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سرہند میں حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر۔ خراسان۔ بدخشان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحائف وہدایا اور عرائض دوبارہ بیعت واذعان قیومیت حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت اقدس میں روانہ کیئے۔ جہانگیر بادشاہ بھی حضرت قیوم اول کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کے لیئے سرہند میں آیا۔ روضہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ولیعہد کون ہے۔ لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف اشارہ کیا بادشاہ نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام خلفاء ومریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے۔ اور عرصہ دراز تک میرے ساتھ رہے۔ مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ میں ہی آنجناب کا مرید خاص ہوں۔ کیونکہ مجھے خرقہ عنایت ہوا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا اس لیئے حضرت قیوم اولؒ نے ان لوگوں کی ترغیب اطاعت کے لیئے جو اس سے متنفر ہو گئے تھے۔ (چنانچہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے) اس کے حال پر بہت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور رخصت کے وقت اُس کے دل کی تسلی اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے تبرک کے طور پر اپنا جامہ اسے عنایت فرمایا تھا۔ بادشاہ جو کہتا تھا کہ مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمولی بات ہے۔ کیونکہ جو کسی کو مرید کرتا ہے وہ خلوت میں لے جا کر طریقت کے بعض امور بیان کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ جو عنایت اور خصوصیت مجھ سے تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اسی بنا پر اس نے نہایت جہالت حماقت اور کمینہ پن سے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور آنحضرتؓ کا خرقہ پہنکر آنجناب کی خانقاہ میں آبیٹھا۔ اور اپنے امیروں اور سپاہیوں کو کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کا سب سے بڑا خلیفہ میں ہوں۔ میری بیعت کرو۔ تمام لشکر نے خوف وڈر کے سبب اُس کی بیعت کی۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی انگشتریوں اور مہروں میں مرید سلطان جہانگیر لکھا کریں سب نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے وقت کی مُہر ملتی ہے اُس میں مرید سلطان جہانگیر لکھا ملتا ہے۔ پھر حضرت قیوم اولؓ کے تمام خلفاء کو اپنی بیعت کی تکلیف دی تمام حیران ہو گئے

آخر مشورے کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ بادشاہ کو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالٰے نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانی کو عنایت فرمایا۔ جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے۔ اور جو باتیں دین کے متعلق ہیں۔ ان کی خلافت حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم کو حاصل ہے۔ کیونکہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو توجہ دے سکے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفائے بیعت سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعت قیومیت اور قطبیت حضرت قیوم ثانی سے کی اور بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ بیعت قیومیت حضرت قیوم ثانی سے کرو۔ چنانچہ ہندوستان کے تمام امرا معہ اپنی فوج کے علانیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ گو پہلے بھی مرید ہو چکے تھے۔ لیکن پھر دوبارہ بادشاہ کے روبرو ہوئے۔ بادشاہ نے سرہند میں ڈیرے جمائے اور اطراف و جوانب سے جو امرا و بادشاہ یا خلفا وغیرہ حضرت قیوم اول کی ماتم پرسی کے لیئے آتے تھے۔ اُن کے لیئے مہمان نوازی کا سامان مہیا کرتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا میں سے سب سے پہلے میر محمد نعمان ماتم پرسی اور قیوم ثانی کی بیعت کے لیئے آئے۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمیوں کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ جو بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو شہر میں لائے میر صاحب نے پہلے مزار فائض الانوار پر فاتحہ پڑھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی۔ اسی طرح حضرت قیوم اول کا جو خلیفہ آتا۔ پہلے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھکر پھر بیعت ہوتا بادشاہوں میں سے جو پہلے پہل حضرت قیوم ثانی رض کی بیعت سے مشرف ہوا۔ عبداللہ خاں اورنگ بادشاہ توران تھا۔ اس نے اپنے امیروں کو تحفے اور ہدیے دیکر حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت بابرکت میں بھیجا۔ بادشاہ ہند نے اپنے امراکو ان کے استقبال کے لیئے بھیجا اور اُن کی شان کے مطابق مہمانداری کا ساز و سامان کیا۔ عبداللہ خاں کا بھائی اور اُس کے امرا نے پہلے حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ پھر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے بادشاہ کی طرف سے بھی بیعت کر کے تحفے اور ہدیے پیش کیئے۔ آنحضرت رض نے بادشاہ توران کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفوں اور ہدیوں کو قبول فرمایا۔ بعد ازاں خراسان بدخشان اور ترکستان کے بادشاہوں کے امرا معہ تحائف و ہدایا آنحضرت رض کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے اپنے بادشاہ کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں بیعت کر کے مورد عنایت بنے۔ اسی طرح اور ممالک کے

امرا اور بادشاہ معہ تحائف و ہدایا حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔
لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفا اور دنیا بھر کے بادشاہ امرا وغیرہ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رض کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ تمام جہان کے اکثر مشائخ علما صلحا فقرا امرا۔ بادشاہ۔ غلام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے حاضر ہو کر معتقد و مرید ہوئے۔ اور جناب کی غلامی اختیار کی۔ مرآت العالم۔ اور مرآت جہان میں لکھا ہے کہ آنجناب سے پہلے کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اس قدر معتقدوں اور مریدوں کا مجمع ہو یا اس قدر ارشاد اور مشیخیت کا اس سے ظہور ہوا ہو یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہوا ہو۔
اسی سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قیوم ثانی کو فرمایا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور قرب الٰہی میں مجھ جیسا ہوگا۔
حضرت عروۃ الوثقےٰ اس فرزند ارجمند تاج قیومیت کے موتی۔ سپہر قطبیت کے آفتاب کے تولد سے بہت ہی خوش و خرم ہوئے۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور مولود مسعود کا اسم مبارک محمد نقشبند۔ کنیت ابوالقاسم۔ اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائک اس بچے کے تولد کی مبارک دینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت اس فرزند سعید کو گود میں لیکر اپنی نسبت کا القا کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقےٰ کو فرمایا کہ یہی فرزند ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فرزند کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا۔ واقعی یہ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسے اپنے قرب کے تمام مراتب عنایت فرمائیگا۔ اور یہ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ منصب قیومیت تمہارے بعد اسے نصیب ہوگا۔
حضرت عروۃ الوثقےٰ نے یہ خوشخبری سنکر دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بہت سا طعام فقرا کو تقسیم کیا حضرات قیوم اربعہ کے طریقہ میں اس سال کو سال قیومیت مطلق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم نے وفات

پائی۔ دوسر امسند ارشاد منصب قیومیت پر بیٹھا۔ اور تیسرا قیوم پیدا ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رح مسند قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے اور قیوم ثالث حجت اللہ پیدا ہوئے ✦

## ذکر بیان

احوال سال دوئم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم قیوم ثانی بوقوع آمد در رفاقت آنحضرت ہمراہ سلطان ہند و خطاب یافتن آنجناب از حق تعالےٰ عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ :-

جب بادشاہ ہند کو سرہند رہتے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔ تو شاہزادہ شاہجہان نے جو پہلے بھی باپ سے باغی ہو چکا تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر پھر دکن میں شورش کی۔ بادشاہ اس کے دفعیہ کے لئے سرہند سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی کو تفریح طبع اور والد بزرگوار کے غم فراق کو دور کرنے کے لئے ساتھ لیا۔ جس گاؤں قصبہ یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ و انابت سے مشرف ہوتے اور کمالات الٰہی سے کامل حصہ حاصل کرتے تمام شاہی لشکر آنجناب کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ صبح شام ہزارہا آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے رشد و ارشاد کی گرم بازاری ہوئی۔ وزیر بدضمیر بد تدبیر ابلیس نظیر نے جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی اپنی عادت قدیمہ کے بموجب آنجناب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلخوری کی۔ اور بادشاہ کے مزاج کو آنجناب سے منحرف کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ بادشاہ آنجناب کا اعلےٰ درجہ کا محب و مخلص تھا۔ اس واسطے اس کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر اپنے پاس سے اُسے دور کر دیا ✦

الغرض جب بادشاہ دکن کے قریب پہنچا۔ تو شاہزادہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بغیر لڑے بھاگ گیا۔ اور دولت آباد کے قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے اسی قلعہ میں نظر بند کر کے اس ملک کا بندوبست کیا۔ جو لوگ آمادہ فساد اور شاہزادہ کے حامی تھے سب کو تنبیہ کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رح کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان رح آنحضرت رض کے حکم کے مطابق دکن میں سکونت پذیر تھے شاہزادہ اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اور اکثر آپ کی خدمت میں

اُس کی آمد و رفت تھی۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپکے مرید تھے مخالفوں
نے موقع پاکر میر صاحب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ میر صاحب کا
معتقد اور پیر بھائی تھا۔ اس واسطے آپکے احوال کا متعرض ہوا۔ صرف آپکو بلا کر اتنا کہا۔
کہ میر صاحب ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے ساتھ رہیئے۔ دکن میں رہنا چھوڑ دیجئے۔ میر صاحبؒ نے
بھی اس بات کو منظور کر کے بادشاہ کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنا میں شاہزادہ نے پوشیدہ
طور پر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے
خوشخبری سنائی تھی۔ کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت ہاتھ آئیگا سو اب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے
وصال کو قریباً دو سال گذر چکے ہیں! در میں نے بھی بہتیری کوشش کی ہے لیکن تعجب ہے کہ
اب تک گوہر مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ میں آنجناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کا قائم مقام اور تمام
جہان اور اہل جہان کا قیوم یقین کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب اس بارے میں توجہ خاص فرمائینگے
تاکہ کسی طرح مراد کی چابی ہاتھ آئے۔ اور شاہد مقصود بغل میں۔ اور شریعت و طریقت کو حسب دلخواہ
رونق ہو۔ اور سلسلہ علیہ احمدیہ کو مدعا کے موافق رواج ہو ؛

آنحضرت رضہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی عروس سلطنت
بلا محنت و مشقت ہاتھ آئے گی۔ کیونکہ تمہارے باپ کی عمر اب ختم ہو چکی ہے صرف اتنی دیر
اور صبر کرو۔ کہ ہم سرہند پہنچ جائیں ؛

شاہزادہ یہ فرحت اثر خبر سنکر نہایت خوش ہوا۔ بادشاہ دکن کا بندوبست کر کے
واپس آتا ہوا جب اکبر آباد پہنچا۔ تو میر محمد نعمانؒ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ کی خدمت
میں عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی مرضی ہو۔ تو میں اس شہر میں بود و باش اختیار کر لوں آنحضرت رضہ
نے بادشاہ سے میر صاحب کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ شہر بھی میرے پایہ
تخت کا ہم پلہ ہے۔ یہیں رہے۔ میر صاحب نے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہ نے
کئی ایک گاؤں بطور مدد معاش میر صاحب کے حوالے کئے۔ اور پھر بادشاہ اکبر آباد سے سرہند
آیا۔ چند دن یہاں ٹھہر کر لاہور روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضہ کو ساتھ لیجانا چاہا۔ لیکن
آنجناب نے نہ مانا۔ اور بادشاہ پھر مرتے دم تک لاہور ہی میں رہا ؛

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سفر سے واپس آکر ایک روز فرمایا کہ آج میں صبح
کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو

مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ حق تعالےٰ نے آپ کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے تمام مقرب فرشتے انبیا اولیا نے آکر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ! اور پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد "محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ" لکھا ہوا دیکھا۔ اور منادی ہورہی ہے۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے محمد معصوم کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ حکم الٰہی یوں ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کریگا۔ نجات ابدی حاصل کریگا۔ اور جو اس کی مخالفت کریگا۔ عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا ۔

زہے علیا عشقش عروۃ الوثقےٰ ماست
جنت الماؤے وصلش مقصد الاقصائے ماست

اسی طرح اسی دن سات آدمیوں نے اسی قسم کا خواب دیکھا ۔

# ذکر و بیان

سال سوم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی وفات یافتن سلطان جہانگیر و آمدن شاہجہان از دکن و جلوس نمودن بر تخت سلطنت ہند از توجہ شریف حضرت ایشاں :-

جب بادشاہ لاہور پہنچا۔ تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوا۔ ایک مرض کا علاج دوسری مرض کے واسطے مضر پڑتا تھا۔ یہ حالت دیکھکر بہت گھبرایا انہیں دنوں ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ دنیا میں تیری محافظت کرنے والا میں تھا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ یہاں تجھے اُخری عذاب سے بچاؤں یہ خواب دیکھکر بادشاہ کو اپنی موت کا یقین ہوگیا۔ ارکان سلطنت کو بلاکر یہ ماجرا اُن سے بیان کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے شہریار کو ولیعہد اور قائم بنایا۔ بعد ازاں وفات پائی۔ اور دریائے راوی کے شمال کی جانب مدفون ہوا۔ اب اس مقام کو جہاں پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے۔ شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدرہ کے درمیان دریائے راوی ہے جہانگیر کی وفات کے بعد شہریار تخت پر بیٹھا اور سلطنت ہند پر قابض ہوا ۔ جب جہانگیر کی وفات اور شہریار کی تخت نشینی کی خبر حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ

نے سنی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور اس کی مغفرت کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں فرمایا
کہ شہریار کا تسلط چند روزہ معلوم ہوتا ہے۔ آخر صاحب تاج و تخت شاہجہان ہوگا۔ جب
شاہجہان نے دولت آباد کے قلعہ میں باپ کے مرنے کی خبر سُنی۔ تو اُس سے پہلے ہی وہ بیمار تھا۔
یہ خبر سنکر اہل قلعہ کو بلا کر کہا کہ اب مَیں تو کوئی دم کا مہمان ہوں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے
کے بعد مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں میرے باپ کی قبر ہے یہ کہکر تھوڑی دیر بعد دم بند کر لیا۔ لوگوں نے
سمجھا کہ مر گیا ہے۔ چنانچہ اُسے غسل دیکر تابوت میں بند کر کے لاہور بھیج دیا۔ شاہجہان نے پہلے ہی
سے ہمراہیوں کو اس حیلہ سے آگاہ کر رکھا تھا کہ جب میرا تابوت قلعہ سے نکلے تو مجھے ایک کوٹھے
میں تابوت سے نکال لینا۔ جب شاہجہان اس حکمت سے قلعہ سے نکلا۔ تو اُس کے ہمرازوں نے کوٹھے
میں لیجا کر اسے تابوت سے نکالا ہاتھی پر سوار کیا۔ لیکن ہودج کو چاروں طرف سے بند کر دیا اور تابوت
میں آلات اور اور چیزیں رکھ دیں تاکہ کسی کو خیال نہ گذرے کہ شہزادہ تابوت میں نہیں۔ جب شاہزادہ
سرہند پہنچا۔ تو پوشیدہ حضرت عروۃ الوثقٰی کی خدمت میں آکر سلطنت کے لئے دعا اور توجہ کا
خواستگار ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت تو حضرت مجدد الف ثانی رض کے
کشف سے ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری کشفی نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے +

شاہزادہ یہ خوشخبری سُنکر باغ باغ ہو گیا۔ آنحضرت رض سے رخصت ہو کر لاہور کی طرف روانہ
ہوا۔ جب شہریار کو خبر ہوئی کہ شاہجہان کا تابوت آرہا ہے تو لوگوں کو بھیجا کہ خوب تفتیش کرو۔ کہ
واقعی شاہجہان مرا ہے یا کوئی مکرو فریب بنایا ہے لوگوں نے تابوت کو دیکھکر اسے اطلاع دی شہریار
نے وزیر کو بھیجا کہ تابوت کو کھول کر شاہجہان کی صورت دیکھ آؤ۔ وزیر پہلے ہی شاہجہان کا
مخلص اور مکرو فریب سے واقف تھا۔ آکر صورت حال معلوم کی اور شہریار کو کہا۔ خاطر جمع رکھو۔
شاہجہان فی الواقعہ مر گیا ہے مَیں اُس کی صورت دیکھکر آیا ہوں۔ پھر بھی شہریار نے اُس کی
بات کا یقین نہ کیا۔ وزیر نے قرآن شریف ہاتھ رکھکر قسم کھائی کہ شاہجہان مرا ہوا ہے۔ تب شہریار
کو پورا یقین آیا۔ بعد ازاں وزیر نے شاہجہان کو ہاتھی پر بٹھا کر چوری چوری بادشاہی لشکر میں
بھیجدیا۔ اور خود بادشاہ کو کہا کہ شاہجہان کا مال و اسباب اور اُس کی بیگمات آئی ہیں حکم ہو تاکہ محل
میں داخل ہوں۔ اور بادشاہ اُن کی تسلی کر کے انہیں دلاسا دے۔ شہریار نے یہ بات مان لی۔
اور شاہجہان کے بعض متعلقین شاہی حرم سرائے میں داخل ہوئے۔ شہریار اُن کی دلجوئی کیلئے
محل میں گیا۔ اس وقت شاہجہان نے بادشاہی تمام کارخانوں۔ خزانوں اور مال اسباب پر اپنے

آدمی مقرر کر دئے تھے۔ اور خود تخت پر جلوہ افروز تھا۔ شہر یار کو محل ہی میں قید کر لیا۔ اور لشکر کا بندوبست کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اور شہر یار کو قید سے نکال کر قتل کیا۔ اور پھر دوسرے بھائیوں اور بھتیجوں مثلاً خسرو پرویز وغیرہ کو تہِ تیغ کیا۔ جب شہر یار کے لڑکوں کو قتل کیا۔ تو ان لڑکوں کی ماں شہر یار کی بیوی ورتی بیٹی حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ شاہجہان نے میرے بیٹوں کو ناحق قتل کیا ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ اس کی اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہو گی۔ شاہجہان یہ سنکر اپنے کئے سے سخت نادم ہوا۔ جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہان نے کہا کہ حضرت قیوم ثانی کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے مجھ سے شہر یار کے بیٹوں کا بدلہ لیا۔

جب شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور تمام ممالک محروسہ پر قابض ہو گیا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؓ کا شکریہ ادا کیا۔ اور بہت سے تحفے اور ہدیے آنحضرتؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر تین روز تک فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔ شاہجہان کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ آنجناب سے بیعت کر کے صبح شام آنحضرتؓ کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔

چنانچہ سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسے دلایا۔ شاہجہان نے آنحضرتؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت قیوم اولؓ نے فرمایا تھا کہ اپنی سلطنت میں جھنڈوں کو سبز اور خیموں کو سُرخ بنوانا۔ گذشتہ بادشاہوں کے عہد میں جھنڈے عموماً سرخ رنگ کے ہوا کرتے تھے۔ اور خیموں میں سُرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرمان کے مطابق آج تک تمام بادشاہ جھنڈے سبز اور خیمے سُرخ بنواتے آئے ہیں۔ شاہجہان نے ان بعض بدعتوں کو جو جہانگیر کی سفاہت و حماقت کے سبب باقی رہ گئی تھیں بالکل دور کر دیا چنانچہ حکم دیا کہ سُنہری اور روپہری سکے پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارک ضرب کئے جائیں۔ اور یہ کہ تمام گاؤں قصبوں اور شہروں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔

چنانچہ تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مسجدیں اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کرائے اور جا بجا علما فقرا اور محافظوں کے وظائف مقرر کئے دینِ اسلام کی ترویج میں بدرجہ غایت کوشش کی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو بلا کر اپنے پاس رکھا اور حد سے زیادہ ادب و عزت کرنے لگا۔ مسند پر اپنے برابر بٹھاتا۔ اور ہر کام میں اُن کے مشورے کو مقدم سمجھتا پہلے ان سے اجازت حاصل کر کے پھر کوئی کام کرتا جس طرح میر صاحب فرماتے اسی طرح کرتا۔ وزیر جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آتش حسرت پر کباب کے دانے کی طرح جلتا تھا۔ آخر ایک روز موقعہ پا کر شاہجہان کی خدمت میں حضرت قیوم ثانی رضہ کے بارے میں چغلی کھائی چونکہ بادشاہ آنحضرت کا بہت ہی معتقد تھا اِس لئے چغلی سُنکر سخت ناراض ہوا۔ اور وزیر جلتا بنا۔ انہیں دنوں ایک دن شاہجہان سلطنت کے احوال کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر رہا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ وزیر کے قبضے میں ہے وزیر کو کہا کہ ہماری سلطنت میں کسی کا منصب ہفت ہزاری سے زیادہ نہیں۔ ہم نے تجھے نُہ ہزاری بنایا ہے اس لئے حساب کر کے نہ ہزاری اُسے رہنے دیا۔ باقی ملک اس سے لے لیا۔ ہفتے میں دو دن یعنی منگل اور پنجشنبہ شکار کے لئے مقرر کئے اور سواری کی آمد و رفت کا رستہ وزیر کے گھر کے پاس سے بنایا۔ اس واسطے اسے مجبوراً جواہرات و نقود اور روپیہ بطور نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ علاوہ بریں جو مشکل کام پیش آتا اُس کا خرچ بھی وزیر سے لیتا حتّٰے کہ تھوڑی مدت میں اس کے سارے خزانے خرچ کر دئے۔

ایک روز وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ میں نے تمہاری سلطنت کے لئے اس قدر کوشش کی کہ جھوٹی قسم کھائی قرآن شریف سر پر اُٹھایا۔ دین کو تمہاری خاطر برباد کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خواہ مخواہ دین کو میری خاطر ضائع کیا۔ اگر تجھ میں دین کی کچھ بھی حمیت ہوتی۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں کا معتقد ہوتا۔ وزیر یہ سنکر سخت پشیمان ہوا۔ اور سر جھکا لیا جب سے اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی۔ لُنجا ہو گیا۔ چند روز بعد اس کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ مصرعہ

با دردکشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

## ذکر در بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ ولادت حضرت مروج الشریعت مریدش خواجہ محمد حنیف کابلی رح

اس سال جب کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فیض ہر دو دوا سے برس رہے تھے حضرت امام الطریقت

مروج الشریعت ۱۱ شعبان پیر کے روز متولد ہوئے +

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی ولادت کے دن حضرت عروۃ الوثقےٰ فرماتے تھے کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اس قدر فرشتے زمین پر آئے ہیں کہ تمام روئے زمین اُن سے پُر ہوگیا ہے اور اس مولود مسعود کے حق میں اس قدر معصومیت کا بیان کرتے ہیں جو پروردگار نے حضرت یحیےٰ پیغمبر کے حق میں فرمایا "یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا" اور مبارک دیتے ہیں۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا سمیت تشریف فرما ہو کر اس بچے کو گود میں لیا دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ فرزند اپنے باپ دادا کی طرح صاحب طینت اور اصالت ہوگا +

اور حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے جو فرمایا تھا کہ محمد معصوم! تمہارے فرزند میری طرح ہونگے۔ اور اُن سے مراد یہی دو فرزند تھے یعنی حجۃ اللہ اور مروج الشریعت حضرت قیوم ثانی رضؓ نے اس مولود مسعود کا اسم مبارک محمد عبید اللہ، لقب بہاؤ الدین، اور کُنیت ابو العباس مقرر فرمائی ؎

عبید اللہش فخر جہان است ہمہ احرار عالم بندۂ او

رسیدہ بر فلک گلبانگ گستاخ ابو العباس شد خورشید ایں کاخ

حضرت قیوم ثانیؓ کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ چنانچہ اس طرح پیار کرتے جیسے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے +

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضؓ رات کے وقت اپنی پلنگ کے پاس حضرت مروج الشریعت کی چارپائی بچھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ بیٹا! جب تک میں تمہیں نہیں دیکھ لیتا مجھے آرام و قرار نہیں آتا۔ آپ اس فرزند کو بسبب کثرت محبت حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مروج الشریعت سرہند میں حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مروج الشریعت کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا بڑا بھاری احسان ہے وہ یہ کہ اُن کی پیدائش کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے ہوتے میں کسی اور عورت سے شادی نہ کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک لونڈی تھی اُسے بھی جواب دے دیا +

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی علیہ الرحمۃ جو کابل کے اکابر سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کا باعث یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت شہر سرہند میں جمع ہیں اور اُن کے بیچ میں ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام صف باندھے اس کے سامنے با ادب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ انہیں حق تعالیٰ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح تمام اولیاء امت سے افضل بنایا ہے +

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان رحؒ کے آشنا تھے۔ صبح یہ خواب اُن سے بیان کیا۔ میر صاحب رحؒ نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی۔ حتےٰ کہ فرزندوں کے بعد خلفا میں سے اوّل درجہ پر انہیں مقرر فرمایا۔ اور خلافت دیکر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اور ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوکر صاحب حال ہوئے +

## ذکر در بیان

### احوال سال پنجم از قیومیت حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی و مرید شدن خواجہ محمد صدیق پیشاوری رحؒ و شیخ ابو المظفر برہانپوری رحؒ :-

اس سال خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی رضؓ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بلخ سے سمرقند آرہا تھا۔ ہر منزل پر گروہ در گروہ ہزارہا آدمی ہندوستان کو آتے ہوئے دیکھتا تھا۔ جس سے میں پوچھتا کہاں جاتے ہو وہی کہتا کہ ہم قطب جہاں قیوم زماں حضرت ایشاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ میں حیران رہگیا۔ کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے۔ جس کے پاس اس قدر ٹڈی دل لوگ جاتے ہیں۔ یہ بیہودہ سُن کر میرے دل میں بھی حضرت قیوم ثانی کی محبت پیدا ہوئی۔ اس بات کے لئے میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اتر کر کہتے ہیں کہ ہم عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے کہ جو شخص خالص اعتقاد سے عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کریگا۔ میں اُسے قیامت کے دن دوستوں میں داخل کرونگا۔ جب میں جاگا تو اپنے آپ کو اس جماعت میں داخل کیا۔ جو آنحضرت کی زیارت کو جارہے تھے۔ اور جو کام مجھے درپیش تھا اُسے

چھوڑ سرہند میں آکر آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہؤا۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا خواجہ محمد صدیق حضرت عروۃ الوثقےٰ کے دوسرے خلیفہ ہیں آنجناب نے انہیں خلافت دیکر پیشاور بھیجدیا وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی ۔

اسی سال شیخ ابو المظفر جو دکن کے رؤسا میں سے تھے حضرت ایشان کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کا باعث یہ ہؤا کہ ایک رات آپنے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت مکہ میں جمع ہوکر ایک عزیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہؤا ہندوستان کی طرف سے نمودار ہؤا۔ تمام مشائخ اُس کے تخت کے پاس باادب کھڑے ہوگئے۔ اس کا تخت خانہ کعبہ کے اندر لایا گیا۔ اور تمام اولیائے اُمت دروازے کے باہر کھڑے ہیں۔ ایک گھڑی بعد تخت بیت اللہ شریف سے باہر آیا۔ اور ہزارہا فرشتے اُس کے گرد ہیں۔ اور نور کے تھال اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت تخت کو چوم رہے ہیں۔ اور جو بزرگ تخت پر ہے وہ ہر ایک پر مہربانی کرتا ہے۔ اور تخت پر سے اٹھاکر کچھ نہ کچھ عنایت کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے حیران ہوکر لوگوں سے پوچھا کہ یہ تخت پر کون شخص ہے سب نے کہا۔ کہ یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں ۔

یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت عرصہ آنحضرت کی خدمت میں رہکر بہت سے فوائد اور نعمتیں حاصل کیں۔ پھر آنحضرت نے شیخ صاحب کو حضرت مروج الشریعت کی سفارش سے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ اور دکن بھیجدیا۔ دکن میں شیخ صاحب کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ اور سینکڑوں نے خلافت حاصل کی۔ اور اس ملک میں شیخ صاحب کے وسیلے سے آج تک طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج ہے۔ شیخ صاحب قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی کی وفات کے بعد شیخ صاحب نے مروج الشریعت کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور آنجناب سے فیض حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جس کو ملتے یہی کہتے کہ میں حضرت صاحب مروج الشریعت کا کمترین غلام ہوں ۔

## ذکر در بیان

احوال سال ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی

## و مرید شدن اخون موسےٰ ننگرہاری خواجہ عبد الصمد :-

اس سال ننگرہار کے بڑے سید اخون سید موسے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک وزا خون صاحب ایسی مجلس میں گئے جہاں پر حضرت ایشاں کے اکثر مخالف بھی موجود تھے۔ جب اتفاقیہ آنحضرتؐ کا ذکر خیر ہوا۔ تو ہر ایک مخالف نے آپ کے حق میں مخالفانہ باتیں شروع کیں۔ اور آپ کے حق میں لعن طعن کرنے لگے۔ اُس مجلس میں ایک شخص موجود تھا۔ جو اس مجلس میں سب سے حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ اور وہ آنحضرت کا مرید تھا۔ اُس نے کہا او منافقو! دین کے دشمنو!! اللہ تعالےٰ تمہارے منہ کو توڑے اور تمہارے چہروں کو سیاہ کرے۔ تمہاری زبانیں کٹ جائیں۔ یہ کینہ پن ایسے شخص کے حق میں کرتے ہو جو ایک ادب کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے اور جس کے تمام افعال اقوال اور اعمال کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ اور جو شریعت غرا سے بال بھر ادھر اُدھر نہیں چلتا۔ اور دین متین کو اس سے کامل رواج ہے۔ شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت، نے اس کی طفیل جلا پائی ہے بدعت اور گمراہی کا نام و نشان نہیں رہا۔ بدعتی اور ملحد اس کے سبب سرنگوں خوار اور شرمندے ہیں۔ اس کے نور سے تمام جہان عرش کرسی تک منوّر ہے عنقریب تم ایسی بلامیں پھنسو گے جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہوگی۔

بعد ازاں آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! اگر حضرت عروۃ الوثقےٰ ارض حق پر ہیں۔ تو ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھا۔ اس کے اس کلام سے حاضرین پر رعب چھا گیا۔ چنانچہ سب کانپنے لگے۔ اور بات کرنے کی سکت نہ رہی۔ یہ عزیز بدستور غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ مارے غصہ کے لال پیلا ہو رہا تھا۔ ایک گھڑی بعد ایک بگولا آیا جس سے تمام جہان پر تاریکی چھا گئی۔ اور زلزلہ اس شدت سے آیا کہ درخت جڑھ سے اُکھڑ گئے۔ اور مکان گر گئے صبح سے عصر کی نماز تک یہی کیفیت رہی۔ لوگوں کو یقیناً معلوم ہو گیا۔ کہ یہ غضب الہٰی صرف اسی واسطے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے حضرت قیوم ثانیؓ کے حق میں واہی تباہی بکواس کی ہے سب شرمندے اور تائب ہوئے۔ اور بارگاہ الہٰی میں عجز و زاری کی۔ اللہ تعالےٰ نے خلقت پر سے یہ عذاب اٹھا لیا۔ لیکن جنہوں نے گستاخی کی تھی۔ اُسی دن طوفان کے بعد کچھ تو گونگے ہو گئے۔ کچھ بہرے اور کئی بیمار۔ اور کئی ایک کے اعضا خشک ہو گئے۔ اور بہت سے پاگل ہو گئے اس ولایت کے تمام باشندے حضرت قیوم ثانی کی قیومیت کے کامل معتقد ہو گئے۔

کہتے ہیں اس روز اسّی ہزار آدمی غائبانہ مرید ہوئے جس میں سے چار ہزار آدمی دارالاشاعت سرہند میں پہنچکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک اخون موسٰی بھی تھے جب آپ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرتؒ نے اخون صاحب پر نہایت شفقت و عنایت فرمائی اور اپنی خلافت سے مشرف فرماکر ان لوگوں کا سردار بنا کر ننگرہار کی طرف روانہ کیا ننگرہار قابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے۔ وہاں پر اخون صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ آج تک اس گرد و نواح میں آپ کا طریقہ جاری ہے آپ کے خوارقات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جس شخص کو سانپ نے ڈسا ہو اگر وہ اخون موسٰے کا نام لے تو زہر اثر نہیں کرتا ✥

اسی سال خواجہ عبدالصمد کابل جو کابل کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ جب میں نے آنحضرت کا شہرہ سُنا۔ تو بے اختیار آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہوا جب اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو خواب میں دیکھا کہ ہزارہا اولیا جمع ہیں۔ مَیں بھی ان میں جا گھسا اور اُن سے کہا کہ مجھے حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دو شخص مجھے پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا نظر آیا جس کے سامنے تمام اولیا دست بستہ کھڑے ہیں۔ ان دو شخصوں نے مجھے کہا کہ تمہارا مطلوب یہ ہے۔ مَیں بھی باادب سلام کرکے تخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا اور میرا دل نکالکر اس پر نظر عنایت کی پھر میرا دل میرے ہاتھ میں دیا جب مَیں نے اُسے پکڑا تو دیکھا کہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور اس سے ایک جہان روشن ہے ✥

صبح میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب حاضر خدمت ہوا تو دیکھا جو کچھ دیکھا۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی علانیہ دیکھا۔ آنحضرتؒ نے خواجہ صاحب کو از راہ عنایت خلافت عطا فرماکر کابل روانہ کیا۔ اس علاقے میں خواجہ صاحب سے اس طریقہ کا رواج ہوا۔ اب تک خواجہ عبدالصمد کا طریقہ وہاں جاری ہے۔ بلکہ کابل کی حکومت بھی آپکے فرزندوں کو نصیب ہے ✥

## ذکر دربیان

سال ہفتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی

## مرید شدن مولانا شیخ بدر الدین سلطان پوری و دیگر واقعات کہ دریں سال بوقوع آمدند :-

اس سال شیخ بدر الدین جو اپنے وقت کے بڑے عالم تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگوں کو مار پیٹ کر کے دوزخ میں لیجا رہے ہیں دوزخ کے کنارہ کے قریب ایک مرد خدا ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہے۔ اور لوگوں کو عذاب کے فرشتوں کے ہاتھ سے چھوڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ ہیں جن کے سپرد اللہ تعالٰے نے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کو عذاب سے بچانا کیا ہے۔ اتنے میں شیخ صاحب کو بھی پکڑ کر دوزخ میں جھونکنا چاہا۔ کہ آنحضرت رضؓ نے فرشتوں کو فرمایا۔ کہ یہ شخص ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ ملائک نے آپ کا فرمان سنتے ہی شیخ صاحب کو چھوڑ دیا +

بعد ازاں شیخ صاحب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے اس خواب کو آنحضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ آنحضرت رضؓ نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور خلافت دیکر سرہند سے اکاون میل مغرب کی طرف شہر سلطان پور میں بھیج دیا۔ وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور اب تک اس ضلع میں شیخ صاحب کا طریقہ جاری ہے۔ شیخ صاحب کا ایک خاصہ ہے کہ آپ آنحضرت رضؓ کے تمام فرزندوں کے استاد ہیں +

اسی سال شیخ انور لوہاری حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے آنحضرت رضؓ نے شیخ صاحب کو چند مہینے اپنی خدمت میں رکھکر خلافت عطا فرمائی اور سرہند سے چھتیس میل مغرب کی طرف نور محل میں بھیج دیا +

اسی سال حضرت قیوم ثانی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت قیوم اول رضؓ کے روضہ منورہ میں آنحضرت رضؓ کے قبہ سے سات ہاتھ مغرب کی طرف مدفون ہوئیں۔ ان کے مرقد کے گرد نواح پختہ جالی دار احاطہ بنایا۔ حضرت قیوم ثانی کو والدہ ماجدہ کے گذر جانے کا بڑا غم ہوا چنانچہ چند روز کے لئے مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔ آنحضرت رضؓ نے والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام شریف بیبیاں مثلاً عائشہ صدیقہ رضؓ فاطمۃ الزہرا رضؓ۔ خدیجۃ الکبرٰی رضؓ مریم رضؓ وغیرہ جمع ہیں وہاں پر میری والدہ ماجدہ بھی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ حق تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے تمہاری والدہ کو بھی زمرۂ

کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے ۔

اسی سال میر سفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے ۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص تھے ۔ اور جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں جو حضرت حجت اللہ اور مروج الشریعت کی والدہ ہیں ۔

## ذکر در بیان

### سال ہشتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رض و آمدن علما و مشائخ اہل شام و ارادت آوردن ایشاں بحضرت ایشاں رض

ملک شام کے علما و مشائخ محض حضرت قیوم ثانی رض کی زیارت و ارادت کے واسطے شام سے سرہند تشریف لائے ۔ اور آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے ان سب کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخ شام کے سردار تھے ایک رات بیت المقدس کی مسجد اقصےٰ میں گئے ۔ عشا کی نماز کے بعد جب آدمی چلے گئے ۔ تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ نورانی چہروں والے لوگ گروہ با گروہ مسجد میں آئے ۔ اور وضو کر کے بیٹھ گئے ۔ اس کثرت سے آئے کہ مسجد پر ہو گئی ۔ ایک عزیز کا انتظار کر رہے تھے ۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا ۔ سب نے استقبال کیا اور تخت صدر مسجد میں لایا گیا ۔ بعد ازاں ایک جوان کو لا کر اس مرد بزرگ کے فرمان سے خلعت فاخرہ پہنائی گئی ۔ اور اس بزرگ نے اپنے دست مبارک سے دستار اُس جوان کے سر پر رکھی ۔ شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں ۔ تخت پر کون بزرگ ہیں ۔ اور یہ جوان کون ہے حاضرین نے کہا یہ لوگ اولیاء اللہ اور اہل خدمت باطنی ہیں ۔ اور تخت پر کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقےٰ شیخ محمد معصوم قدس سرہ ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں ۔ آج اس ملک کا قطب فوت ہو گیا تھا ۔ یہ اولیاء اللہ اس واسطے یہاں آئے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمائیں ۔ سو اس جوان کو اس علاقے کی خلعت قطبیت پہنائی گئی ہے ۔ صبح کے قریب تمام اولیاء اللہ کو رخصت کر کے خود بہت سے مشائخ کے ساتھ ہندوستان لوٹ آئے ۔ علے الصبح شیخ عبداللہ شام کے تین ہزار بڑے بڑے مشائخ سمیت حضرت عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کے لئے مستعد ہوئے جب شیخ عبدالسلام نے جو کہ علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس کی

مسجد اقصےٰ کے متولی تھے۔ صبح آکر دیکھا کہ وضو کے واسطے جو پانی ڈالا گیا تھا وہ نہیں ہے۔ تو حیران ہو کر سقوں کو جھڑکا۔ کہ تم نے آج رات پانی کیوں نہیں ڈالا۔ سب نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے عشا کے بعد پر کیا۔ معلوم نہیں کونسی اتنی بڑی فوج آئی۔ جو سارا پانی خرچ کر گئی۔ جب دیکھ بھال کی۔ تو مسجد کے گرد وضو کا غسالہ بکثرت پایا۔ اور بہت سے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی موجود پائے۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران تھے۔ کہ اتنے میں شیخ عبداللہ نے مسجد میں آکر رات والا قصہ مفصل سنا دیا۔ شیخ عبدالسلام نے یہ سنکر اور اس کی علامات دیکھ کر بے اختیار حضرت قیوم ثانی کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور سات سو بڑے مشہور علما کو ساتھ لا کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونو کے ساتھ ہزارہا لوگ شام کے روانہ ہوئے۔ جب سب کے سب حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے اُن کے حال پر نہایت شفقت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم لوگ پاک زمین سے آئے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے شام میں بہت خیر و برکت رکھی ہے۔ اکثر بڑے بڑے پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے ہیں۔ خلقت کے لئے لازم ہے کہ تمہاری عزت کریں۔ تمام مشائخ و علما آنحضرت کے مرید ہوئے۔

اہل شام نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے بہت سے لوگ جناب کی قیومیت و قطبیت کے معتقد ہیں۔ لیکن بسبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت ہو کر مرید نہیں ہو سکے۔ اُنہوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ ہمیں غائبانہ مرید کریں۔ آنحضرت نے ان سب کو غائبانہ مرید کیا۔

## ذکر در بیان

سال نہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضؓ عرض داشت کردن خنگار روم مرید شدن او غائبانہ بخدمت ایشاں رضؓ۔

اس سال بادشاہوں کے بادشاہ نے جس سے مراد خنگار روم ہے ایک عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش اور قیومیت کا اقرار و اعتقاد درج تھا۔ اُس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے کہ والی شام نے وہ تمام ماجرا جو شیخ عبداللہ نے مسجد اقصےٰ میں دیکھا تھا۔ خنگار روم کو لکھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ شیخ عبدالسلام ہزار مشائخ و علما سمیت حضرت قیوم ثانی کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہوئے ہیں۔ خنگار شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالسلام کا بڑا معتقد تھا۔ سلطنت کا کوئی کام اُن کے مشورے بغیر نہ کرتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن سے دعا اور توجہ کی درخواست

کیا کرتا تھا۔ اور ان کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا ممد و معاون جانتا تھا۔ ان کے جانے سے حیران و متعجب ہو گیا۔ پوچھا کہ جس بزرگ کی خدمت میں یہ دونوں گئے ہیں وہ کون ہیں ارکان سلطنت نے کہا۔ ہم نے سُنا ہے کہ وہ عزیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے فرزند ہیں۔ پھر پوچھا کہ اُن کا کوئی مرید یا خلیفہ یہاں ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ بہت سے رومی اُن کے مرید ہیں۔ خنگار نے کہا جو اُن میں سے اُن کے طریقہ اور مذہب سے واقف ہو اُسے لاؤ۔ اتفاقاً ان دنوں شیخ حامد جو حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ خاص تھے بغرض تجارت روم گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے خنگار کو کہا کہ ایک عظیم الشان تاجر ہندوستان سے آیا ہے۔ اغلب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو۔ خنگار نے اُس کے لانے کا حکم دیا۔ بادشاہی آدمی شیخ حامد کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اُس نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا تم حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ کو جانتے ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ میں اُن کا کمترین مرید ہوں۔ خنگار نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہارے پیر کے علوم معارف اور طریقہ و مذہب سے بخوبی واقف ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ میں جواب شافی دونگا خنگار نے پوچھا کہ تمہارا مقتدا خلقت کو کس چیز کی دعوت دیتا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب خدا و سُنت نبوی اصحاب کرام کی پیروی اور اہل حق آئمہ مجتہدین کے مذہب کی دعوت کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں ذکر قلبی کی تعلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" دلوں کو ذکر الہیٰ ہی سے اطمینان ہوتا ہے اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تاکیداً روکتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ سُنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرو۔ تاکہ قیامت کے دن تم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو سکو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی کی اپنی ترقی باطن کا سبب جانو۔ اور جو کچھ اہل حق علماء مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرو تاکہ نجات پا سکو۔ اور جو حالت کتاب سنت اجماع اور قیاس کے خلاف ہو اسے منظور نہ کرو۔ کیونکہ کشف میں عموماً غلطی ہو جایا کرتی ہے۔ وحدت وجود کے مطلق قائل نہیں رقص سماع اور نغمہ سے بالکل منع فرماتے ہیں۔ شریعت سے بال بھر بھی مخالف نہیں چلتے سوائے متابعت سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور بات کو اپنے طریقہ میں جائز نہیں سمجھتے غرضیکہ آنجناب کا سلسلہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم ہے ✦

خنگار یہ باتیں سنکر بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا کہ تمہارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت ولایت اولیا کو ولایت صغرے کہتے ہیں۔ اور تمام اولیاے سلف و خلف کی اصطلاحات ولائیت صغرے میں مندرج ہیں۔ اور وہ چیز جو اللہ تعالے نے محض اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو عنایت کر رکھی ہے اور جس کے سبب وہ باقی تمام اولیاے امت سے افضل ہیں وہ ولایت کبرے ہے۔ جو ولایت انبیا ہے اور ولایت علیا ہے جو ولایت ملائکہ ہے۔ ان کے علاوہ کمالات نبوت حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ وغیرہ ہیں۔ آنحضرت کے نزدیک نبوت ان تینوں ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے حتے کہ تینوں ولائیتیں نبوت کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ ہمارے حضرت صاحب کے کمالات ولایت صغرے کے علاوہ ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اولیا نے کیا ہی نہیں۔ اولیاء اللہ کی تمام خدمات اور مناسب مثلاً قطبیت اور غوثیت وغیرہ سب کی سب ولایت صغرے میں شامل ہیں۔ سب سے بڑا منصب جو عروۃ الوثقےٰ کو حاصل ہے۔ وہ قیومیت ہے جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے۔ شیخ صاحب نے قیومیت کے تمام خصائص بیان کئے۔ اور کہا کہ ہزار سال بعد حق تعالے نے منصب قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کو عنایت کیا۔ اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنا ولیعہد مقرر کیا خنگار یہ سنکر حضرت قیوم ثانی کا بہت معتقد ہوا۔ پھر پوچھا کہ آنجناب کے مریدوں کی کیا حالت ہے۔ شیخ صاحب نے کہا۔ سب کے سب عالم۔ صالح۔ متقی۔ عارف اور کامل ہیں۔ پھر پوچھا کہ لوگ بکثرت مرید ہوتے ہیں یا خال خال۔ شیخ صاحب نے فرمایا ہر روز ہزار ہا آدمی اطراف و جوانب سے آکر مرید ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمہارے ملک سے بھی گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ملکوں سے قیاس کر لو۔

اسی اثنا میں شام سے ایک اور قافلہ آیا جنہوں نے شیخ مذکور کا قصہ اور وہاں کے علما و مشائخ کا سرہند میں پہنچنا اور فیض حاصل کرنا مفصل بیان کیا۔ ان کے کہنے سے خنگار کا اعتقاد اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ اس نے ایک عرضی معہ تحف و ہدایا اپنے وکیل کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش قیومیت کا اقرار تھا۔ جب خنگار بذریعہ وکیل غائبانہ مرید ہو گیا۔ تو بعد ازاں ہر سال آنحضرت کی خدمت میں عریضہ نیازمندی معہ ہدایا و تحائف بھیجا کرتا تھا۔

## ذکر در بیان

سال دہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و مرید شدن شیخ حبیب اللہ بخاری :-

میرے (مصنفؒ) جد بزرگوارؒ کوکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ حبیب اللہ نے مجھے کہا کہ میں آنحضرت کا مرید یوں ہوا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ اور رات کو وہیں سو رہا جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے اس فوج کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ہزارہا اولیاے امت ساتھ ہیں اتنے میں خواجہ قطب الدینؒ و نظام الدین اولیاؒ وغیرہ جو دہلی کے گرد نواح میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ معہ مریدوں کے قبروں سے نکلکر صفیں باندھ اس عزیز کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب اس مرد خدا کا تخت ان قبروں کے پاس سے گذرا۔ تو یہ سب بھی ساتھ ہو لئے۔ میں حیران رہگیا۔ کہ اس تخت پر کون ہے۔ ہمراہیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ صبح آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اور دیدار فرحت آثار سے مفتخر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور کمالات الٰہی اور نعمتہائے نامتناہی مشاہدہ کیں۔ یہ شیخ حبیب اللہ حضرت قیوم ثانیؒ کے بڑے خلیفوں میں سے ہیں۔ اُن کا خلافت حاصل کر کے بخارا جانا انشاءاللہ عنقریب ہی مفصل بیان ہوگا۔

اسی سال مولانا شریف کابلی اور حضرت قیوم ثانیؒ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین نزاع کلی واقع ہوئی جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ مولانا شریف خواجہ محمد صدیق کے خاص مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے انہیں تربیت کر کے خلافت دیکر کابل بھیجا۔ مولانا کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہو گئے۔ اور ہر صبح شام پانسو آدمی آپکے حلقہ میں شامل ہونے لگے اتفاقاً شیطانی وسوسے نے مولانا کے دل میں گھر کیا۔ اور خود پسندی و تکبر سما گیا۔ خواجہ صاحب سے اپنے آپ کو لاپرواہ اور بڑا سمجھنے لگے۔ اور جو آداب خواجہ صاحب کے پہلے بجالایا کرتے تھے سب کو چھوڑ دیا بلکہ ملاقات تک ترک کر دی۔ خواجہ صاحب نے اس بات پر سخت ناراض ہو کر نسبت سلب کر لی تھی جب آپکے مریدوں میں مشہور ہو گیا۔ کہ خواجہ صاحب نے مولانا شریف سے نسبت سلب کر لی ہے تو مولانا یہ سن کر بہت گھبرائے اور حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ادھر خواجہ صاحب نے بھی

ایک شکایتی عرضی آنحضرت کی خدمت میں بھی آنحضرت بھی مولانا سے ناراض ہو گئے! اور فرمایا کہ ہماری رضا خواجہ صاحب کی رضا کی شاخ ہے۔ تعجب ہے کہ تمہارا ایمان سلامت رہے۔ مریدوں سے میل جول رکھنا تو اور بات ہے جس طرح ہو خواجہ صاحب کو راضی کرو! اور خواجہ صاحب ہماری طرف لکھیں کہ فلاں شخص سے راضی ہوں۔ اس وقت ہم بھی راضی ہونگے۔ اس کے علاوہ اور وعظ و نصیحت بھی فرمایا۔ جب مولانا نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی رضامندی بغیر آنحضرت بھی توجہ نہیں فرماتے بلکہ بیزار ہیں۔ تو مجبوراً خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ حتٰے کہ اپنا چہرہ سیاہ کرکے پگڑی گلے میں ڈال خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ خواجہ صاحب آپ سے راضی ہو گئے +

## ذکر دو ریبان

سال یازدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند و بیان عمارات دار الخلافت شاہجہان آباد +

اس سال بعض مخالفین نے بادشاہ کی خدمت میں آنحضرتؓ کی طرف سے شکایت کی کہ آنجناب تمہاری سلطنت پر راضی نہیں! اور آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کیا۔ کہ بادشاہ آپ سے بدظن ہیں۔ حالانکہ یہ دونو باتیں سراپا جھوٹ تھیں۔ انہیں دنوں ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان پر نزاکت و لطافت شہر ہے کہ اس قسم کا شہر بادشاہ نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے جس میں سونے اور جواہرات کے طرح طرح کے محل جنت کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح وہاں چشمے اور نہریں جاری ہیں۔ کہ فِیْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُن پر صادق آتا ہے۔ ان نہروں اور ندیوں پر دیبا کا جواہرات اور یاقوت سے جڑا ایک بڑا خیمہ ہے جس کے اندر جواہرات سے ایک تخت رکھا ہے اور پھر اس پر تخت طاؤس کی شکل ہے۔ جو زمرد کی بنی ہوئی ہے۔ طاؤس کے سر پر ایسا لعل جڑا ہے جس کی روشنی سے تمام خیمہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ بادشاہ اس شہر قلعہ۔ محلات۔ ندیوں۔ خیمے اور تخت وغیرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ سمجھا کہ یہ دنیاوی مکان تو ہے نہیں۔ شہر والوں سے پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے اور قلعے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شہر اور جو کچھ اس میں ہے سب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا ہے پوچھا آنجناب کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا بسترے میں بیٹھے ہیں بادشاہ آنحضرت کی زیارت کیلئے

گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرتؓ کے گرد ہزارہا اولیاء اللہ دست بستہ صف باندھیں کھڑے ہیں۔ اور وہ برج آٹھ پہلو سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے جالی دار ہے جن میں تمام لعل زمرد الماس اور یاقوت جڑے ہیں۔ اس کی ایک طرف دریا ہے اور دوسری طرف باغ۔ اور اس میں آنحضرتؓ بادشاہ کی طرح جلوہ افروز ہیں۔ بادشاہ سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے بڑی کوشش سے تمہیں بادشاہ کیا۔ اور اب بھی تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ بعض سخن چینوں نے ہماری طرف سے تمہیں سکھلایا۔ اور تمہاری طرف سے ہمیں۔ سو یہ دونو باتیں ہی بے بنیاد اور محض افترا ہیں۔ یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں۔ ہم نے تمہیں بخشیں۔ عرصہ دراز تک سلطنت تجھ سے نہیں جائے گی۔ بعد ازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا۔

اتنے میں بادشاہ جاگ پڑا جاگتے ہی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیشتر اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے آنحضرتؓ نے فرمایا اب تو تمہاری تسلی ہوئی ہے دیکھا ہم نے کیسا جنت نشان مقام رات کو تمہیں عنایت کیا۔ بادشاہ نے آنحضرتؓ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا جس طرح کی عمارت رات کو تم نے دیکھی تھی ویسی ہی بنواؤ۔ عرض کیا جہاں ارشاد ہو فرمایا وہیں کی شمال کی طرف۔ پھر عرض کیا کہ مجھے اس شہر اور قلعہ کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ آنحضرتؓ نے ایک آدمی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا جب لایا تو اسے بلاکم و کاست رات والے قلعہ اور شہر کی ترتیب سمجھائی۔ اور اس نے کاغذ پر لکھ دی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر اور بھی معتقد ہو گیا۔ اور عرض کیا بالکل سچ اور درست ہے۔ اسی قسم کا شہر اور قلعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

بادشاہ نے آداب بجا لا کر وہ کاغذ لیا اور اس مقام پر پہنچا۔ جہاں اب شاہجہان آباد کا قلعہ آباد ہے۔ تمام حکما نے بادشاہ کو کہا کہ جیسی معتدل آب و ہوا اس مقام کی ہے سارے ہندوستان میں کسی مقام کی نہیں۔ سلطان نے پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آنجناب خود دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھیں۔ تاکہ یہ عمارت مبارک ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بپاس خاطر سلطان بنفس نفیس وہاں قدم رنجہ فرما کر بنیادی پتھر رکھا۔ حق تعالےٰ نے آنحضرت کے دست مبارک کی برکت سے اس عمارت کو اختتام تک پہنچایا اور زمانے کے حادثات سے محفوظ رکھا چنانچہ آج تک وہ قلعہ جسے تقریباً تین سو سال ہونے آئے بدستور قائم ہے۔ بادشاہ نے پہلے دریا کے کنارے سرخ قلعہ بنوایا۔ اور اس میں نقشہ کے مطابق محل وغیرہ بنوائے۔ اور تمام محلوں کو سنہری کیا۔ پھر اس میں آٹھ پہلو برج خواب کے مطابق جالی دار دریا کنارے

بنوایا۔ جن میں بیش قیمت جواہر لعل۔ زمرد۔ اور یاقوت جڑوائیے۔ اس برج کے شمال کی طرف ایک باغ لگوایا جس کی دیوار سنگ رخام کی ہے۔ اس کی تمام دیواروں پر یمنی عقیق جڑا دئیے۔ اور اُس کے اندر طرح طرح کے پھولدار اور پھلدار درخت لگوائے۔ محل بنوائے نہریں جاری کرائیں۔ اور اس کے کنارے پر ایک سنہری مسجد بنوائی۔ اس باغ کے دروازے پر یہ شعر لکھ دیا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است      ہمین است و ہمین است و ہمین است

اس باغ کا نام حیات بخش رکھا اس باغ کے محاذی دار السلطنت جو بادشاہ کے جلوس کا مقام ہے۔ اور جسے دیوان خاص کہتے ہیں جس میں سوائے ارکان سلطنت کے اور کسی کو آنے کی اجازت نہیں۔ سنہری بنوایا۔ اس کے مغرب کی طرف دربار عام جس میں چالیس ستون تھے۔ جس کے اکثر مقامات پر سنہری کام ہوا تھا۔ بنوایا۔ اور دربار عام کے سامنے ایک نہایت وسیع میدان رکھا اس میدان کے گرداگرد سو محراب بنوائے ہر ایک محراب میں دس گز مربع حجرہ بنوایا۔ جو طرح طرح کے نقش و نگار سے آراستہ تھا اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے ایک دریا کی طرف دوسرا قلعہ سلیم کی طرف جو دریا کے بیچ واقع ہے ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف ان دونوں دروازوں سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس قلعہ کے گرد ایک اور بڑا قلعہ بنوایا جس میں چھ دروازے ہیں۔ اور جس کا مجموعہ اضلاع سات کوس ہے ان دروازوں کے نام یہ ہیں۔ اوّل کشمیری دروازہ۔ دوسرا کابلی دروازہ۔ تیسرا لاہوری دروازہ۔ چوتھا اجمیری دروازہ پانچواں ترکمانی دروازہ۔ چھٹا دہلی دروازہ۔ ان کے علاوہ آٹھ چھوٹے دروازے ہیں۔ دو چھوٹے دروازے لاہوری دروازے کی دو نو طرف ہیں۔ ایک اجمیری دروازے کے قریب اور باقی پانچ متفرق مقامات پر ہیں۔ اس قلعہ کے اندر ایک ٹیلے پر ایک جہاں نما جامع مسجد سنگ رخام اور سنگ موسے کی بنائی۔ اور ایک اور مسجد لاہوری دروازہ کے مقابل حضرت قیوم ثانی کے نام پر بنوائی جس کا نام سرہندی مسجد رکھا گیا۔ اس گرد نواح میں ایک باغ بھی آنحضرت کے نام پر بنوایا گیا۔ جس کا نام سرہندی باغ رکھا۔ قلعہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان باغ بنوایا جس کا نام شالا مار مقرر کیا۔ اور دریا سے نہر نکال کر شہر میں لائے۔ جس کی شاخیں ہر کوچہ و بازار میں جاری تھیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مکان کے پاس سے اس کی چھوٹی شاخ گذار سکے۔ اس نہر کی وجہ سے شہر کی ترو تازگی سو گنا ہو گئی۔ لاہوری دروازے کے باہر چند تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد جمعہ اور عیدگاہ کی نمازوں کے لئے

بنوائی۔ لیکن عالمگیر بادشاہ نے اس مسجد کو چھوڑ کر ایک بغیر چھت کی کو عیدگاہ بنوائی۔ شاہجہان آباد کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گرداگرد چھتیس میل ہے ایک لاکھ کے قریب مسجدیں اور تنیس ہزار تمباکو کی دکانیں ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی وسعت و رونق کس قدر ہوگی۔ اس کے بازار ایک تیر پرتاب کے فاصلے کے برابر چوڑے ہیں۔ جواہرات کے علاوہ دس لاکھ روپیہ اس شہر اور قلعہ پر صرف ہوا۔ اور ایک لاکھ طلائی مُہر ثمن بُرج پر خرچ ہوئی۔ دس لاکھ روپیہ سے مسجد جہاں نما تیار ہوئی۔ شہر اور قلعہ کی عمارات سے فارغ ہو کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جس قسم کی بارگاہ اُس نے خواب میں دیکھی تھی بنائی جائے کہتے ہیں کہ اس قسم کی بارگاہ گذشتہ بادشاہوں میں سے کسی نے بنوائی تھی۔ اور شاہجہان کے سوا اُسے کوئی قائم نہ کر سکا۔

ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ نے لاہور میں ایسی بارگاہ بنوائی تو اس کے کھڑا کرنے میں چار سو مزدور ہلاک ہوئے۔ پھر وہ تخت بنوایا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جتنا روپیہ سارے شہر اور قلعے پر خرچ ہوا تھا۔ اتنا اکیلے تخت پر صرف ہوا۔ اس کے قبے پر زمرد کا طاؤس بنایا اور دس ہزار روپے سے زیادہ قیمت کا لعل اس طاؤس کے سر پر رکھا۔ اور یہ بارگاہ بارعالم کے سامنے قائم کی گئی۔ اس کے تمام محراب دیباکے اور سنہری تھے۔ ان محرابوں پر لعل جواہریاقوت اور مروارید ٹانکے گئے۔ بارگاہ کے اندر اس تخت کو رکھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو مدعو کیا گیا۔ آنحضرت تشریف فرما ہو کر اس ثمن برج میں بیٹھے اور بادشاہ کو فرمایا کہ تو نے خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نے عرض کیا گویا وہی خواب ہے جسے جناب کی طفیل حالت بیداری میں دیکھ رہا ہوں۔

بعد ازاں آنحضرتؓ نے بادشاہ فرمایا کہ جاؤ تخت پر بیٹھو۔ اللہ تعالےٰ یہ تخت قلعہ یہ شہر اور یہ ملک تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مبارک کرے۔ بادشاہ ارشاد کے مطابق تخت پر بیٹھا۔ اور دوگانہ شکر ادا کر کے بلند آواز سے کہا کہ فرعون نے ہڈی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ نعمت عظمےٰ عطا کی ہے تو بھی اُس کی بندگی کا طوق میری گردن میں ہے۔ آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعا کی۔ بادشاہ ہر سال اسی طرح جشن کرتا۔ آج تک بادشاہ بدستور سال میں ایک دفعہ جشن کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے اکبر آباد اور لاہور میں بھی از سر نو عمارات عالی بنوائیں۔ اور لاہور میں ایک شالا مار باغ بنوایا۔ تخت طاؤس نادرشاہ کے آنے تک ہندوستان میں رہا بعد ازاں اُسے وہ ایران لے گیا۔

# ذکر و بیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت ایشاں امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضؓ تعمیر خانقاہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بار دوم و بیان عمارات حضرات مخدوم زادہا و بیان بناہائے قصر سلطانی در سرہند و بشارت یافتن آنحضرت از پروردگار بخدمت تخلیص تمام عاصیان امت از آتش دوزخ و دیگر قضائیکہ دریں سال واقع شدہ:-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی کثرت ہوئی اور ہزارہا آدمی پانچوں وقت نماز میں شامل ہونے لگے تو مسجد قدیم جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی۔ مکتفی نہ تھی۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضؓ نے ایک اور وسیع مسجد بنوانی چاہی۔ آنجناب کی اس خواہش سے تربیت خاں نے جو اس بارگاہ کا خاص مرید تھا عرض کیا۔ کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادت عظمےٰ میں ہی حاصل کروں آنحضرت نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا اور خانقاہ بنانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ تربیت خاں نے نہایت عالیشان اور وسیع خانقاہ بنوائی اور قدیمی مسجد کی علامت کی طرح پر ایک صفہ اس مسجد کے صحن میں کعبہ کی طرح چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ مقام بہت متبرک ہے اس واسطے کہ کعبہ معظمہ نے یہیں نزول کیا تھا اور اس زمین کو کعبہ کی زمین کے ساتھ فناء و بقا حاصل ہے حضرت قیوم اول حضرات قیوم ثانی رضؓ کو اسی مقام پر مقطعات قرآنی کے اسرار سے مطلع کیا تھا اس صفہ سے مغرب کی طرف ایک حوض بنوایا اس کے اوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح کا ایک آبشار بنوایا۔ مسجد کی جنوب کی طرف سالکان سلوک کے لئے چند حجرے بنوائے مسجد قدیم کا حوض اور بہت سی زمین حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے صحن میں داخل کر کے روضہ منبرکہ کے گرد نواح کو وسیع کر دیا۔ اس مسجد کی ایک یہ فضیلت آنحضرت پر منکشف ہوئی۔ کہ یہ مسجد الحرام، مسجد النبی، اور مسجد الاقصےٰ سے اُتر کر باقی تمام جہان کی مسجدوں سے افضل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد قدیم کی بابت جو اس وقت موجودہ مسجد کا صحن ہے یہی فضیلت منکشف ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھا گیا ہے حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے مغرب اور شمال کی طرف ایک باغ تھا جس کا طول اور عرض ایک ایک کوس تھا۔ اور جو باغ ملک احمد کے نام سے مشہور تھا اس باغ کے مالک نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کی خدمت میں بطور نذر یہ باغ پیش کیا آنجناب نے اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا

ہر ایک نے اپنے رہنے کے لئے اس باغ میں عالیشان عمارت بنوائی۔ اور اس باغ کے ارد گرد کی زمین بھی لیکر اس میں عالیشان مکانات بنوائے۔ اس باغ کے شمال اور مغرب کی طرف ایک وسیع میدان تھا اس میں نہایت عمدہ اور خوبصورت بازار بنوایا جس میں ہر ولایت کی چیز موجود ہوتی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا مہتمم آنحضرت کا صندلی نام خواجہ سرائے مہتمم تھا اس واسطے یہ بازار صندلپورہ کے نام سے مشہور ہے اس بازار کے مشرق کی طرف باغ کے کنارے کے قریب حضرت قیوم ثانی رض کے لئے محل بنائے گئے جن میں آنحضرت حلقہ و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے عمر کے آٹھ سال یہیں بسر کئے +

اسی سال بادشاہ ہند آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند آیا۔ اور چند ماہ یہیں رہا۔ اپنے ارکان سلطنت کو کہنے لگا۔ کہ یہ شہر میرے دو دارالخلافوں کے مابین ہے اکثر اس شہر میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اور آنحضرت کی زیارت کے لئے میں یہاں ٹھہرتا ہوں علاوہ ازیں یہ پاکیزہ شہر نہایت متبرک اور ہندوستان کا سر ہے ؎

سودائیاں شہر لیست در ہند ۔۔۔ کز اندر پائے او نہاد سر ہند

بہتر ہے کہ اس شہر میں عالیشان عمارت بنوائی جاوے چنانچہ وہاں اس قسم کے محل بنوائے۔ جیسے شاہجہان آباد کے قلعہ میں بنوائے تھے +

اسی سال آنحضرت کو الہام ہوا کہ آپ کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے امت محمدی کے گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دینا سپرد کیا جسے چاہیں دوزخ سے بچائیں۔ جسے چاہیں دوزخ میں جھونکدیں۔ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت رض کو یہ خوشخبری سنائی تھی +

## ذکر دربیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رض عرض داشت کردن عبدالعزیز خاں بادشاہ توران وغائبانہ مرید شدن او بجانب قیومیت مآب آنحضرت رضی اللہ عنہ :-

اس سال عبدالعزیز خاں بادشاہ توران نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا دنیاز ایک عرضی بھیجی۔ جب عبداللہ ازبک توران کا انتقال ہو گیا۔ تو ارکان سلطنت نے

عبدالعزیز خان کے بھائی کو تخت پر بٹھایا اور اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ اس بات سے واقف ہو کر سمرقند بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا۔ اس نے آنحضرت کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ لی اور خواجہ صاحب سے توجہ اور مدد کی درخواست کی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا میں بھی آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تم بھی ہو۔ امید ہے کہ آنحضرت کے طفیل سے تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ عبدالعزیز خاں عشا کی نماز کے بعد آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوا اور بہت ہی عاجزی کی عین عاجزی کرتے کرتے اُسے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ہزارہا سوار فاخرہ لباس پہنے صفیں باندھے کسی شخص کے منتظر کھڑے ہیں اتنے میں ایک بزرگ جن کی پیشانی سے نور چمکتا تھا ابلق گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے۔ تمام درختوں اور پتھروں نے اس بزرگ کو سجدہ کیا۔ میں نے حیران ہو کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں جن کو دیکھتے ہی سب سجدہ ہو گئیں؟ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ عبدالعزیز نے آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آنحضرت نے اُس کے حال پر بہت مہربانی کر کے فرمایا "خاطر جمع رکھو" ہمارا تمہاری طرف خیال ہے۔ انشاءاللہ عنقریب ہی بفضل خدا اپنے مقصود میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب قندھار جاؤ وہاں پر ہمارے مرید ہیں۔ تمہاری رفاقت کریں گے خواجہ کلاں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ دوسرے روز خواجہ کلاں اور عبدالعزیز خاں دونوں قندھار روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں پر کے آنحضرت کے خلفاء نے معلوم کر لیا تھا کہ ہمیں عبدالعزیز خاں کی مدد کرنی چاہیئے۔ سو وہ اُس سے مل گئے۔ چنانچہ بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادوں کا ایک لشکر بخارہ کی طرف روانہ ہوا۔ علاوہ بریں جہاں کہیں آنحضرتؒ کے خلفاء و مرید تھے سب نے عبدالعزیز کا ساتھ دیا۔ راستے میں جو شہر یا قلعہ آتا وہاں سے موجودہ لوگوں کو نکال اپنے آدمیوں کو وہاں بٹھاتے۔ جب بخارا کے قریب پہنچے تو بادشاہ اور ارکان سلطنت کے دل پہ رعب طاری ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرتؒ کے تمام خلفا اور مرید اس کے ساتھ ہیں۔ تو چونکہ وہ بھی آنحضرت کے مرید تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت اس کے بادشاہ ہونے میں راضی ہیں۔ اور جو خوشخبری آنحضرت نے سلطنت کے بارے میں اُسے دی تھی وہ بھی سُن چکے تھے اس لئے انہوں نے عبدالعزیز خاں کو پیغام بھیجا۔ کہ آپ بلا تکلف تشریف لائیں۔ ہم موجودہ بادشاہ کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دینگے۔ جب بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہاں سے بھاگ گیا۔ عبدالعزیز خاں نے دوسرے روز بخارا میں جاکر آنحضرت کی توجہ کی برکت سے

بلامزاحمت غیرے توران کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرتؓ کی خدمت میں بھیجی جس میں ارادت غائبانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہر سال پھر اُسی طرح آنحضرت کی خدمت میں ہدئے اور تحفے بھیجتا رہا۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنجناب نے از راہ عنایت اُسے غائبانہ مرید کیا۔ اور جو لوگ اس کی عرضی لائے تھے اُن سے عین کمال شفقت سے پیش آئے۔

## ذکر دیگر بیان

### سال چہار دہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانیؓ مرید شدن شاہزادہ محمد اورنگ زیب :-

اس سال شاہزادہ محمد اورنگ زیب آنحضرت کا مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بتلاتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور خلقت ہرج و مرج میں ہے عذاب کے فرشتے لوگوں کو کھینچکر لئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں مجھے بھی پکڑ کر دوزخ میں لیجانا چاہا۔ اس اثنا میں حضرت معصوم تخت پر بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے۔ تو میدان قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصومؓ آگئے ہیں جن کے سپرد حق تعالےٰ نے گنہگاروں کو عذاب دوزخ سے چھڑانا کیا ہے۔ آنحضرتؓ نے پہلے ان آدمیوں کو چھڑایا جنہیں عذاب کیا جارہا تھا۔ بعد میں اس احاطے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جہاں تمام جہان کے گنہگار قید تھے۔ سب کو وہاں سے رہائی دلوائی۔ اور ہر ایک کو خلعت فاخرہ دیکر بہشت میں بھیجدیا۔ لیکن جنہیں بخشش نصیب ہوئی وہ دو قسم کے تھے ایک گروہ کو تو فقط خلعت عنایت ہوئی۔ اور دوسرے کو خلعت معہ جنتی براق اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جن پر اس قدر رحمت الٰہی ہوتی ہے کہا یہ گذشتہ انبیا کی اُمتیں ہیں۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ہے اس امت مرحومہ میں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ نور اور روشنی کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ اور بہشت کے فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید ہیں۔ اتنے میں آنحضرتؓ نے میری طرف توجہ کر کے فرمایا کہ اسے بھی تخت اور نوری لباس دو۔ کیونکہ یہ ہمارا مرید ہے۔ بعد ازاں مجھے زمرد کا تخت اور نور کا لباس عنایت ہوا +

یہ خواب دیکھکر صبح حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا حضرت عروۃ الوثقےٰؓ

نے اس سے پہلے فرمایا تھا۔ کہ شاہجہان کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہو گا۔ ہم تاج سلطنت اس کے سر پر رکھینگے۔ چونکہ شہزادہ اورنگ زیب پہلے مرید ہوا۔ اس واسطے آنحضرتؓ نے سلطنت کی خوشخبری اُسے عنایت فرمائی۔ اور پیشتر اس کے کہ شاہزادہ خود خواب کو عرض خدمت کرے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ جس طرح تو نے خواب میں دیکھا ہے انشاء اللہ اسی طرح قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہو گا۔

جب دوسرے شاہزادوں نے سُنا کہ حضرت عروۃ الوثقٰے نے اورنگزیب کو سلطنت کی خوشخبری دی ہے۔ تو کڑھے۔ اور جو ارادہ دل میں تھا کہ آنحضرت کے مرید بنینگے۔ توڑ دیا اور اور جگہ جا کر مرید ہوئے۔

کہتے ہیں کہ جب اورنگزیب مرید ہو چکا تو داراشکوہ بھی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تم خدا کی خاطر ہمارے پاس نہیں آئے۔ بلکہ سلطنت کیلئے آئے ہو۔ سو وہ اورنگزیب ہم سے لے گیا ہے داراشکوہ مایوس ہو کر آنحضرتؓ کی خدمت سے اُٹھا۔ اور جا کر شاہ میر لاہوری کا مرید ہو گیا۔ اُس دن سے آنحضرت سے دشمنی کرنے لگا۔ ہر دم اس سلسلہ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہا۔ حتے کہ اللہ تعالےٰ نے اُسے اُس دشمنی اور ایذا کا بدلہ دیا۔ اور اورنگزیب کو ہند کی سلطنت عنایت کی۔ آج تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

## ذکر دربیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن روشن آرائے دختر سلطان ہند بخدمت آنحضرت رضی اللہ عنہ۔

جب اورنگزیب آنحضرت کا مرید ہوا تو اُس نے اپنی بہن روشن آراء کو جو تمام بھائی بہنوں سے خوبصورت تھی۔ آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا۔ دوسرے بھائی اور فقیروں کے اوصاف اُس سے بیان کرتے تھے تا کہ کسی اور فقیر کی مرید بنے۔ ایک رات اُس نے استخارہ کیا کہ مجھے

کس بزرگ کی مرید ہونا چاہئیے ✤

اس کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش ہے اور اس طرح چمک رہا ہے کہ دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اُس کے نقوش ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ چاروں طرف چار سنگ رخام کے برج بنے ہوئے ہیں اور ان چاروں پر گنبد ہیں اور اس محل کے اوپر ایک سنہری بڑا عظیم الشان گنبد ہے جو سورج کی طرح چمکتا ہے۔ اس محل پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ گنبد سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور محل کے نیچے تمام اولیائے امت آنحضرت رض کے منتظر کھڑے ہیں آنحضرت خربوزہ کھا کر اُس کے چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جنہیں اولیائے اُمت بڑی خواہش اور رغبت سے کھاتے ہیں اور ان کے لینے میں بڑی جد و جہد کرتے ہیں آپس میں جھگڑتے اور ایکدوسرے سے چھینتے ہیں اور ان چھلکوں کے کھانے پر فخر کرتے ہیں۔ اس اثنا میں غیب سے کوئی پکار کر کہتا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت کے پس خوردہ خربوزے کے چھلکے کھائیگا اللہ تعالیٰ اسے صدیقوں میں داخل کرے گا اور دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہو جائے گی ✤

جب صبح اُس نے یہ خواب اپنے بھائی اورنگزیب سے بیان کیا۔ تو وہ اُسے آنحضرت کی خدمت میں لایا اور مرید بنایا۔ اور خواب کا واقعہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ روشن آرا نے آنحضرت کے انتقال کے بعد اُسی قسم کا روضہ منورہ بنوایا۔ جیسا کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا ✤

# ذکر در بیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی۔ مرید شدن گوہر آرا دختر دوم سلطان ہند :۔

بادشاہ ہند کی لڑکی گوہر آرا دانائی، عقلمندی، سمجھ، اور فہم، علم، اور حلم آہستگی، اور شائستگی میں اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ دن رات عبادت خدا میں مشغول رہتی اور صبح شام خوف خدا سے روتی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے سر مو تجاوز نہ کرتی ✤

اُس نے ایک دن اپنے بھائی اورنگزیب کو کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سُرخ یاقوت کی ہیں درخت زمرد کے ہیں اور زمین سنہری ہے

اس باغ کے اندر مروارید کا ایک محل ہے۔ اس محل کے اوپر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ اس محل کے ایک طرف تمام اولیائے امت کے مرد ہیں۔ اور دوسری طرف تمام عورتیں مثلاً عائشہ صدیقہ رضؓ اور فاطمۃ الزہراء رضؓ اور خدیجۃ الکبرےٰ رضؓ وغیرہ ہیں۔ جو عورت آتی ہے وہ عورتوں میں داخل ہوتی ہے۔ اور جو مرد آتا ہے وہ مردوں میں داخل ہوتا ہے۔ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اسی محل پر کھڑا ہے۔ اور آنحضرت اس کی طرف بار بار متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کام کیلئے حکم دیتے ہیں۔ اور وہ شخص تمام جہان کے مطالب و مقاصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کبھی مردوں کی طرف جاتا ہے۔ کبھی عورتوں کی طرف۔ اور ان کی مہمات آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق سرانجام کرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے دین و دنیا کا کارخانہ اُن کے سپرد کر رکھا ہے +

یہ خواب دیکھنے کے بعد گوہر آرا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئی۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اس کے حال پر نہایت مہربانی فرمائی۔ اُس نے بھی آنحضرت کی خدمت میں سلوک انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ بلکہ آنحضرت نے اُس کے حق میں نہایت اعلےٰ درجے کی خوشخبری دی۔ اور وہ یہ کہ جنت میں گوہر آرا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کے ازواج مطہرات میں داخل ہوگی +

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے وصال کے بعد گوہر آرا نے باقی سلوک حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور ولایت ثلاثہ اور کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری پائی۔ نیز حضرت قیوم رابع رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ گوہر آرا بہشت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت میں شامل ہوگی۔ حضرت خلیفۃ اللہ ہر جمعہ کو نماز کے بعد باغ کی سیر کو تشریف لے جاتے۔ تو سرہندی باغ میں گوہر آرا کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے اور پھر فرماتے کہ اس قبر پر نور عظیم کا عجب ظہور ہے جو اکثر اولیا کی قبر پر بھی نہیں ہوتا +

## ذکر دربیان

سال ہفتم ہم ز قیومیت حضرت ذیشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانیؓ

## طلب کردن دعا سلطان ہند برائے فتح قندہار از آنحضرت و بشارت دادن آنجناب بر فتح آں دیار و فرستادن شاہزادہ اورنگ زیب برائے آں مرزبوم وظفر یافتن شاہزادہ از توجہ آنجناب رضی اللہ عنہ +

اس سال بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ والئے ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطان ہند میں اہل ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایک مہینے میں تمام ہندوستان کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور اُن میں برادری کا سا تعلق ہے اس واسطے ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی جب شاہجہان نے سُنا۔ کہ شاہ ایران کا یہ خیال ہے اور علاوہ بریں بر سر عام خلفاء ثلاثہ کے حق میں غیر مناسب کلمات استعمال کرتا ہے۔ تو سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اسی وقت ایک جرار لشکر لے کر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مہم کے لیئے دعا اور توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم آج رات اس بارے میں توجہ کرینگے جو کچھ معلوم ہو گا اس کے موافق جواب دینگے۔ دوسرے روز جب بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ ہم نے اس مہم کے بارے میں توجہ بلیغ کی ہے۔ فضل الٰہی سے امید غالب ہے کہ حق تعالےٰ تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائیگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے باغ باغ ہو گیا اور خوشی خوشی ایران کی طرف روانہ ہوا۔ آخر منزلیں طے کر کے جب کابل کے گرد و نواح میں پہنچا۔ تو شاہزادہ محمد اورنگ زیب کو آگے بھیجا۔ شاہزادہ نے ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوبارہ مدد و اعانت باطنی کے لیئے لکھا۔ آنحضرت نے اُس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا۔ جس میں جہاد اصغر و جہاد اکبر کے فضائل اور اُن کے متعلق احادیث مندرج فرمائیں۔ اس میں ان حدیثوں کا ذکر بھی فرمایا جو روافض کی تکفیر کے بارے میں آئی ہیں +

یہ مکتوب آنجناب کے مکتوب کی پہلی جلد کا چونسٹھواں مکتوب ہے۔ تکفیر روافض کے متعلق حسب ذیل احادیث کا اقتباس کیا۔ حدیث :

| | |
|---|---|
| اخرج ابو درداء الذہبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً یکون فی اٰخر الزمان قوم یسمون الرافضۃ یرفضون الاسلام فقتلوہم | ابو درداء میں لکھا ہے کہ ابن عباس سے روایت کی کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جن کو روافض کہیں گے اور جو اسلام کی توہین کرینگے اُن کو قتل کرنا |

فانہم مشرکون ؛

کیونکہ یہ مشرک ہونگے ؛

**حدیث واخرج الدار قطنی**

عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیاتی من بعدی قوم یقال لہم الرافضۃ فان ادرکتموہم فاقتلوہم فانہم مشرکون قال قلت یا رسول اللہ ما العلامۃ فیہم قال یقرظونک بما لیس فیک ویخالفون عن السلف واخرجہ عن طریق اخر نحوہ کذلک من طریق اخر وادعندہ ینحلون عنا اھل البیت یسوء کذلک ذلک انہم یسبون ابابکرؓ وعمرؓ ؛

دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی ہونگے جنہیں رافضی کہا جائیگا اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں ضرور قتل کرنا کیونکہ وہ سراسر مشرک ہونگے آنجناب نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو باتیں تم (حضرت علیؓ) میں نہیں پائی جاتیں انہیں اصل سے بھی بڑھا کر بیان کرینگے۔ گذشتہ لوگوں کی مخالفت کرینگے۔ یہی حدیث اسی مطلب کی بالفاظ دیگر بھی آئی ہے ایسے لوگ اہلبیت سے باہر نکل جائینگے لیکن وہ ایسا کرنے میں سر بسر برائی پر رہینگے کیونکہ وہ حضرت ابابکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں برا بھلا کہینگے ؛

ان احادیث کے بعد لکھا "رجعلنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر" ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف ہوئے ؛

حدیث قدسی میں آیا ہے "عاد نفسک فانہا انتصبت بمعادی" تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ معاد کے لئے سخت نقصان دہ ہے ؛

انسانی نفس امارہ باوجود تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اپنے کفر و انکار پر اڑا رہتا ہے اور اللہ تعالے کے احکام پر عمل درآمد نہیں کرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ سب اس کے فرماں بردار ہو جائیں۔ اور وہ کسی کا مطیع و ماتحت نہ ہو۔ چونکہ خودی پر قائم ہے۔ اور انا ربکم کی ندا اس کے وجود سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس سے عداوت کرنا عین اللہ تعالے کی رضامندی ہے اور اس سے مخالفت اور جہاد کرنا عین شریعت غرا کے مطابق ہے یہ غزا جہاد اکبر ہے جو بیرونی دشمنوں سے کبھی کبھی کرنا پڑتا ہے اندرونی دشمن سے تو ہر وقت جہاد کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا غرور و تکبر بادشاہوں کا خاصہ ہے۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کرنا مناسب اور ضروری خیال فرمایا۔ پھر حضرت قیوم ثانی

نے شاہزادہ کے قاصد کو قندہار کی فتح کی خوشخبری دیکر رخصت فرمایا۔ شہزادہ اس مکتوب کے پہنچنے پر قندہار کی طرف روانہ ہوا۔ آخر قریب پہنچکر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے حرکت مذبوحی کی۔ اور بھاگ اُٹھا۔ اور قندہار پر شاہزادہ قابض ہوگیا ؛

شاہجہاں نے اس فتح سے بہت خوش ہوکر شکریہ کے طور پر تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیئے شاہزادہ نے بھی آنحضرت کی خدمت میں عریضہ مع اس ولایت کے تحفوں کے بھیجا ؛

## ذکر و بیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ملقب قیوم ثانی رض نہضت نمودن شاہزادہ اورنگزیب بسوے خراسان بموجب امر عالی و فتح کردن آں مرز بوم از توجہ حضرت معصوم رضی اللہ عنہ :۔

جب والئے ایران نے سُنا کہ قندہار پر سلطان ہند قابض ہوگیا ہے اور اصفاہان کی طرف آرہے ہے تو بہت سٹ پٹایا۔ اور ایک عاجزانہ عریضہ بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھا کہ ہم میں اور آپ میں قدیم زمانہ سے اخلاص اور خصوصیت چلی آتی ہے۔ بلکہ سلطان ہمایوں اس علاقے میں آیا۔ تو جس قدر ہم سے ہوسکا ہم نے اُس کی خدمت کی۔ بلکہ تمام سلطنت ایران اس کے حوالے کی اب باعث معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کس خاطر ادھر آرہے ہیں۔ قندہار پر جو آپ قابض ہوگئے ہیں بہتر ہوا۔ آپ اسے اپنی قلمرو میں شامل کرلیں۔ کیونکہ ہم نے ابتدا ہی سے یہ ملک آپ کو دے رکھا تھا تو اب آپ اپنے ارادے کی باگ ہندوستان کی طرف موڑیں۔ اور اگر کچھ اور ارادہ ہے۔ تو اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ اُس کا فکر کیا جائے۔ والئے ایران نے جو لکھا کہ ہم نے ایران یوں بادشاہ کے حوالے کیا اس کی اصلیت یوں ہے کہ شاہجہان کے باپ کا دادا ہمایوں شیر خاں افغان سے شکست کھاکر ہند سے ایران پہنچا۔ تو شاہ ایران نے اُس کی بہت کچھ آؤ بھگت کی۔ حتے کہ تمام ملک ایران اس کے حوالے کیا۔ اُس نے لیکر پھر اسی کے حوالے کیا۔ اور خود ہندوستان جاکر اُسے دوبارہ فتح کیا۔ جب والئے ایران کا خط شاہجہاں نے دیکھا تو اُسے رحم آیا۔ کہا کہ قندہار ہم اس سے بطور جزیہ لیتے ہیں۔ اور شاہزادہ اورنگزیب کو لکھا کہ ایران کی طرف سے واپس چلے آؤ۔ جب شاہزادہ نے باپ کا حکم پڑہا تو بہت ناراض ہوا اور ایک عریضہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت لکھا۔ کہ آنجناب کی توجہ مبارک سے مَیں نے قندھار کو فتح کر لیا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ خراسان کے شہروں میں رافضی لوگ علانیہ شیخین کو گالی گلوچ کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو۔ تو اس طرف کا رُخ کروں اور انہیں ہلاک کروں آنحضرت نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمہارے احوال کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے امید غالب ہے کہ جدہر کا رخ کرو گے فتح پاؤ گے۔ جہاں کہیں رافضیوں کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ یہ دین کے دشمن ہیں۔ شاہزادہ نے آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب خراسان کا ارادہ کیا۔ اور اس تمام کے علاقے کو تہ وبالا کر دیا۔ ہزار ہا روافض کو قتل کیا۔ اور مرو اور ہرات کے گرد نواح پر قبضہ کر لیا۔ اور ایران والوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔ ؎

یلا نہائے ایران در خون وخاک ز شمشیر ہندی شدہ چاک چاک

از ایراں سپہ مرد خستہ شد وزاں ششۂ پیکار پیوستہ شد

جو تلوار سے بچ رہے وہ بھاگ کر عراق پہنچے۔ جب یہ اصفہان گئے تو ایرانی لشکر بہت گھبرایا۔ اکثر لشکری بھاگ گئے بادشاہ بھی یہ دیکھکر حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر ایک خط شاہجہان کی طرف اور ایک شاہزادہ کی طرف لکھا۔ کہ مَیں نے تم سے بہت اچھے اچھے سلوک کئے ہیں لیکن تمہارے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ ایران کے بعض فتنہ برپا کرنے والوں کو جن کی حالت حسب ذیل اشعار کے مطابق ہے۔ فساد مٹانے کی خاطر ؎

بے خردے چند زخود بے خبر عیب شمارند زبہر ہنر

باد شوند ار بہ چسپ اغے رسند دود شوند ار بد ماغے رسند

سزا دی گئی۔ اس لئے وہ ایران سے نکل ہند میں گئے۔ اور از راہ دشمنی خلاف واقع باتیں ہماری طرف سے تمہارے پاس بیان کیں۔ اور تمہیں ہم سے ناراض کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تم نے ہمیں رفض کی تہمت لگائی۔ حالانکہ یہ بیان بہتان عظیم ہے۔ جب کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلّم لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ خلقت نے اللہ تعالےٰ کو صاحب اولاد اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کو کاہن کہا۔ ہمارا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلّم پر ایمان ہے۔ اصحاب کے دوست دار ہیں۔ البتہ اہلبیت کی محبت ہمارے دلوں میں بہت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ محض جھوٹ ہے اور شاہزادہ کی دعوت کے لئے پانچ لاکھ تومان بھیجے۔ شاہجہان نے اورنگ زیب کو لکھا۔

کہ ہندوستان واپس چلے آؤ۔ شاہزادہ بھی والئے ایران کی تواضع کو مدنظر رکھتے ہوئے مجبور ہو کر ہندوستان لوٹ آیا۔ واپس آتے وقت بلخ کے پاس سے گذر ہوا۔ وہاں کے بادشاہ نے تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور قید ہو گیا۔ ہندوستان کے وزیر اعظم کے بیٹے شہزادہ سعد اللہ خاں کو اس شہر اور قلعہ کے بندوبست کے واسطے بھیجدیا۔ شاہزادہ نے شاہی قلعہ پر قبضہ کیا۔ بلخ کے تمام علما مشائخ۔ اور چھوٹے بڑے سعد اللہ خاں کو مبارکباد دینے آئے۔ وہاں کا وزیر بھی اپنے وقت کے عالموں کا سردار تھا۔ اپنی امارت اور علم پر تکبر کرتے ہوئے علما کا امتحان کرنے کے واسطے جیسا کہ طلبہ علم کا دستور ہے۔ کہ آپس میں بحث کرتے ہیں علما سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل کیا ہیں۔ انہوں نے جنون اسلام اور حرارت دین کی وجہ سے نہایت غصہ سے کہا کہ جائز ہے۔ کہ نواب کو کافر قرار دیا جائے اس نے کہا۔ یہ حواس باختہ کیوں ہو گئے ہیں۔ اور ان کے منہ سے اونٹ کی طرح جھاگ کیوں نکلتی ہے۔ انہوں نے اس کی تکفیر کا فتوےٰ دیا۔ سعد اللہ خاں اپنے کہنے سے سخت شرمندہ ہوا۔ کہا میں تو تمہارے علم کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس میں شبہ بالکل نہ تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بذریعہ دلائل ثابت کیا۔ لیکن وہ اس طرح بے خود ہوئے کہ بے اختیار بار بار یہی کہتے تھے کہ نواب کو کافر قرار دینا جائز ہے۔ آخر سعد اللہ خاں نے سر ننگا کر کے ان کے پاؤں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا میری خطا درگذر کرو۔ میں اپنے کہے سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک لاکھ روپیہ ان کی نذر کیا۔ شاہزادہ ان علما پر بہت خوش ہوا۔ اور ان کو اپنے پاس بلا کر ہر ایک کے مناسب حال رعایت کی۔ اور فاخرہ خلعت عنایت کی۔ بعد ازاں شاہزادہ نے اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور وہاں کے بادشاہ عبدالرحمٰن کو اپنے ساتھ لیکر ہندوستان گیا۔ اس وقت خراسان کے بادشاہ نے بھی ڈر کر بہت سا روپیہ معہ اس ملک کے تحائف۔ ہدایا بطریق ضیافت شاہزادہ کے پیش کئے۔ اور عاجزی ظاہر کی شاہزادہ نے اس کی ضیافت اور عاجزی کو قبول کیا۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا شاہجہان نے بیٹے کو گلے لگایا۔ اور اس کا سر منہ چوما۔ اور کہا واقعی تخت و تاج کے لائق تو ہی ہے اور سلطان عبدالرحمٰن کو بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا۔ اور اسے مجلس میں اپنے فرزندوں کے برابر بٹھاتا تھا۔ اور شاہزادوں کی طرح اس سے سلوک کرتا تھا۔ امرا کو تاکید کردی کہ جس طرح شاہزادوں کا ادب بجالاتے ہو اسی طرح اس کا بھی ادب بجالایا کرو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے

ملک کا بادشاہ ہے۔ جب شاہزادہ حاضر خدمت ہوگیا۔ تو بادشاہ شاہجہان آباد میں آیا لیکن پہلے سرہند حضرت قیوم ثانی کی آستان بوسی سے مشرف ہوکر ان فتوحات کے شکریہ میں ہدایا و تحائف پیش کیئے۔ آنحضرت کمال لطف و کرم سے شاہزادہ اورنگ زیب سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالےٰ تمہیں دین و دنیا میں خوش رکھے۔ شاہزادہ بھی آداب قیومیت بجالایا۔

# ذکر در بیان

سال نوزدہم حضرت قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن سلطان عبدالرحمٰن بلخی و بادشاہ خراسان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہ:۔

جب بادشاہ ہند قندہار خراسان اور دوسرے ممالک کی فتح سے فارغ ہوکر حضرت قیوم ثانی کی آستان بوس سے مشرف ہوا۔ تو سلطان عبدالرحمٰن کو اپنے بیٹوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ شاہزادہ محمد اورنگ زیب نے سلطان عبدالرحمٰن کو آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا سلطان پہلے ہی سے غائبانہ معتقد تھا۔ لیکن ان دنوں بسبب بعض اہل غرض کے کہنے کے کہ تیری سلطنت میں زوال صرف حضرت قیوم ثانی کی توجہ کے سبب آیا ہے۔ قدرے بد اعتقاد ہوگیا تھا۔

اسی اثنا میں اُس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے بعض لوگوں کو طوق و زنجیر پہنائے مارتے پیٹتے دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ سلطان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہیں دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مخالف ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اُسے بھی پکڑ دوزخ میں لے جانا چاہا۔ کہ کسی نے آواز دی۔ کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کا خاص مرید ہے۔ اور آنحضرتؒ نے اُسے دائمی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ سلطان نے اسی وقت اپنے سابقہ بُرے عقیدے سے توبہ کی اور ٹھان لی کہ میں ضرور آنحضرت کا مرید ہونگا۔

دوسرے روز یہ خواب اورنگ زیب کو بتایا اُس نے لاکر آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اُس کا خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان عبدالرحمٰن آنحضرت کا خاص الخاص مرید ہے۔ شاہ توران کی لڑکی ایلو بیگم نے بھی جو سلطان عبدالرحمٰن کی منکوحہ تھی اس بارے

میں خواب دیکھا تھا، وہ بھی آنحضرت کی مرید ہوئی۔ بادشاہ نے بڑے اعتقاد سے اس پردہ نشین کو آنحضرت رضی کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ اُس نے آنحضرت سے بالکل پردہ نہ کیا۔ سلطان عبدالرحمٰن کی قبر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ کے صفہ کے جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے "شرف المکان بالمکین"۔ اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت قیوم ثانی اس پر نہایت مہربان تھے۔ حتےٰ کہ سلطان ہند نے بڑے زور و شور سے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی لیکن اُس نے صاف انکار کر کے حضرت امام معصوم کی خدمت کو اختیار کیا۔ اور اپنی سلطنت اپنے بھائی کو دے دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال تک سلطان آنحضرت کی خدمت رہا۔

اس سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رضی پیدا ہوئے۔

## ذکر دربیان

سال بستم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم زمانی قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن بادشاہ بدخشان غائبانہ بجناب حضرت ایشان:۔

جب شاہ بدخشان نے شاہزادہ اورنگ زیب سے ڈر کر بہت سارا روپیہ اُس کی ضیافت کے لئے بھیجکر اظہار عجز کیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے تو بعض مخالفوں نے موقع پاکر اُسے کہا کہ اورنگ زیب صرف حضرت قیوم ثانی کے اشارے سے ادھر آیا ہے گذشتہ بادشاہ جو آنحضرت کا معتقد اور مرید تھا۔ فوت ہو چکا تھا اور یہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا ابھی پورے طور پر آنحضرت کے کمالات سے واقف نہ تھا چونکہ نوجوان اور نو دولت تھا اس لئے لوگوں کے بہکانے سے آنحضرت کے اُن خلفاء کے آداب و تواضعات کو جو بدخشان رہتے تھے ترک کر دیا اور ہر سال جو تحفے آنحضرت کی خدمت میں ارسال ہوتے تھے وہ بھی بند کر دئے۔ بدخشان کے رئیسوں۔ علماء اور مشائخ نے ان حالات کے سبب اس سے ناراض ہوکر اُسے وعظ و نصیحت کی کہ آنحضرت رضی نے اورنگ زیب کو صرف ایران کے دفعہ کے لئے بھیجا تھا۔ نہ کہ بدخشان اور توران پر۔ تم آنحضرت کے حق میں بدعقیدہ نہ ہو۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان اُٹھاؤ گے۔ کیونکہ آنحضرت قیوم زمانی ہیں۔ اور غم و الم رنج

وراحت شادی غمی۔ اور بادشاہوں کی موقوفی اور بحالی سب آنحضرت کے اختیار میں ہے

کاریے جہاں بسر نرود بے رضائے او | در دست او ست بختئے نہ چرخ را مُہار
بر جا بجا خاک دان روانست حکم او | چوں جادہ صحاری چوں موج در بحار

لیکن اُس نے نصیحت نہ سُنی۔ اسی اثنا میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا اولیاء اللہ تخت کے پاس دست بستہ باادب کھڑے ہیں۔ بدخشی بادشاہ نے ایک سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ آنحضرت بادشاہوں کی طرح مہمات ملکی میں مصروف ہیں۔ بعض کو انعام و اکرام دیتے ہیں۔ اور بعض کو مار پیٹ ہوتی ہے۔ پھر جہان بھر کے بادشاہوں کو آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ بعض پر مہربان ہو کر خلعت فاخرہ عنایت فرمائی۔ اور جڑاؤ تاج مرحمت فرمائے اور خاص خاص ملک سُپرد کئے۔ اور بعض پر سخت ناراض ہوئے۔ اور سلطنت سے علیحدہ کر دیا اتنے میں بدخشی بادشاہ کو بھی آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ آنحضرت رضؓ نے سخت ناراض ہو کر اُسے فرمایا کہ تو ہی ہے۔ جس نے ہمارے خلفا کی حرمت کو ترک کیا ہے اور ہم پر بداعتقاد ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنی توجہ سے تجھے یاد کیا اور تیری سلطنت کے ممد و معاون ہم ہیں۔ اور اپنے خلفا کو ہم نے تیری حفاظت کے لئے اس ملک میں رکھا ہوا ہے۔ یہ فرما کر بڑے زور سے اُس کی گدی پر مُکا مارا۔ جس پر اُس نے کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں اور آنحضرت کی مریدی قبول کرتا ہوں آیندہ آنجناب کے خلفا کی حرمت کما حقہٗ کرونگا۔ تین مرتبہ آنحضرت رضؓ نے انہیں الفاظ کا اعادہ کیا اور مُکا مارا۔ اور اُس نے بھی تینوں مرتبہ توبہ کی۔ بعد ازاں آنحضرت رضؓ نے اُس کے کان کو زور سے اینٹھ کر فرمایا خبردار بھول نہ جانا۔

کان اینٹھنے پر بادشاہ جاگ پڑا تو کان سُوجا ہوا تھا اور مُکے کا نشان اور درد دو نو موجود تھے۔ اُسی وقت اُٹھ کر حضرت امام معصوم کے خلفا مثل خواجہ محمد امین بدخشی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے سابقہ بد عقیدے سے توبہ کی غائبانہ آنحضرت کا مرید ہوا۔ اور ایک عرضی مع تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ کہ میرے گذشتہ قصوروں کو معاف فرمایا جائے۔ اور مجھے اپنا مرید بنایا جائے۔ آنحضرت نے اُس کے قصور معاف فرمائے۔ اور اُس کے ذریعے آنحضرت کی خدمت میں اس کی طرف سے بیعت کی۔ اس طرح شاہ بدخشان غائبانہ مرید ہوا اور آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک بطور تبرک اُسے ارسال فرمائی۔ جو آج تک بدخشان کے بادشاہوں

کے ہاں موجود ہے ؎

## ذکر و بیان

بیست و یکم سال از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت کردن خان ترکستان سلاطین قبچاق و غائبانہ مرید شدن ایشاں بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ:۔

حجت الاحمدیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب ترکستان میں آنحضرت کے خلفا کی تعداد حد سے زیادہ ہوگئی۔ اور ترکوں پر اُن کا تصرف اس قسم کا ہوگیا۔ کہ وہ اپنا کوئی کام آنحضرت کے خلفا کے اذن بغیر نہ کرتے تھے۔ اور وہاں کے خاں بھی اسی طرح محکوم تھے (ترکستان اور توران میں بادشاہ کو خان کہتے ہیں) اگر وہاں کے خاں کوئی کام آنحضرت کے خلفا کی خلاف مرضی کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔ لیکن خلفا خانوں کے خلاف مرضی کر سکتے تھے۔ یہ دیکھ کر اکثر جاہل خان ان سے ناراض تھے۔ جو آنحضرت کے مرید تھے ؎

دوسرے خان جو ابھی ابھی اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی کے کمالات سے چنداں واقف نہ تھے۔ اس لئے وہ آنحضرت کے خلفا سے ناراض ہوئے۔ آنحضرت کے مخالفوں نے جو دین کے دشمن تھے۔ موقعہ پاکر ان خانوں کو کہا کہ شاہزادہ اورنگزیب جو تمہارے نیست و نابود کرنے کے لئے ادھر آیا تھا۔ صرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے گیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ تمہارے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتا۔ تو واپس چلا گیا۔ وہ یہ سُنکر بے اعتقاد ہوگئے۔ اور انہوں نے آنحضرتؓ کے خلفا کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ سب سے پہلے لی۔ خاں نے شورش مچائی۔ جو ترکمان قبیلے کا سردار تھا۔ اُس نے باقی خرگاہ نشین خانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ ان خانوں کو خرگاہ نشین اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ جن کے دودھ دہی پر گذارہ کرتے ہیں اور اُن کی پشم کا لباس اور خیمہ خرگاہ بناتے ہیں۔ جہاں کہیں پانی گھاس دیکھتے ہیں۔ وہیں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ اس سارے ملک میں عمارت کا کہیں نام و نشان نہیں۔ ترکستان کے اکثر خان اور دشت قبچاق کے تمام ساکنان صحرا نشین اور خانہ بدوش ہیں۔ جو ہمیشہ خیموں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس واسطے ملک قبچاق کو دشت قبچاق کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی قسم کی عمارت نہیں پائی جاتی۔

تمام وضیع و شریف اور اعلےٰ اور ادنےٰ بادشاہ اور رعایا آسمانی ستاروں کی طرح حرکت میں رہتے ہیں اور خانہ بدوش ہیں۔ آج یہاں ہیں تو کل وہاں +

تاریخ شہر خی میں لکھا ہے۔ کہ دشت قبچاق کا طول و عرض اٹھارہ لاکھ میل ہے اسی دشت کے دوسرے سرے پر قطب شمالی واقع ہے۔ وہاں پر آسمان چکی کی طرح پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس جنگل میں ایک مقام ایسا بھی ہے۔ کہ وہاں صبح صادق شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی نمودار ہوتی ہے۔ اسی واسطے علمائے ماوراء النہر کہتے ہیں۔ کہ وہاں پر عشا کی نماز فرض نہیں۔ کیونکہ عشا کی نماز شفق کے غائب ہوجانے پر شروع ہوتی ہے اس جنگل میں سات سو بادشاہ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ہند کے بادشاہ کی طرح ہے۔ سدِ سکندری بھی اسی جنگل میں ہے۔ اس سے پہلے دشت قبچاق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا گئے تھے۔ اور وہاں کے بادشاہ مرید ہوئے تھے۔ اور ہر طرح سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتقد و مرید تھے +

لیکن جب ترکستان کے خان حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے۔ تو دشت قبچاق کے خان بھی انہوں نے اپنے ساتھ شامل کر لئے۔ جن میں سے بعض تو اُن سے مل گئے لیکن تو تمش خاں بادشاہ۔ قرا آسمان قلیج خاں سلطان سادوق اوذون قرائیمو والئے عرقوی والتم خاں حاکم بالغ داغ۔ اور بائیغر خاں قورق کول وغیرہ اسّی بادشاہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے انہیں سرزنش کی۔ کہ ایسے بُرے ارادے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو کیونکہ قیوم وقت کی مخالفت کرنا دین و دنیا کو برباد کرنا ہے۔ انہوں نے مصلحت وقت کے مطابق منافقانہ توبہ کی۔ لیکن در پردہ اسی فکر میں رہے۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا پر ہاتھ صاف کرنا چاہئے۔ اغرخاں نے دشت قبچاق کے قریب ترکستان کے علاقے میں دریائے وشق کے کنارے مقام عرس قرار دیا۔ اور ترکستان اور دشت قبچاق میں جس قدر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفائ تھے۔ سب کو مدعو کیا۔ اور نیز علاقوں کے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور خاقان۔ خاں اور سلطان وغیرہ سب کو بُلایا۔ تمام کے تمام ماہ صفر میں مقررکردہ مقام پر جمع ہوئے۔ دریائے وشق کے قریب سمور پہاڑ کی چوٹی پر بارہ ہزار قلماق مقرر کر دئیے۔ کہ عین عرس کے وقت آکر تم نے خلفائے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا صفایا کردینا

اسی اثنا میں اللہ تعالے نے خلیفہ خواجہ یوسف اور خلیفہ عبدالرحمٰن کو ان لوگوں کے مکر کی اطلاع دے دی یہاں کو جب کشف تصدیق ہو چکی۔ تو انہوں نے باقی خلفا کو اطلاع دی۔ سب نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو سب کو اس مکر کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اعز خاں کو فرمایا کہ تو نے ہماری عوت کی ہے یا قتل کرنے کے واسطے بلایا ہے۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی۔ خواجہ صاحب نے لوگوں کو کہا کہ جو قلماق کوہ سمور کی چوٹی پر ہیں انہیں بلاؤ۔ جب وہ آئے تو خواجہ صاحب نے انہیں فرمایا۔ سچ بتاؤ تم کو ہمارے قتل کے لئے کس نے مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اعز خاں اور فلاں فلاں خاں نے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس بُرے کام سے شرمسار ہو کر توبہ کرتے ہیں۔ جب اُنہوں نے ہمیں ایسا کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ کسی فرد بشر کو خبر نہ تھی۔ اب لوگوں کو جو خبر ہو گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں قرب و منزلت حاصل ہے۔ وہ سارے قلماق حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا کے مرید ہوئے۔ اعز خاں وغیرہ سخت نادم ہوئے۔ بیچاروں کو مرنیکو جگہ نہ ملتی تھی۔ بعد ازاں تمام خلفا سخت ناراض ہوئے اور خانوں کو کہا کہ تمہارا یہ دین اور آئین اچھا ہے۔ ہم نے تم سے کونسی بدسلوکی کی تھی۔ جو تم ہمارے قتل کے درپے ہوئے۔ صبح شام ہم تمہاری سلطنت کے حامی ہیں اور تمہیں ہم اپنی دعا کے ضمن میں لئے ہوئے ہیں۔ اور تمام مکروہات کا بوجھ ہم نے اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ کیا ان سب بھلائیوں کا عوض یہی ہے کہ تم ہمیں قتل کرو؎

| | |
|---|---|
| چہ سود است کیں قوم ناحق شناس | کنند آفریں را بہ نفریں قیاس |
| بجائیکہ بدخواہ خونی بود | تواضع نمودن زبونی بود |

اللہ تعالے تم سے اس کا بدلہ لیگا۔ جو منصوبہ تم نے ہمارے لئے باندھا۔ وہ تمہیں پر عائد ہو گا۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ پس ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اب حضرت قیوم ثانی کے معتقد نہیں رہے۔ یہ ہمارا جوش خروش اور غیظ و غضب صرف اسی خاطر ہے نہ کہ اپنی خاطر بعد ازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے پروردگار! اگر حضرت امام معصوم قیوم حق ہیں تو انہیں کوئی علامت دکھا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قیومیت پر کامل دلیل ہو۔ اس وقت خلفا مارے غصے کے کانپ رہے تھے۔ اور لال پیلے ہو رہے تھے۔ اور سروں کو ننگا کر کے دعائیں کرتے تھے۔ ابھی ایک گھڑی بھی گذرنے

نہ پائی۔ اور دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ آسمان سے بجلی کڑکی جس سے زمین اور پہاڑ کانپ اُٹھے۔ پھر ایسی آندھی آئی کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اور خیمے خرگاہ معہ آدمیوں کے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اور پہاڑ پر اور دریا میں گرنے لگے۔ دریا اس قدر جوش میں آیا۔ کہ تین نیزے پانی چڑھ گیا۔ اور دشت قبچاق اور ترکستان کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا۔ بعض دریا میں غرق ہو گئے۔ اور بعض پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوئے۔ بعض کو ہوا اُچھال کر زمین پر پٹکتی تھی۔ چنانچہ اعوخان وغیرہ مخالف خانوں کو سات بار زمین پر دے پٹکا۔ سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ بجلی کی آواز ایسی خوفناک تھی۔ کہ پتے پھٹے جاتے تھے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا معہ مریدوں معتقدوں اور دوسرے مخلص خانوں کے اور قلماق کے جواب مرید ہوئے تھے اپنے اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر اس مصیبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مختصر یہ کہ جب ترکستان اور دشت قبچاق کے تمام خان معہ اپنے لشکروں کے پامال طوفان ہوئے ؎

تیر قضیب ایں چو کشاد از کمال　　بگذر د از نہ سپہ آسماں

اُن کے لشکروں کا اکثر حصہ ہلاک ہوا۔ جو باقی رہے وہ بھی قریب المرگ تھے کیونکہ طوفان دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنا میں توقمش خان وغیرہ ننگے سر خلفاء کے قدموں پر آگرے۔ اور بہت کچھ عاجزی اور آہ وزاری کی۔ خلفاء کو بھی اُن کے حال پر رحم آیا۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس آفت کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ دعا کرتے ہی اللہ تعالےٰ نے اس بلا کو ٹالا۔ بیہوش شدہ آدمی ہوش میں آئے۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر کے سب مرید ہو گئے۔ اعوخان ہوش آنے پر کہنے لگا۔ کہ اس بیہوشی میں میں نے دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس لشکر میں کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے حقوق کو فراموش کر دیا۔ اب تمہیں اس بلا سے نجات دینے والا کون ہے۔ میں نے بہت عاجزی کی اور دل سے توبہ کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میری توبہ کو قبول فرمایا۔ اور اس بلا سے نجات بخشی۔

کہتے ہیں چالیس بادشاہوں نے اس بیہوشی میں ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ سب نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں ترکستان اور دشت قبچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے اور حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ کہتے ہیں اس دن چار سو بادشاہ مرید ہوئے جنہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیں۔ ہر ایک بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک ایک ایلچی بھیجا۔ تاکہ غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوں۔ جب وہ ایلچی سرہند میں آئے۔ تو آنحضرت نے ہر ایک پر شفقت و عنایت کی اور مرید کیا۔ اور غائبانہ دعا و توجہ کی۔

## ذکر دربیان

سال بست و دوم قیومیتِ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت کردن و ارادت آوردن شاہ سلیمان بادشاہِ ایران بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ:۔

اس سال شاہ سلیمان بادشاہ ایران کی عرضی ارادت اور نیازمندی کے بارے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی۔ اسکے مرید ہونے کی کیفیت یہ ہے۔ کہ جن دنوں بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی تھی۔ ایران کے بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ ایران پر ہند کے بادشاہ کا چڑھائی کرنا حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ایما سے ہوا۔ اس واسطے آنحضرت سے سخت ناراض تھا علاوہ ازیں ایران کے بادشاہوں کو حضرات سرہند سے عداوت تھی کیونکہ ان کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے ملتا ہے۔ جن سے ان رافضیوں کو سخت دشمنی ہے۔ عبداللہ خاں اوزبک نے جو ایران میں خونریزی کی وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے کی۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اس کتاب کے پہلے حصہ میں تجدید کے ساتویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ علاوہ مذکورہ بالا عداوتوں کے ایک روز خود شاہ سلیمان نے اپنے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا۔ کہ ہم ان سرہندی مشائخ سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمارے دکھ دینے میں درپے رہتے ہیں۔ عبداللہ خاں اوزبک کو بھی انہوں ہی نے بھیجا۔ اب بادشاہ ہند کو بھی انہوں ہی نے ورغلایا۔ کوئی ہے جو ان کی طرف سے ہمیں مطمئن کرے۔ بزدلی کے سات رافضی اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ جس طرح ہوسکیگا ہم جا کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قتل کرینگے شاہ ایران نے انہیں ہزار ہا تومان دئیے۔ اور وعدہ کیا کہ جب تم اس کام میں کامیاب ہو جاؤ گے تو میں تمہیں سبزوار مع مفصلات بطور انعام دونگا جب وہ سرہند

کی طرف روانہ ہوئے۔ تو رستے میں ان سے ایک نے خواب میں دیکھا۔ جو یوں بیان کرتا ہے۔
کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جنگل میں کھڑے ہیں۔ مَیں نے وار کرنا چاہا۔ تو میرا ہاتھ سوکھ گیا۔
پھر آسمان سے آواز آئی کہ جو شخص حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا
قائل و معتقد نہیں۔ اُس کا دین اور دنیا دونو خراب ہیں۔ بعد ازاں مَیں نے دیکھا کہ ہزارہا فرشتے
آسمان سے اُتر کر آنحضرت کے گرداگرد صف بستہ ہوتے ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر مجھے
کہتے ہیں۔ کہ تو ہی ہے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے چلا ہے۔ یہ کہکر فرشتوں
نے مجھے مارنا پیٹنا شروع کیا۔ مَیں نے دل سے توبہ کی۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو
فرمایا کہ اسے اب چھوڑ دو۔ اُس نے توبہ کر لی ہے۔ اُس پر اُنہوں نے مجھے چھوڑ دیا +
جب مَیں جاگا تو مار پیٹ کے نشان بدستور موجود تھے۔ مَیں نے یہ خواب اپنے ہمراہیوں
کو بتایا اور کہا کہ جس کام کے لئے تم جا رہے ہو اُس سے میں باز آیا۔ بلکہ مَیں نے تو نیت کر لی
ہے کہ جا کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جاؤنگا۔ تمہیں بھی اس ارادے سے منع کرتا ہوں
کیونکہ اگر باز آ جاؤ گے تو دین و دنیا کی نجات تمہیں نصیب ہو گی۔ انہوں نے کہا ہم نے بھی
اس بارے میں خواب دیکھے ہیں۔ اور توبہ کر لی ہے۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنا اپنا خواب
بتلایا جن کا یہاں لکھنا باعث طوالت ہے۔ پھر ساتوں مرید ہونے کے ارادے سے آنحضرت
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔
انہیں دنوں شاہ ہند کا ایلچی معہ تحف و ہدایا شاہ ایران کے پاس آیا۔ وہ ایلچی حضرت قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ کا مخصوص مرید تھا۔ شاہ ایران کو اس ایلچی سے خاص طور پر محبت ہو گئی۔ حتیٰ
کہ ایک دم بھی اُسے جدا نہ کرتا۔ ایلچی صبح شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا۔ ایک
روز بادشاہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ہم سے کیا تقصیر ہوئی ہے۔ کہ آنحضرت رضہ ہمیشہ
ہمیں دکھ دینے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور ہند اور توران کے بادشاہوں کو ہم پر حملہ آور
کرتے ہیں۔ ایلچی نے کہا بات یہ ہے کہ آنحضرت میں دینی جوش و حرارت بکثرت ہے
انہوں نے متواتر یہ خبر سُنی ہے۔ کہ تم لوگ باقی تین خلفاء سے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے
دشمنی کرتے ہو۔ اس واسطے وہ لِلّٰہ تم سے ناراض ہیں۔ ورنہ ذاتی غرض کو اس میں
ہرگز ہرگز دخل نہیں۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک کوا درخت پر آبیٹھا
بادشاہ نے تیر کمان سے تیر پھینکنا چاہا۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ کوے کی

عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس کوّے نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی زیارت کی ہو۔ بادشاہ نے تیر وکمان ہاتھ سے پھینک دی۔ ایلچی نے بادشاہ کو کہا۔ کہ ایک کوّا جو نجاست کھاتا ہے اور جس کی نسبت احتمال ہے کہ اس نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہو۔ لیکن جو لوگ صبح وشام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے ہیں رفاقت کی جانفشانی کی اور موت کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوئے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہزاروں حدیثیں جن کی شان میں ہیں اُن پر تم لوگ طعن کرتے ہو۔ تمہارا مذہب بھی عجیب قسم کا ہے۔ جس مذہب میں گالی دینا عبادت میں داخل ہو۔ وہ مذہب ہی کیا۔ بادشاہ یہ سُن کر اپنے بدعقیدے اور رفض سے تائب ہوا۔

اسی اثنا میں ایک شخص نے ہندوستان سے آکر بتایا کہ جن سات شخصوں کو بادشاہ نے شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا تھا اُن کو میں نے سرہند میں دیکھا ہے کہ شیخ صاحب کے بادرچیخانے کے لئے سر پاؤں سے ننگے سروں پر ایندھن کے گٹھے ڈھو رہے ہیں۔ جب اظہار افسوس کر کے اُن سے احوال پوچھا۔ تو ہر ایک نے اپنے واقعات بیان کئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا اور ہم ایسے بد راہ سے تائب ہوئے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ جو آنحضرت کا دشمن ہوگا۔ ہم اُسے قتل کرینگے پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ تم ایران میں تو شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے اب ذلت میں گرفتار ہو۔ انہوں نے کہا یہ ذلت اُس دولت سے بدرجہا افضل ہے۔ بادشاہ کو ہمارا سلام دینا اور کہنا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو حضرت قیوم ثانی کے مرید ہو جاؤ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہو گی جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہو گی۔ بادشاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرد خدا کو تائید غیبی حاصل ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ ایلچی سے یوں بیان کیا۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مع بارہ اماموں کے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے جا کر سلام کیا تو سلام قبول نہ کیا۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ تو ہی ہے جس نے حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ وہ قیوم وقت محبوب پروردگار ہے۔ تو کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہو گا بہتر ہے کہ اُس سے معافی مانگے اور رفض سے باز آئے۔ تاکہ تیری خطا معاف ہو۔ ورنہ ایسی

مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ کہ نہ تو رہیگا۔ اور نہ تیری سلطنت میں نے اسی وقت رفض سے
توبہ کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی نسبت جو مجھے بداعتقادی تھی۔ اُس سے استغفار
کی۔ اور آنحضرت کی طرف رجوع کیا۔ ایلچی نے کہا میں نے تو پہلے آنحضرتؓ کے کمالات
آپ کی خدمت میں عرض کئے تھے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ خود آپ نے مشاہدہ کرلیا
بادشاہ نے اُسی وقت اپنے وکیل کو معہ تحائف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا
اور ایک عرضی دربارہ ارادت و نیاز ارسال کی۔ جب وکیل آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ تو اور تحفے پیش کیئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُس کے عریضہ کو پڑھکر
اُس پر بہت بہت مہربانی کی۔ اور بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ بعد ازاں وکیل اپنے بادشاہ
کی طرف سے آنحضرت کا مرید ہوا۔ ہزارہا شیعہ اس روز تائب ہوئے۔ اور آنحضرت کے
مرید ہوئے۔ بعد ازاں شاہ سلیمان ہر سال تحف و تحائف معہ عریضہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی
خدمت میں ارسال کرتا رہا۔

## ذکر در بیان

سال بیست و سوم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی
قیوم ثانیؓ و مرید شدن بادشاہ کاشغر غائبانہ بجناب حضرت ایشانؓ :-

اس سال کاشغر کا بادشاہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا
قصہ یوں ہے۔ کہ ایک ہندوستانی سوداگر جو حضرت قیوم ثانی کا مرید خاص تھا۔ کاشغر گیا اس سے
پہلے بھی کاشغر میں حضرت مجدد الف ثانیؓ کے خلفا موجود تھے۔ اور وہاں کا بادشاہ ان کا معتقد تھا بلکہ حضرت
قیوم اولؓ کے وصال کے بعد حضرت قیوم ثانیؓ کا بھی مرید ہوا تھا۔ لیکن ان دنوں بعض مخالفان دین کے
بہکانے سے اس کے اعتقاد میں فرق آ گیا تھا جب مذکورہ بالا سوداگر ہندوستان کے تحفے لیکر بادشاہ کے
پاس گیا۔ تو بادشاہ اُس کی فصاحت و بلاغت سے خوش ہوا اور اُسے اپنے ندیموں میں شامل کرلیا۔ ایک
روز بادشاہ اُس سے ہندوستان کے بڑے مشہور آدمیوں کے حالات پوچھ رہا تھا۔ اُس نے حضرت قیوم ثانیؓ کا
ذکر خیر بھی کیا۔ اور آنحضرت کے کمالات کو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا
لوگ تو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ سوداگر نے کہا معاذ اللہ آنحضرت کی طرف سے
ایسا خیال تک بھی دل میں نہ لاتا۔ کیونکہ آنجناب اس وقت قیوم وقت

اور خلیفہ روزگار ہیں۔ آنجناب کا منکر ہونا دین و ایمان کا برباد کرنا ہے۔ بادشاہ کو اس بات سے بڑی تنبیہ ہوئی۔ اُسی وقت دو رکعت نماز ادا کرکے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ پروردگار! مجھے اس بات کی حقیقت سے اطلاع دے۔ کہ آیا فی الواقع حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں یا بھی دعا ہی کر رہا تھا کہ بیہوشی سی ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ تمام اولیائے اُمت جمع ہیں۔ جن کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام اولیا اُس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ حیران ہو کر پوچھا یہ بزرگ کون ہے؟ کسی نے کہا یہ شیخ محمد معصوم ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیاء نے جھڑک کر کہا۔ کہ تو آنحضرت کی قیومیت کا شک و انکار کرتا ہے۔ یہ کہکر اُس کے کان پکڑے اُس نے توبہ کی۔ بادشاہ نے یہ خواب دیکھکر توبہ کی اور ایک عرضی درباره تجدید بیعت عجز و نیاز اور عذر خواہی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ آنحضرت نے بھی اس پر بہت مہربانی کرکے اس کے حق میں دعائے خیر کی ◆

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خدیجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رشتے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق رض متولد ہوئے ◆

# ذکر دربیان

سال بیست و چہارم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرضداشت فرستادن امام یمن بجناب حضرت ایشان رضی اللہ تعالےٰ عنہ:۔

اس سال امام یمن نے ایک عریضہ دربارۂ ارادت و نیازمندی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رض کے کچھ خاص مرید حج کے لئے گئے۔ تو اثنائے راہ میں علاقہ یمن کے شہر مخہ سے اُن کا گذر ہوا۔ وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ کیونکہ یمن میں بادشاہ کو امام کہتے ہیں۔ جب اُس نے اُن مریدوں کا ڈھنگ دیکھا۔ اور انہیں شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا

اور ہر طرح سے صالح دیکھا۔ تو اُن کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں
اس امام یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوئی۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ تمام طبیبوں نے لاعلاج
کر دیا۔ ایک روز تو ایسا غش آیا کہ قریب المرگ ہو گئی۔ بلکہ نبض کی حرکت بالکل بند ہو گئی
امام یمن نے اُن سے عادۃً توجہ کی درخواست کی۔ انہوں نے تھوڑا سا پانی دم کر کے اُسے دیا۔ کہ
مریضہ پر چھڑک دو۔ انشاء اللہ بفضل خدا آرام ہو جائیگا۔ پانی کا چھڑکنا ہی تھا کہ اُس کو
اس قسم کا افاقہ ہوا۔ کہ گویا کبھی کسی قسم کی بیماری نہ ہوئی تھی۔ یہ کرامت دیکھ کر امام مذکور
کا اعتقاد پہلے سے سوگنا ہو گیا۔ اور مرید بن گیا۔ اور اُن کی تعریف والئے یمن کو لکھی۔ والئے
یمن بھی ان کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ اور بڑی منت سماجت سے انہیں اپنے پاس بلایا امام
یمن نے انہیں بلا کر ان کے سلسلے کی بابت پوچھا۔ انہوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
کا اسم شریف بتایا۔ کہ ہم آنحضرت کے مرید ہیں۔ امام مذکور نے کہا۔ میں نے آنحضرت رضہ
کی پہلے ہی سے بہت کچھ تعریف سُنی ہے۔ آپ لوگ بھی جناب کے حالات سے مطلع فرما دیں
اُنہوں نے کہا آنحضرت رضی اللہ عنہ قیوم وقت ہیں۔ اور آنحضرت کا بدن مبارک جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خمیر کی بقیہ طینت سے ہے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ
کے اور کمالات بھی بیان کئے۔ امام یمن آنحضرت کے کمالات کو سُن کر حیران رہ گیا۔ اور
کہنے لگا کہ سبحان اللہ اس زمانے میں ایسا بزرگ موجود ہے ؎

اِس اثناء میں امام مذکور نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں تمام اولیائے اُمت
جمع ہیں۔ اِس مجمع میں سنہری کرسیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کرسی پر فاخرہ لباس پہنے ہوئے
بیٹھے ہیں۔ ان کرسیوں کے بیچ میں دو تخت جواہرات اور یاقوتوں سے جڑاؤ رکھے ہیں۔
جن پر دو بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور زمرد اور مروارید کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اُن
کی پیشانیوں سے اس قسم کا نور چمک رہا ہے۔ کہ تمام جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ تمام
اولیاء اور کرسی نشین بڑے ادب سے اُن دونو بزرگوں سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور
ان کی عنایت و مہربانی کے منتظر ہیں۔ امام نے کہا۔ میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ لوگ جو کرسیوں
پر اور جو تخت پر ہیں۔ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ سب اولیائے امت ہیں۔ جو کرسیوں پر ہیں۔ وہ
قطب الاقطاب وقت ہیں جن کی ماتحت تمام اولیائے امت ہیں۔ اور یہ دونو بزرگ جو تخت نشین ہیں
حضرت مجدد الف ثانی رضہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ ہیں جو قیوم زمانہ ہیں۔ دونو اولیائے امت کے سردار ہیں۔

ایک کا ان میں سے وصال ہوگیا ہے۔ اور ایک اس وقت موجود ہیں۔ امام نے یہ خواب آنحضرت کے خلفا سے بیان کیا اور بعد ازاں ایک عرضی دربارہ ارادت و نیاز مندی معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی کی خدمت میں ارسال کی۔ اور غائبانہ مرید ہوا۔ جب امام یمن کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو اُس کے حق میں دعا و توجہ باطنی فرمائی +

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خازن الرحمت رضی کی بیٹی سے ہوئی +

# ذکر در بیان

سال بیست و پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ حبیب اللہ را بہ بخارا و بیان قضایا کہ شیخ را دراں ولایت دست دادہ اند:۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ حبیب اللہ کو جو آنحضرت کے یار مخصوص تھے خلافت عنایت کر کے بخارا بھیجا۔ بھیجنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آنحضرت رضی نے سُنا کہ بخارا میں مخالف علما کا غلبہ ہے۔ اور دین میں سُستی کرتے ہیں۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہیں۔ رخصت کرتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں ماوراء النہر کے علما سے کیونکر مقابلہ کرونگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے۔ مجھے یاد کرنا۔ میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ شیخ صاحب کو بھیجا۔ پہلی دفعہ کامیابی نہ ہوئی جب دوسری مرتبہ بھیجا تو اُس وقت یہ سوال و جواب ہوئے۔ اب کی مرتبہ جب شیخ صاحب بخارا پہنچے۔ تو وہاں کے اعلےٰ اور ادنےٰ اور چھوٹے بڑے عزت سے پیش آئے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ بھی ہر جمعہ شیخ صاحب کے پاس آیا کرتا۔ مخالفوں کے سرغنہ اخون شریف نے یہ افترا پردازی کی کہ شیخ صاحب نے انبیاء کی اہانت کی ہے۔ اور چند ایک جھوٹے گواہ بھی بنائے۔ اور بارہ ہزار کا جتھہ لیکر شیخ صاحب کے مکان کو گھیر لیا۔ اس وقت شیخ صاحب کے پاس صرف بارہ مرید حاضر تھے۔ جب شیخ صاحب نے سُنا۔ تو آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہیں تکلیف

نہ ہوگی۔ شیخ صاحب نے اس مکاشفہ کا ذکر حاضرین سے کیا۔ شیخ صاحب کا ایک خاص مرید خواجہ سرائے بادشاہ کا مقرب تھا۔ اس نے اس بات سے واقف ہو کر اس کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ بادشاہ اسی وقت سوار ہو کر شیخ صاحب کی خدمت میں آیا۔ جس کے آنے پر مخالفین تتر بتر ہو گئے۔ اخون شریف بھی کترا گئے۔ بادشاہ نے اخون شریف کو بلا کر تنبیہ کی۔ لیکن اخون شریف عداوت سے باز نہ آئے۔ ہر مجلس میں شیخ صاحب کی شکایت کرتے۔ اور اپنے آپ کو شیخ صاحب سے اچھا ظاہر کرتے۔ اور کہتے کہ شیخ صاحب کو علم بالکل نہیں +

ایک رات اخون شریف نے خواب میں دیکھا کہ شیخ صاحب چھت پر کھڑے ہیں۔ اخون شریف تمام کتب تحصیل تلے اوپر رکھ کر سب سے اوپر کھڑے ہو کر شیخ صاحب سے کچھ عرض کرتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب توجہ ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تم میں اور شیخ صاحب میں یہی فرق ہے۔ اخون شریف نے دوسرے روز شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا خواب بیان کیا +

ایک روز باقی مخالفوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کریں اور آنحضرت کے مرید ہوں۔ ہم میں وہاں جانے کی طاقت نہیں۔ اگر آنحضرت یہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ انشاء اللہ کل ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف فرما ہونگے۔ تم مہمانی کا فکر کرو۔ چونکہ شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرمان پر پورا پورا یقین تھا۔ اس واسطے لوگوں سے آنحضرت کی تشریف آوری کا وعدہ کیا۔ جب بادشاہ نے تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو شیخ صاحب سے خود آ کر پوچھا شیخ صاحبؒ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ کل آنحضرت تشریف لائینگے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ دوسرے روز بادشاہ امرا وزرا اور تمام چھوٹے بڑے شیخ صاحب کی مسجد میں جمع ہوئے۔ اور طرح طرح کے کھانے پکائے گئے۔ میوے لائے گئے اور آنحضرت کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں آنحضرت ایک پرانے حجرے سے جو سالوں سے بند پڑا تھا اور جو اس وقت خود بخود کھل گیا۔ تشریف لائے۔ شیخ صاحب اور بنجار کے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرتؒ کی زیارت کی تھی اٹھ کر آنحضرتؒ کے قدموں پر گر پڑے اور کہنے لگے یہی حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعد ازاں بادشاہ اور باقی تمام چھوٹوں بڑوں نے قدمبوسی کی۔ آنحضرتؒ کی تشریف آوری پر سبھی حیران تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے

بادشاہ اور باقی لوگوں کو چند ایک نصیحتیں کر کے تاکیداً فرمایا۔ کہ شیخ صاحب کی عزت حرمت کیا کرو بعد ازاں قدرے طعام تناول فرمایا اور کچھ میوے چکھ کر فرمایا۔ کہ باقی میوے ہمارے خلفائ کے یاروں کے لئے رکھ دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ جہاں ارشاد ہو وہیں رکھ دیں۔ فرمایا اس چھت پر رکھ دو۔ انہوں نے وہیں رکھ دئیے۔ بعد ازاں عصر کی نماز با جماعت ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور جن لوگوں نے مرید ہونا تھا انہیں مرید کیا۔ بادشاہ بھی پھر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنجناب ہوا خوری اور تفریح طبع کے لئے چھت پر تشریف لے گئے جب بہت دیر ہو گئی۔ تو لوگ آپ کو دیکھنے چھت پر گئے۔ تو وہاں نہ آنحضرت رضی اللہ عنہ تھے نہ میوہ جات جو وہاں رکھے تھے۔ یہ کرامت دیکھکر مخالفین دل و جان سے آنحضرت کے مرید و معتقد ہوئے اور شیخ صاحب سے رجوع کیا۔ مخالفوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا +

جب وہ میوے سرہند لائے گئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقسیم کئے۔ تو چند ایک دانے بادشاہ ہند کو بھی بھیجے۔ ان میووں کو دیکھکر تمام حیران رہ گئے کہ بخارا کے یہ تر و تازہ میوے ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور نہ آ سکتے ہیں یہ کہاں سے آ گئے۔ بادشاہ نے بھی کہا کہ یہ میوے ہماری خاطر کوئی نہیں لاتا۔ لوگوں نے کہا یہ میوے بسبب لطافت بخارا سے یہاں پہنچ نہیں سکتے۔ یہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ اگر آزمائش کرنا چاہتے ہو۔ تو تھوڑے دن ان کو رکھ چھوڑو۔ جب رکھے گئے تو تیسرے دن خراب ہو گئے۔ جب مدت بعد بخارا کے لوگ ہندوستان آئے تو انہوں نے بخارا میں حضرت قیوم ثانی رضی کی تشریف آوری کا قصہ مفصل سنایا۔ ہند کے لوگ سنکر پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔ اور بہت سے مخالف آنحضرت کا یہ تصرف دیکھ کر مرید ہو گئے +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد تیار ہوئی۔ جسے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اور جس میں دو سو چالیس مکتوب ہیں +

## ذکر در بیان

سال بیست و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ انحراف مزاج مبارک آنحضرت از شیخ آدم بنوری خلیفہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہ گفتہ بعضے مردم و عذر خواہی کردن او و عفو

## نمودن آنجناب و رفتن شیخ آدم بجز من المشریفین زادہما اللہ شرفاً

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بعض لوگوں کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ نے اپنے حضور میں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان کی بیعت کرو۔ اور ان کے حلقہ میں شامل ہوا کرو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بعد آنجناب کے تمام خلفا اور مریدوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ ان دو بیعتوں میں شامل تھے۔ اور ہر صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے باقی خلفا مختلف ممالک میں رہ گئے۔ اور مسند شیخیت پر بیٹھے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعض مرید و معتقد رہ گئے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ اپنے شہر بنور میں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے رہنے لگے ایک ہفتہ بنور میں رہتے اور ایک ہفتہ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں۔ جب شیخ صاحب کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزار ہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے پھر گئے اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا مجھے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے مل چکا ہے مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نائب مناب خیال کرتے۔ اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے جب حضرت قیوم ثانی کی خانقاہ والوں نے یہ سنا۔ تو شیخ صاحب کو بہت لعن طعن کی کہ افسوس تم قیوم کے منکر ہوتے ہو۔ تم اپنا دین و دنیا برباد کرو گے۔ قیامت کے دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کہ تم آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ولیعہد کی مخالفت کرتے ہو۔ اسی اثنا میں بعض نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ شیخ آدم بنوری اپنے آپ کو قطب الاقطاب بتلاتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہے یہ سن کر آنجناب کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے برگشتہ ہو گیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔ جب شیخ صاحب حسب عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ بعد ازاں جب کبھی شیخ صاحب حاضر خدمت ہوتے تو آنحضرت ذرا بھی پرواہ نہ کرتے۔ لیکن شیخ صاحب بدستور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے شیخ آدم کے

خلیفہ خواجہ محمد امین "مناقب الحضرات" میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ صاحب حضرت معصوم ربانی کو اپنے پیر کا قائم مقام جانتے اور مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو کہتے ہیں کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں۔ اور حضرت معصوم ربانی دونوں علم کے عالم ہیں۔ علم ظاہر بھی ہے اور باطنی بھی۔ اُن کی خدمت میں جاؤ تاکہ دونوں علوم سے مستفید ہو سکو۔ اور اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے۔ تو میں خود اُس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش آنحضرت سے کی۔ لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک دفعہ حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ابھی چھوٹے تھے) سیر کے لئے بنور جا نکلے۔ تو شیخ آدم نے علانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چھوٹے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل نہ کر سکے۔ اور یہ نعمت جو مجھے حاصل ہے یہ بھی انہیں کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے۔ اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ شاہ جیو مجھ سے فیض حاصل کریں۔ اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ اور باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو لکھیں۔ آنحضرت سخت ناراض ہوئے۔ حتےٰ کہ آنجناب کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ حضرت شاہ جیو کو لکھا کہ بعض نامکمل اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابر کرتے ہیں لیکن برابری کہاں۔ اُن سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے۔ جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان ازروئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالات فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں۔ اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں گمراہ ہیں۔ اُنہوں نے ضائع کیا۔ کھویا۔ اور گنوایا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے۔ محض خواب میں ہیں۔ اُن کی مثال چوہے کی سی ہے جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے۔

حضرت شاہ جیو اس خط کے دیکھتے ہی بنور سے سرہند چلے آئے۔ اور شیخ صاحب بھی بہت سٹپٹائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر جا کر معاملہ باطن میں اپنے والد بزرگوار سے شیخ آدم کی شکایت کی کہ اس شخص (شیخ آدم) نے آپ کی وصیت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اُس کے برخلاف

عمل کرتا ہے۔ میں صرف اس بات کا لحاظ کرتا ہوں کہ یہ آنجناب کا مرید ہے ورنہ میں اس کی نسبت کو سلب کر لوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری خاطر ہم نے اُسے ملک بدر کیا۔ میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدامجدؒ کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنی اور شیخ آدم کی نسبت کا مقابلہ کر کے فرمایا۔ کہ میری نسبت اور شیخ کی نسبت سیمرغ اور چڑیا کی سی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مثال سات ولایتوں کے بادشاہ کی سی ہے اور اس کے مقابلہ میں شیخ آدم ایک گاؤں کے مالک ہیں اسی اثنا میں شیخ آدمؒ کو خواہش ہوئی کہ بادشاہ ہند اور اُس کے لشکر کو مطیع کرے۔ چنانچہ اس ارادے سے پانچہزار پٹھانوں کو ساتھ لے بنو سے روانہ ہوا۔ اور سرہند آکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی لشکر میں اس طریقہ علیہ احمدیہ کی ترویج کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں استخارہ کر کے حکم فرماویں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ نے اس وقت اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے وہاں جانے سے اس طریقہ کی سبکی ہوگی۔ دوسرے روز جب شیخ صاحبؒ نے جواب مانگا۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ نے توجہ نہ فرمائی۔ لیکن حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا بہتر یہ ہے۔ آپ شاہی لشکر میں نہ جائیں۔ کیونکہ سوائے تکلیف کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن شیخ اپنے کشف پر بھروسہ کر کے شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا جن دنوں شیخ صاحب ابھی سرہند میں تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ نے ملّا بدرالدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے سنا ہے تم اپنے آپ کو ایسا ایسا بتلاتے ہو شیخ صاحبؒ نے مذکورہ بالا باتوں سے صاف انکار کیا۔ کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے جناب کو اطلاع دی ہے وہ گواہی دیں گے کریں۔ گواہوں نے صاف صاف کہہ دیا۔ تو شیخ صاحبؒ نے معافی مانگی۔ اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں۔ اور اپنا پیر جانتا ہوں میری طرف سے بعض حاسدوں کے کہنے سے بدظن نہ ہوں لیکن آنحضرت رضی اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب شیخ صاحبؒ شاہی لشکر میں پہنچے۔ تو اوّل اوّل وہاں آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی۔ لیکن بادشاہ کو حاسدوں نے بہت کچھ سکھا کر شیخ صاحب کی طرف سے بدظن کر دیا۔ جس نے آپ کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔ (اس کی مفصّل کیفیت اس کتاب کے رکن اوّل میں شیخ آدم کے حالات میں لکھی گئی ہے) ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

سرہند سے تین میل مغرب کی طرف باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے۔ کہ دور سے ایک ہوم معہ انبوہ کثیر نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت ہوں۔ آنجناب رض نے اجازت دی۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنے چاکر ہوں۔ اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہو گئی ہے جو آنجناب کے ملال خاطر کا باعث ہوئی ہو۔ تو معاف فرماویں۔ پہلے حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ نے بھی معاف فرمایا اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجالا کر حج کو روانہ ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے محاذی میں دفن ہوئے۔ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو دیسا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوت میں لکھتے ہیں۔ جب کبھی بقیعہ کی زیارت کو جاتے شیخ کی قبر پر بھی تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں اس کے ممد و معاون ہوتے۔ اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدم ہم سے بہت الجھا تا ہے لیکن ہم نے اُسے بالکل معاف کیا ہے۔ اور اُس کی الجھاوٹ کو دور کر دیا ہے۔

## ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت خواجہ ازغون را بہ خطا و چین و قضایا کہ خواجہ را در آنجا رو دادہ اند:۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ ازغون رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ ملک خطا میں بھیجا۔

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا۔ کہ نوچین نورنجوفان خطا و چین کا بادشاہ چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اور زمانہ قدیم سے توران اور ترکستان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ اور وہاں کے تمام خان اُس کے مطیع تھے نہایت تعظیم کے باعث اُسے قاآن کہتے تھے۔ قاآن کے معنی ہیں تمام جہان کا بادشاہ۔ ایک دفعہ اس قاآن نے ایک بڑا جلسہ کیا۔ جس میں توران اور ترکستان کے اکثر بادشاہوں کو بُلایا۔ بہت سے بادشاہ خان اور قاقان خان بالنغ میں جو قاآن کا دارالخلافہ تھا جمع ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تین ہزار

بڑے بڑے مشہور بادشاہ شریک جلسہ ہوئے۔ یقمش خاں اور اعز خاں بھی ترکستان کے بادشاہ جن کا حال اکیسویں سال کے واقعات میں لکھا گیا ہے اس جلسہ میں آئے۔ اور یہ دونوں آنحضرتؐ کے بعض خلفا کو اپنے ساتھ لائے۔ چونکہ اس ملک میں بتخانے بکثرت تھے۔ اس لئے خلفاء نے ان بتوں کو توڑا۔ اور کئی ایک بتخانوں کو ویران کر دیا۔ جب یہ خبر قاآن نے سُنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ وہ کون ہیں جو ہمارے ملک میں آکر شورش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو پکڑ لاؤ۔ تاکہ انہیں سزا دوں۔ جب ترکستان کے بادشاہوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب قاآن کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان بزرگوں کی عزت کرو۔ ورنہ نہ تم ہو گے نہ تمہارا ملک رہیگا۔ یہ لوگ اُس شخص کے خلیفے ہیں۔ جو اس وقت تمام اہل جہان سے افضل ہے سب کا قبلۂ توجہ اور تمام مخلوقات کا قیوم ہے جہان کی خوشحالی و بدحالی اللہ تعالیٰ نے اُس کے سپرد کر رکھی ہے۔ روئے زمین کے بادشاہوں کی بحالی اور معزولی کا اختیار اُسے دے رکھا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کچھ اور خیال آیا۔ تو ایسی بلا میں پھنسو گے کہ رہائی محال ہو جائے گی۔ پھر دشت قپچاق کے بادشاہوں اعز خاں وغیرہ کا قصہ بیان کیا۔ کہ یہ بادشاہ بہ سبب بدگمانی و بدبختی ایسی ایسی بلا میں گرفتار ہوئے تھے۔ قاآن نے پہلے بھی یہ ماجرا سنا ہوا تھا۔ ان باتوں کے سُننے سے اس کے دل پر آنحضرتؐ کا رُعب چھا گیا۔ کہا اس شخص کے خلفا کو بلاؤ۔ تاکہ اُن سے دعا کی درخواست کروں یقمش خاں آنحضرت کے خلفاء کو قاآن کی خدمت میں لے گیا۔ قاآن نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سُنہری کرسیوں پر بٹھایا۔ اور عرض کیا۔ کہ مَیں آپ لوگوں کی دعا کا امیدوار ہوں کیونکہ بادشاہوں کی سلطنت کا استقلال آپ لوگوں کی دعا کی برکت سے ہے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے۔ خلفائے نے جیسا کہ مناسب اور ضروری تھا۔ آنحضرتؐ کا ذکر خیر کیا۔ اور بہت سی کرامات بیان کیں۔ یہ حالات و کرامات سُنکر قاآن آنحضرت رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اور خلفا کو ملک خطائے کے عمدہ عمدہ تحفے اور ہدیئے دیکر رخصت کیا۔

اسی رات قاآن نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان باغ ہے جس کے اندر ایک محل پر ایک نورانی عزیز بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا لوگ کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو شخص دین و دنیا کی خیریت چاہتا ہے۔

وہ ان کی اطاعت کرے ورنہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ اس آواز کی ہیبت سے قاآن جاگ پڑا+

اسی وقت اعز خاں اور لقمش خاں کو بلا کر خواب سُنایا۔ اور پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کو بلا کر دوبارہ تحفے اور ہدیئے دئیے۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ لوگ میری طرف سے آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی دربارہ نیازمندی اور التماس دعا و توجہ لکھیں۔ اور بہت سی اعلےٰ درجہ کی چیزیں جو خطا میں مہیا ہو سکتی تھیں۔ آنحضرت کے واسطے بطور تحفہ و ہدیہ خلفا کے سپرد کیں۔ خلفا لقمش خاں اور اعز خاں وغیرہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا۔ جس میں یہ تمام واقعات عرض کئے۔ ساتھ ہی ایک خلیفہ کے لئے درخواست کی۔ کہ آ کر قاآن کو راہ راست پر لائے۔ اور خطا و چین میں دین اسلام کو رواج دے۔ جب اُن کے عرائض معہ تحائف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت پہنچے تو آنحضرت نے ان کی درخواست کے مطابق اپنے ایک بڑے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالک اور صاحب حال یاروں سمیت روانہ فرمایا۔ اور تصرفات اور کرامات کی بہت سی قوت خواجہ صاحب کو عنایت فرمائی۔ کیونکہ دور دراز کا فاصلہ اور کفرستان تھا۔ تاکہ وقت ضرورت ان تصرفات اور کرامات کا اظہار کر سکیں۔ جب خواجہ صاحب خطا کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے ہی لقمش خاں اور اعز خان نے قاآن کی طرف لکھا۔ کہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ قاآن نے سنتے ہی اپنے تمام ماتحتوں کو جو خواجہ صاحب کی راہ میں تھے لکھا کہ خبردار خواجہ صاحب کو رستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ہر طرح سے خاطر و مدارات کرنا۔ خواجہ ارغون پہلے کشمیر میں آئے۔ جو سرہند سے بیس منزل ہے۔ پھر بیس روز میں کشمیر سے تبت خورد میں اور ایک مہینے میں تبت خورد سے تبت کلاں میں ایک مہینے میں تبت کلاں سے کاشغر پہنچے۔ یہاں کا بادشاہ لوازمات مہمانی پورے طور پر بجا لایا۔ پھر آپ چالیس روز میں کاشغر سے چلکائے یلدوز میں پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے بھی حسب حیثیت مہمانداری کی۔ پھر ایک مہینے میں چلکائے یلدوز سے بیابان شیر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر لقمش خان وغیرہ ترکستان کے خانوں کے آدمی خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کے لئے آئے۔ اور چالیس روز میں بیابان شیر بہرام سے شہر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر بھی اعز خان وغیرہ خانان ترکستان کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی ضیافت کا سامان مہیا کیا۔ یہاں سے بیس روز

میں شہر ختن میں پہنچے۔ اس شہر میں دشت قبچاق کے خرگاہ نشین سلاطین کے اکثر آدمی مہمانداری کے لئے آپہنچے۔ کیونکہ ختن خانہ بدوش سلاطین کی سرحد پر ہے۔ ختن سے خانان بالغ تک جو قاآن کا دارالخلافہ ہے کچھ کم نو مہینے کا رستہ ہے۔ مختصر یہ کہ تمام خانہ بدوش سلاطین نے خواجہ صاحب ازغون کو ملک قراخواجہ تک چالیس روز میں پہنچا دیا۔ وہاں کا حاکم کما حقہ لوازمات مہمانداری بجالایا۔ قراخواجہ سے سعاول تک جو ملک خطا کی سرحد میں واقعہ ہے ایک مہینے میں پہنچے۔ اس شہر سے آگے ایک پہاڑ سے لیکر دوسرے پہاڑ تک بہت اونچی اور چوڑی دیوار کوئی ساٹھ میل لمبی ہے۔ اس دیوار پر دروازے بنا رکھے ہیں اور وہاں بہت سی فوج محافظت کے لئے رہتی ہے۔ اس دیوار سے کجاقو تک جو ملک خطا میں واقعہ ہے دو مہینے میں پہنچے یہاں کے حاکم نے ضیافت کے سامان بوجہ احسن مہیا کئے۔ وہاں سے ملتائے تک جو خطا میں ایک بڑا شہر ہے پچاس روز میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ ایک اور رستہ بھی ہے۔ جہاں سے ہو کر شہر خان بالغ میں ساٹھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس رستے میں کہیں پانی یا آبادی نہیں۔ اگر کہیں پانی ہے بھی تو ایسا کہ پیتے ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس زمین میں دو کنوئیں ہیں۔ جن کے درمیان آٹھ روز کی راہ کا فاصلہ ہے۔ اگر ایک پانی زہر ہے تو دوسرے کا آبحیات اور کبھی خاصیت اُس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ الغرض خواجہ صاحب ملتائے سے اقاقاش میں دس روز کے بعد پہنچے اور تین دن میں اقاقاش سے قراآکش میں۔ پھر پندرہ روز بعد قاصوفی میں پہنچے۔ اسی اثنا میں لقمش خان اور اغر خان وغیرہ بادشاہ احتیاطاً خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہ کہیں خطا والے شورش کریں۔ کیونکہ وہ مخالف دین ہیں۔ وہاں سے پچیس روز میں شہر قطاس میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک عظیم الجثہ گائے ہوئی ہے۔ ایک دفعہ ایک سوار کو زمین پر سے ایک ہی سینگ پر اُٹھا لے گئی۔ جس پر وہ سوار گنتی دن تک رہا۔ پھر وہاں سے پانچ روز میں شہر سوکو ریں پہنچے۔ اور یہ خطا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اہل خطا خواجہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سن کر قاآن کے حکم کے مطابق استقبال کے لئے آئے۔ اور مہمانداری کے لوازمات مہیا کئے۔ پھر پندرہ روز میں قلعہ قراول میں پہنچے۔ جو نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کے گرد نواح تمام بلند اور دشوار گذار پہاڑ واقعہ ہیں۔ یہاں سے خان بالغ تک ایک سو ساٹھ گھر آباد ہیں۔ اور گھروں کی چھتوں کے مابین قریہ بہت قوی ہے۔ قریہ سے

مراد وہ گھر ہے۔ جس کی بلندی معمولی ساٹھ گھروں کے برابر ہو۔ اور وہ ساٹھ گز ہے۔ اس میں ہمیشہ بارہ آدمی رہتے ہیں۔ یہاں سے دوسرا قرعو دکھائی دیتا ہے جب کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ تو آگ جلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے قرعو والوں کو اطلاع ہو جائے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر یعنی ایک دن رات میں چار مہینے کی راہ کے فاصلہ پر خبر پہنچ جاتی ہے۔ کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس واقعہ کی حقیقت لکھتے ہیں۔ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ڈاک چوکی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو دست بدست خط پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک قرعو میں دس آدمی دس روز تک رہتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھروں میں آ جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ اور آدمی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ڈاک چوکی ہمیشہ وہی رہتی ہے۔ زینت کرتی ہے۔ الغرض جب خواجہ صاحب ایک ماہ بعد شہر سکچو میں پہنچے۔ اور بعد ازاں پندرہ روز میں شہر قمحو میں پہنچے۔ یہ دونوں شہر ملک خطا کے بڑے شہر ہیں۔ اور دونوں شہروں کے مابین بارہ گھر ہیں۔ دونوں شہروں کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی مہمانداری کے لوازمات پورے طور پر مہیا کئے۔ اور اچھی طرح خدمات بجا لائے۔ شہر قمحو میں ایک کوکب آبدی نام ایک محل ہے۔ جسے فارسی میں چرخ فلک کہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ پہلو عمارت ہے جس کے اکیس طبقے ہیں۔ ہر ایک طبقے میں خطا کے اچھے اچھے منظر تیار کئے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ نقش و نگار ہیں۔ اُن کے نیچے دیووں کی شکلیں بنائی ہیں۔ گویا وہ دیو اس محل کو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ محل تیس گز اونچا بیس گز چوڑا ہے سب کا سب سُنہری ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک سرآبہ بنایا ہے اور اس کے بیچ میں لوہے اور قلعی کا ایک ستون نصب کیا ہے۔ یہاں پر ایک اور محل بنایا ہے جو ذرا سی تھوڑی سی حرکت سے چکر کھانے لگتا ہے۔ یہاں سے ایک ماہ بعد شہر حسن آباد میں پہنچے۔ اس شہر کے لڑکے لڑکیاں نہایت ہی خوبصورت ہوتی ہیں۔ اسی واسطے اُسے حسن آباد کہتے ہیں۔ اس شہر تلے ایک دریا بہتا ہے جس کا پاٹ بارہ میل کا ہے۔ یہاں سے چلکر دس روز میں شہر صدین قمو میں پہنچے۔ یہ بہت بڑا شہر ہے جس میں بہت سے بُتخانے ہیں ایک بتخانہ میں ایک بُت اسّی گز قد کا ہے۔ اس بُت کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں ایک اور بُت بنایا ہوا ہے۔ اس بُت کا نام ہزار دست (ہزار ہاتھ والا) ہے اس بت کو جس پتھر پر رکھا گیا ہے وہ نہایت بڑا اور خوبصورت سنگ رخام کا ہے۔ پتھر کے

ٹکڑوں کو اس طرح آپس میں ملایا ہے۔ کہ ایک ہی ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔ اس بُت کی چوڑائی میں کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنے ہوئے ہیں۔ اس بُت کے قدم سے لیکر سر تک ٹال ہیں۔ اور ٹال کے ساتھ کوٹھڑیاں جو نہایت آراستہ اور منقش ہیں۔ اس بُت کے دو پاؤں پندرہ پندرہ گز لمبے ہیں۔ اور سر میں بہت سی کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ خاصہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ یہاں سے چلکر ایک ہفتے بعد شہر خان بالنع میں پہنچے۔ اس شہر کے باہر بھی چرخ فلک ایک محل بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ شہر قمو میں تھا۔ جو قد میں پہلے سے بھی دُگنا ہے۔ یہ بڑا وسیع شہر ہے۔ اس میں چار قلعے ہیں۔ جن کا باہمی فاصلہ تین تین کوس کا ہے۔ شہر کے باہر پھر اور فصیل بنائی گئی ہے۔ چین کا سب سے بڑا شہر یہی ہے اس کا گردا گرد استّو میل ہے۔ اس میں بارہ لاکھ فوج رہتی ہے۔ تین لاکھ چوبی مکانات ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں کئی کئی گھر آباد ہیں۔ باقی اہل حرفہ وغیرہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس شہر کی حفاظت کے لئے اسّی ہزار پولیس ہے۔ شہر کے اندر دریا بہتا ہے جس میں پندرہ دریا آکر ملتے ہیں۔ اس شہر میں تین ہزار کشتیاں ہیں۔ حالانکہ شہر اس قدر بڑا ہے۔ پھر اس کی گلی کوچوں کا فرش اینٹ پتھر کا ہے۔ بارش کے وقت کیچڑ بالکل نہیں ہوتا۔ القصہ جب خواجہ صاحب اس شہر کے قریب پہنچے۔ تو قاآن نے اپنے وزیر اعظم کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا جو خواجہ صاحب کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ جب قلعہ کے قریب پہنچے۔ تو دیکھا کہ شاہی دروازہ کے سامنے ایک میدان تقریباً تین میل حلقے کا سنگِ خام سے فرش کیا ہوا ہے۔ اور جس میں اس وقت پانچ لاکھ آدمی لباس فاخرہ پہنے مسلح کھڑے ہیں۔ اور دروازے پر بارہ ہاتھی سونڈ اُٹھائے اور دس شیر کھڑے ہیں۔ اس قلعہ کے اندر سنگ رخام کا ایک نہایت وسیع میدان بنایا ہوا ہے۔ اس اندرونی میدان میں تین لاکھ سے زیادہ مسلح آدمی تھے۔ جو لباس زرین پہنے ہوئے تھے۔ اس میدان میں ایک چبوترہ چالیس گز اونچا خاصہ ٹیلہ نظر آتا تھا۔ اس پر ایک اسی گز سنہری محل بنا ہوا تھا۔ جس کا طول ایک سو گز اور عرض نوّے گز تھا۔ اس چبوترہ کے سامنے ایک اور چبوترہ تھا۔ جس پر نقارہ طبل۔ نفیری وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ جب کبھی قاآن اُن کے بجانے کا حکم دیتا ہے۔ تو ایکہزار آدمی اُن کے بجانے کے لئے آتے ہیں۔ اس محل کے اندر ایک جڑاؤ تخت رکھا ہوا ہے۔ اس میدان کے گرد نو لاکھ سنہری اور

منقش پکڑے اور محل بنے ہوئے ہیں۔ تیسرے محل میں ایک پانچ گز اونچا خالص سونے کا تخت بنا ہوا ہے ایک لاکھ آدمی اُس کے گرد مسلح ہو کر کھڑے تھے۔ دس ہزار کے ہاتھ میں ننگی تلواریں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں تیر و کمان۔ دس ہزار کے ہاتھ میں گرز۔ دس ہزار کے ہاتھ میں کلہاڑیاں علےٰ ہذالقیاس سب کے سب مختلف آلات حرب سے مسلح تھے۔

جب خواجہ صاحب تیسرے محل میں گئے تو آپ کے آتے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھکر نکلا اور نقارے وغیرہ بجنے لگے۔ اور خطائی زبان میں قاآن کی ثناء و دعا کے گیت گانے قاآن نے خواجہ صاحب سے بغلگیر ہو کر آپ کو سنہری کرسی پر بٹھایا اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے حالات پوچھے۔ خواجہ صاحب نے بھی آنحضرت کی طرف سے دعا پہنچائی۔ اور فرمایا کہ آنجناب تجھ پر بہت مہربان اور تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ قاآن اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا۔ آداب قیومیت بجالایا۔ اور پھر ایک عالیشان محل خواجہ صاحب کے رہنے کے لئے مقرر کیا۔ اور مناسب طور پر ضیافت کا سامان کیا۔ جب دوسرے روز خواجہ صاحب نے قاآن کو دعوت اسلام کی۔ تو قاآن سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے ارکان سلطنت شورش کرنے لگے۔ اور انہوں نے خواجہ صاحب کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ ادھر لقمش خان وغیرہ خانہ بدوش بادشاہ بھی لشکر سمیت لڑائی کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اعز خاں نے ہر دو فریق کی تسلی کی۔ اور کہا کہ یہاں لڑائی سے کام نہیں نکلے گا۔ یہاں تو کوئی بڑی کرامت کام دیگی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اہل خطا کو فرمایا کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ میرے فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے بتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بتو! اگر ہمارا دین سچا ہے اور ہمارا پیر فی الواقعہ قیوم ہے۔ تو میرے پاس آجاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔ یہ آواز سنتے ہی سارے بت اپنی جگہ سے حرکت کر کے خواجہ صاحب کے پاس آکھڑے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہتھیار لے کر خطا والوں سے جنگ کرو۔ تمام بت ہتھیار لے کر خطا والوں پر ٹوٹ پڑے اور ہزارہا کو قتل کیا۔ جب خطائی اُن پر وار کرتے تو اُن کے ہتھیار ٹوٹ جاتے۔ کیونکہ بت تو کانسی کے بنے ہوئے تھے۔ قاآن یہ حالت دیکھکر بہت پریشان ہوا۔ اور دوسرے خطائی بھی گھبرائے۔ سب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے ننگے سر پگڑیاں گلے میں ڈال خواجہ صاحب کے پاس آکر معافی مانگی۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ اور توبہ کی۔ لقمش خان وغیرہ بادشاہوں نے بھی سفارش کی۔ خواجہ صاحب نے اُن کی عاجزی پر رحم فرما کر ان بتوں کو جنگ

سے باز رکھا۔ نقبش خاں اور اغر خاں وغیرہ نے قاآن کو کہا۔ کہ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ان بزرگوں کی رضامندی پر چلنا چاہیئے۔ نہیں تو جان و مال اور ملک کی خیر نہیں۔ اب بھی دل سے توبہ کرو۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ قاآن نے یہ بات مان لی۔ اسی طرح قاآن نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے خلیفہ کو تیرے پاس بھیجا۔ اور تو نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ قاآن نے صبح دربار عام کیا۔ اور تمام خطائیوں کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب سب جمع ہو گئے تو انہیں مخاطب کر کے اعلان کیا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرا دونگا۔ خطائیوں نے کہا آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جب آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہم بھی ہوتے ہیں۔ اسی وقت قاآن معہ تمام خطائیوں کے مسلمان ہو کر غائبانہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ تمام بتخانوں کو توڑا۔ اور ہزار دست بُت کو گرا دیا۔ بعد ازاں چین اور خطا کی نفیس چیزیں ایک لاکھ مُہر اور پانچ لاکھ روپیہ بطور ہدیہ و تحفہ معہ ایک عریضہ کے جس میں اظہار عجز و نیاز اور ارادت کیا تھا حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور خواجہ ارغون کے ہاتھ بیعت کی۔ تین سو یار جو خواجہ صاحب کے ساتھ آئے تھے انہیں چین اور خطا کے مختلف شہروں میں بھیجدیا۔ اُن میں سے ہر ایک نے ہزارہا آدمیوں کو مرید کیا۔ سینکڑوں کو خلافت عطا کی۔ چنانچہ خطا و چین کے تمام شہروں میں اُن کے خلیفے اور مرید بکثرت ہو گئے۔ اور اُس ملک میں طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ خوب طور پر رائج ہوا۔ اور اب تک خطا و چین میں اس سلسلے کا رواج ہے۔ خواجہ ارغون نے شہر خان بالنع میں سکونت اختیار کی۔ اور ہزارہا لوگوں نے خواجہ صاحب کی طفیل سے ہدایت حاصل کی۔ اور کئی ہزار آدمی ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔

کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار آدمی کو خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ صاحب شہر خان بالنع میں فوت ہوئے۔ اور موضع قراق میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار خطا و چین میں خاص و عام زیارت گاہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اولاد اور آپ کے مرید اب تک خان بالنع میں موجود ہیں +

# ذکر در بیان

سال بیست و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خلافت دادن آنحضرت شیخ مراد را و فرستادن او بشام شریف و قضایا کہ شیخ را آنجا دست داده اند:-

اس سال ہندوستان کے ایک بڑے آدمی شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ان کے صدر نشین ہیں۔ تمام بزرگ آنحضرت کے سامنے دست بستہ بیٹھے ہیں۔ اور ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کریگا نجات پائیگا۔ بعد ازاں شیخ صاحب حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) والد ماجد روایت فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دیکر ملک شام میں روانہ فرمایا۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے تین ہفتے بعد شیخ مراد کو روانہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت ایک ہفتہ میں عنایت فرمائی اور رخصت تین ہفتے بعد۔ شیخ صاحب دونو پاؤں سے معذور تھے۔ چنانچہ آپ کے پاؤں میں ہڈی وغیرہ نہ تھی۔ صرف تسمہ کی طرح تھے اس واسطے رخصت کے وقت عرض کیا کہ میں ایک کمزور اور بے پا آدمی ہوں۔ اور علاوہ ازیں میرے پاس سرمایہ علمی بھی نہیں وہاں پر مجھ سے اس طریقہ کا رواج کیونکر ہو گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَیں نے اپنے تمام خواجگان کی رائے سے تمہیں رخصت کیا ہے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ بعد ازاں فرمایا کہ پہلے ماورالنہر جاکر چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس جانا۔ اور پھر ایران کی راہ ملک شام میں پہنچ جانا۔ اور وہاں پہنچ کر بیت المقدس میں قیام کرنا۔ شیخ صاحب آنحضرتؓ کے حکم کے مطابق پہلے ماورالنہر جاکر شیخ حبیب اللہ کے پاس رہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق شیخ حبیب اللہ سے استفادہ بھی کیا۔ بعد ازاں ایران کی راہ شام پہنچے وہاں کے علما اور مشائخ نے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے

جیسا کہ قیومیت کے آٹھویں سال میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی عزت سے شہر بیت المقدس میں لائے۔ ہر صبح شام تمام مشائخ و علما آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے اور شام کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوتے۔ شیخ صاحب کا ارشاد اس درجہ زیادہ ہوا کہ والئے شام نے ڈر کر آپ کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اسی اثنا میں اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام پیغمبر مثلاً حضرت ابراہیم اور آپ کے تمام فرزند علیہم الصلوٰۃ والسلام جو شام میں آرام کئے ہوئے ہیں جمع ہیں اور سخت ناراض ہو کر اُسے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ کو تکلیف دینا چاہتا ہے حالانکہ وہ ہمارے حکم سے یہاں آئے ہیں۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو توبہ کر اور اُس سے معافی مانگ ورنہ ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ کہ اُس سے تجھے رہائی نصیب نہ ہوگی والئے شام نے یہ خواب دیکھکر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور تہ دل سے مرید ہوا۔ جب خنکار روم نے سُنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک خلیفہ ملک شام بھیجا ہے تو ایک امیر کو ایک لاکھ دینار دیکر شیخ صاحب کی مہمانداری کے لئے بھیجا۔ اور آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کئے۔ آپ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ سُرخ دینار تھا۔ جن میں سے دو لاکھ تو فتوح پہنچ جاتی۔ اور تین لاکھ خنکار روم بھیجدیتا۔ شیخ صاحب اپنے وقت میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے جب کبھی آپ حج کے لئے آتے تو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی مرتبہ حج کو آئے۔ تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مسجد الحرام میں آکر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ کل اس مسجد میں اللہ تعالےٰ کا ایک دوست آئیگا۔ شریف! تم نے اُس کا استقبال کرنا۔ اور اُسے تخت پر سوار کر کے مسجد الحرام میں لانا۔ چونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے اس واسطے تخت پر بیٹھکر مسجد الحرام میں آئے۔ اور یہ شرف اس سے پہلے کسی ولی اللہ شیخ۔ امیر یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا۔ کہ سوار ہو کر مسجد الحرام میں آئے۔ صرف شیخ صاحبؒ کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طفیل یہ شرف حاصل ہوا۔ بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت قیوم اربعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضہ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دو مرتبہ حج کو گئے۔ تو ہر دفعہ شیخ مراد شام سے آکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جب تک آنحضرت وہاں رہتے تمام خرچ شیخ صاحب کے ذمے ہوتا۔ حالانکہ آنحضرت رضہ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار

آدمی ہوتا اور ایک سال تک عرب میں رہتے۔ آج کل ملک شام میں شیخ کے فرزند موجود ہیں۔ ایک کا نام شیخ محمدؒ ہے۔ جو شیخ صاحب کے قائم مقام اور خانقاہ کے متولی ہیں۔ اور دوسرے شیخ مصطفےٰ ہیں۔ حاجی سعادت اللہ جو حضرت قیوم رابعؓ کے مخصوص یار ہیں۔ ایک دفعہ ملک شام میں گئے تو واپس آکر انہوں نے بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی خانقاہ میں اس وقت بھی ہزار آدمی موجود ہیں۔ اور تین لاکھ دینار سُرخ جو خنکار روم نے خانقاہ کے اخراجات کی بابت مقرر کر رکھے تھے۔ بدستور ملتے ہیں۔ اور فتوح اس کے علاوہ ہے۔ حاجی سعادت اللہؒ نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب کے فرزند کی آرزو ہے کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کو تشریف لائے تھے۔ اور میرے والد بزرگوار آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو میں بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا کروں اور وہ ہر سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجا کرتا تھا۔

## ذکر دربیان

سال بست ونہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ہانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن شیخ میر و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اِس سال ارکان سلطنت میں سے شیخ میر نام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ پہلے شیخ میر بعض دشمنان دین کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے سخت مخالف تھے ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ایک مجلس تھی۔ جس میں آنحضرتؓ کے مخالف و منافق حاضر تھے۔ وہاں پر آنحضرتؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو مخالفوں نے آنجناب کی اہانت شروع کی۔ مخلص اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے زبانی گفتگو ہوتی رہی۔ آخر دست و گریبان ہونے تک نوبت پہنچی۔ دشمنی جب زیادہ ہوگئی تو دوسرے روز باقاعدہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ شیخ میر نے اپنی فوج کا بہت سا حصہ مخالفوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے تو ایسا گرد و غبار اٹھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا

چھا گیا۔ مخالفوں کی آنکھوں کانوں ناکوں اور منہ میں گرد پڑنی شروع ہوئی جس سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو گئے۔ حق تعالٰے نے اُن کے سر پر بدبختی کی خاک ڈالی۔ شکست کو غنیمت سمجھ کر بھاگ اُٹھے۔ لیکن آنحضرتؓ کے مخلص جناب کی توجہ کی برکت سے اپنی جگہ کھڑے رہے اُن پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کیونکہ بگولا اُن کی پیٹھ کی طرف سے اُٹھا اور مخالفوں پر چلا۔

اسی اثنا میں شیخ میر نے خواب میں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر خوب مار پیٹ کی ہے۔ اور طرح طرح کی تکلیف پہنچا کر کہتے ہیں۔ کہ تو ہی نے آنحضرتؓ کے مخالفوں کی مدد کی تھی۔ اور تیرے دل میں آنحضرت کی طرف سے نفاق ہے جب وہ جاگا۔ تو مار پیٹ کے نشان اس کے بدن پر موجود تھے۔ اور سارے اعضا درد کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور بہت معتقد بن گئے۔ آپ کے دو بیٹے مکرم خاں اور محتشم خاں آنحضرتؓ کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے باوجود امارت و ریاست آنحضرتؓ کی پالکی کو کندھوں پر اُٹھا شاہجہان آباد میں لے جاتے۔ آنجناب بھی اُن پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔

اِسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادیؒ جو مؤلف کتاب کے جد شریف ہیں۔ پیدا ہوئے۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت امام معصومؓ محل کے اندر بیٹھے تھے۔ اور اہلبیت اور بہو بیٹیاں حاضر تھیں آنحضرت اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ ایک پھانک خربوزہ اپنے اہلبیت کو دیکر فرمایا کہ یہ ملاجیون کی والدہ کو دیدو۔ آنحضرت کی بڑی بیٹی خازن الرحمت کے فرزند رشید شاہ عبداللہ کی منکوحہ حاملہ تھیں۔ وہ سمجھیں شائد اپنی بیٹی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے بیٹی کو وہ پھانک دینی چاہی۔ لیکن آنجناب نے حضرت خازن الرحمت کی بیٹی شرف النسا کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت مروج الشریعت کی منکوحہ تھی۔ زوجہ زمان نے وہ پھانک مریم مکانی کو دی اُس پھانک کے کھانے کے بعد حاملہ ہو گئیں۔ اور وقت مقررہ گذرنے پر ۱۲ رمضان ۱۰۴۷ھ میں ہادی زمان پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ اور حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند اعلٰے درجے کا ولی اللہ ہوگا امید غالب ہے کہ اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ واقعی آنجناب کی توجہ شریف سے یہ فرزند اپنے

وقت میں ممتاز ہوا۔ عقیقہ کے روز حضرت خازن الرحمت نے محمد حسن نام مقرر کیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے محمد ہادی اور سب سے آخر پر یہ قرار پایا۔ کہ کنیت ابوالحسن۔ لقب تاج الدین۔ اور نام محمد ہادی رکھا جائے۔ آخر اسی کو پسند کیا گیا۔ آپ کو بچپن میں حضرت قیوم ثانی کی بشارت کے بموجب مُلّا جیون کے نام سے پکارا کرتے تھے جیون ہندی لفظ ہے جس کے معنے ہیں جیتا رہ۔ علم ظاہری میں آپ اپنے عہد میں بےنظیر تھے۔ آپ کی جس قدر تصنیفات ہیں۔ بڑے بڑے عالم بدقت انہیں سمجھتے ہیں ٭

# ذکر دو بیان

سال سی ام از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان ہند شاہ جہان بزیارت حضرت ایشان و تقسیم نمودن ممالک محروسہ بر اولاد خود ولیعہد کردن داراشکوہ و اورنگ زیب ٭

اس سال بادشاہ ہند شاہجہان سرہند میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آیا۔ قدمبوسی کے بعد عرض کیا۔ کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اولاد کو ملک بانٹ دوں۔ تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں آنجناب کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ضرور ایسا کرنا چاہئے لیکن اورنگ زیب کو ولیعہد بنانا کیونکہ یہی تمام شہزادوں سے لائق ہے۔ ورنہ بڑا بھاری فساد برپا ہوگا۔ شاہجہان نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ دوسرے روز جب اورنگ زیب کو ولیعہد بنانا چاہا اور ملک دکن داراشکوہ کے حوالے کرنا چاہا۔ تو داراشکوہ جو بڑا بیٹا تھا اُس نے دکن لینے سے انکار کیا۔ سلطان شاہجہان اُس کے اختیار میں تھا۔ جو وہ کہتا مان جاتا۔ اس واسطے مجبوراً دکن اورنگ زیب کو دیا۔ اور ہندوستان داراشکوہ کو۔ اورنگ زیب نے انکار کیا۔ اور کہا۔ مجھے سلطنت درکار نہیں۔ میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں آنحضرت کی خدمت میں رہونگا۔ دکن اور ہند دونو داراشکوہ کو دیدو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ میں نے تو بہتیرا حیلہ کیا کہ کسی طرح داراشکوہ دکن لینے پر راضی ہو۔ لیکن وہ نہیں ہوتا۔ اور وہ میرے بس میں بھی نہیں۔ اگر ہندوستان

اور نگ زیب کے سپرد کیا۔ تو فساد عظیم کا اندیشہ ہے بلکہ یقین واثق ہے۔ لڑائی ہوگی اور مسلمان مارے جائینگے۔ اور ملک میں کھلبلی مچ جائیگی۔ اور نگ زیب آنجناب کا مرید ہے۔ آنجناب کے فرمان کو قبول کرے گا۔ اُسے دکن لینے پر راضی کریں۔ آنجناب نے اور نگ زیب کو بلا کر فرمایا۔ کہ تسلی رکھو آخر تم ہی دکن اور ہندوستان دونو کے بادشاہ ہوگے تمہاری سلطنت کا ہند میں ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو۔ اور دکن لینے پر راضی ہو جاؤ۔ اور نگ زیب آنحضرت کے فرمان سے مجبور ہو کر دکن لینے پر راضی ہوا بعد ازاں آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے اور نگ زیب کو دکن لینے پر راضی تو کر لیا ہے لیکن دارا شکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعت محمدی کو رواج دینے کی کماحقہ کوشش کرے اور شریعت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے۔ تاکہ اس کی سلطنت قائم رہ سکے۔ اگر دین میں ذرا بھی سُستی کی اور امور شرعی کے اجرا میں غفلت کی۔ تو نہ وہ رہیگا نہ اس کی سلطنت۔ بلکہ شامت اعمال کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑیگا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور دارا شکوہ کو آنحضرت کی خدمت میں لا کر مذکورہ بالا نصیحت کی دارا شکوہ نے بھی اس نصیحت کو قبول کیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ شاہجہان آباد۔ اکبر آباد الہ آباد۔ بہار۔ اودھ۔ مالوہ۔ اجمیر۔ سرہند۔ لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ کشمیر اور کابل دارا شکوہ کو دیا۔ اور برہانپور۔ اورنگ آباد۔ بیدر۔ کرناٹک۔ اور ارکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ممالک اور نگ زیب کے سپرد کئے۔ اور انہیں دونوں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور یہ قرار دیا۔ کہ اور نگ زیب اورنگ آباد میں رہے۔ اور دارا شکوہ شاہجہان آباد میں۔ اور دونو کی سرحد دریائے نربدا قرار پائی۔ دونو کو تاکید کی کہ اپنی اپنی حد پر قائم رہنا۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنا۔ اور بھائیوں کی طرح آپس میں رہنا۔ لڑائی نہ کرنا۔ ملک بنگالہ شجاع کو دیا جو تیسرا بیٹا تھا۔ اور ملک گجرات مراد بخش کو جو چوتھا بیٹا تھا۔ دیا۔ چاروں سے قسم لی۔ کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہنا۔ اس بارے میں ایک عہد نامہ لکھا۔ پہلے اس پر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندان اور خلفا کی گواہی لکھی۔ بعد ازاں ارکان سلطنت اور ہند کے مشہور آدمیوں کی دوسرے روز جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کا عرس مبارک تھا۔ اور ملک کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے رؤسا حاضر تھے۔ شاہجہان بھی چاروں بیٹوں سمیت وہاں حاضر ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد تمام امراء و وزراء وغیرہ کے روبرو وہ عہد نامہ ایک شخص
کو دیا کہ پڑھ کر سنائے۔ اُس نے شاہی حکم کے مطابق بر سر عام اس عہد نامے کو پڑھا اور اس بارے میں
حاضرین کو گواہ بنایا۔ اس معاملہ کے تین روز بعد بادشاہ نے اُس محل میں جو سرہند بنوایا
تھا۔ ایک بڑا جشن کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے بھی التماس کی کہ تشریف آور ہوں
آنجناب رضؓ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محل کو مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے چاروں بیٹوں
کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ خود دست مبارک سے ہر ایک کے سر پر تاج رکھیں۔
آنحضرت نے ایسا ہی کیا۔ شاہزادے آداب قیومیت بجا لائے۔ بیٹھتے وقت تینوں شاہزادوں
کے تاجوں میں سے جواہرات گر کر ٹوٹ گئے صرف اورنگزیب کے سر پر سے نہ گرے۔ لوگوں
نے اُسی وقت کہہ دیا۔ کہ ان تینوں کی سلطنت کو بقا نہیں ہوگی۔ واقعی تھوڑے دنوں میں ان
تینوں کی سلطنت برباد ہوگئی۔ اور اورنگزیب مستقل بادشاہ ہوا۔ اب تک سلطنت اس کی
اولاد میں ہے۔ بادشاہ نے شہزادہ دارا شکوہ کو کہا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ تمہاری ولایت
میں ہیں۔ اس امر کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لانا۔ اور آنحضرت کی رضامندی کی کوشش
کرنا۔ ایسا نہ ہو آنحضرت کسی طرح تم سے ناراض ہو جائیں۔ ورنہ میں آنجناب سے سخت شرمسار
ہونگا۔ اس وقت پھر نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کیں۔ ادھر
آنحضرت سے رخصت ہو کر شاہجہان آباد آیا۔ پہلے اورنگزیب کو دکن روانہ کیا۔ شجاع کو
بنگالے میں۔ اور مراد بخش کو گجرات میں۔ بعد ازاں دارا شکوہ کے سر پر تاج رکھکر اُسے اپنا
ولیعہد بنایا +

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو العلیٰؒ جو حضرت
عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے افضل تھے حضرت حجت اللہ قیوم ثالث
رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ نے آپکے دائیں کان میں اذان اور بائیں
میں تکبیر کہی۔ اور حضرت حجت اللہ کو فرمایا کہ یہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی
نسبت کا کامل وارث ہوگا۔ اور اس کی طفیل ہزار در ہزار لوگ گمراہی کے بھنور سے
نکل ساحل نجات پر پہنچینگے۔ واقعی حضرت ابو العلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضؓ
خواجہ محمد زبیر کے ارشاد سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو گیا۔ اور حضرت قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ کا فرمان لفظ بلفظ پورا ہوا +

# ذکر در بیان

سال سی و یکم و سی و دوم از قیومیت حضرت
عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
ارتداد تاج محمود کہ موسوم بتاج مردود شد و قتل
کردن آنحضرت اورا و دیگر قضایا کہ دریں سال
واقع شدہ اند۔

اس سال شہر سامانہ جو سرہند کے مضافات میں ہے سلطنت کے ایک رئیس تاج محمود نام سے دین اسلام کی اہانت سرزد ہوئی جس سے خلقت پر واجب ہو گیا۔ کہ اُسے قتل کیا جائے۔ جب یہ خبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو آنحضرت بسبب حمیت اسلامی سخت ناراض ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے یار اُسے پکڑ لائے۔ اور اُس کا نام تاج مردود رکھا۔ اور اس کے قتل کے بارے میں ایک حکم شرعی مرتب کیا۔ جس میں تمام علماء فقہا، صدر اور قاضی کی مہریں ثبت تھیں۔ صرف اِس پر سرہند کے مفتی ابوالخیر نے مُہر نہ لگائی۔ کیونکہ تاج مردود نے اُسے بہت سا روپیہ چڑھا دیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ یہ جرم مجھ پر ثابت نہ ہونے دینا۔ اُس نے بہتیری منطق چھانٹی۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ کیونکہ اُس کی والدہ اور بچی دونو کا شاہی محل میں رسوخ زیادہ تھا۔ بلکہ اُس کی والدہ نے تو داراشکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ اس واسطے داراشکوہ نے سرہند کے حاکم کی طرف لکھا۔ کہ جس طرح ہو سکے تاج محمود کو قتل سے بچانا۔ میں تم پر نہایت مہربان ہونگا۔ جب یہ خبر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو بادشاہ کی طرف لکھا کہ تاج محمود تاج مردود ہے اُس کا قتل کرنا ہم پر اور

تم پر لازم اور واجب ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے مخصوص مُرید عضد والدولہ "خان دوران" کو سرہند بھیجا تاکہ علماء سے فتوٰے لیکر تاج محمود کو قتل کر دے۔ جب خان دوران آنحضرت کی خدمت میں شرفِ آستان بوسی سے مشرف ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ منورہ میں اجلاس کیا۔ جس میں سرہند کے تمام علماء و فقہاء کو بلایا۔ سوائے مفتی ابو الخیر کے سب نے تاج محمود کے قتل کا فتوٰے دیا۔ خان دوران نے اُس کی مہر کو لیکر اس فتوٰے پر ثبت کر لیا۔ اور فتوٰے بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ ابو الخیر نے سرہند کے حاکم کو کہا کہ خان دوراں نے مجھ سے مہر زبردستی لی ہے۔ اور اس محضر پر لگادی ہے۔ سرہند کے حاکم نے یہ معاملہ بادشاہ کی طرف لکھدیا۔ لیکن اس عریضہ کے پہنچنے سے پہلے وہ محضر بادشاہ کو پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے تاج مردود کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ آنجناب اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حاکم سرہند نے اُسے دارا شکوہ کے پاس بھیجدیا۔ جب آنحضرت کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو بہ نفسِ نفیس شاہجہان آباد گئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو ارکانِ سلطنت کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور خود بھی چھ میل تک استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ آنحضرتؒ نے پہلی ہی مُلاقات میں بادشاہ کو فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ دارا شکوہ کی عملداری میں دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ضرور سُستی ہوگی۔ اب وُہی بات ہوئی۔ از روئے شریعت تاج محمود کا قتل واجب ہے۔ اسے حاضر کر کے شرعی کارروائی کرنی چاہیئے۔ اتنے میں دارا شکوہ کے اشارے سے ابو الخیر بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ اس پر شرعی جرم ثابت نہیں ہوتا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وہ بالضرور واجب القتل ہے۔ اور جو اس کی حمایت کرے گا وہ بھی واجب القتل ہے۔ سعد اللہ خاں

وزیر اعظم بھی اس وقت موجود تھا۔ اور تاج مردود کے معاملہ سے واقف تھا۔ آنحضرت رہ نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ کی خبر سعد اللہ خاں کو بھی ہے۔ اس سے پوچھنا چاہیئے۔ سعد اللہ خاں دارا شکوہ کے اشارے سے خاموش رہا۔ بلکہ آہستہ سے شاہزادے کو کہا۔ میں نہیں جانتا کہ قیوم وقت کیوں جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات ایک شخص نے آنحضرت کے گوش گذار کردی۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ حتیٰ کہ مارے غصہ کے لال پیلے ہو گئے۔ اور سعد اللہ خاں کو فرمایا۔ کہ تو حق کو پوشیدہ کرتا ہے اور قطب وقت کو جھٹلاتا ہے۔ بہت جلدی تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اور ساتھ ہی بادشاہ کو فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو تاج مردود کو حاضر کر کے قتل کرو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گے۔ کہ اس سے رہائی ناممکن ہوگی۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ جو آنجناب فرماتے ہیں حق ہے۔ میں اُسے حاضر خدمت کرتا ہوں جو خاطر عاطر میں آئے۔ کیجئے گا۔ اور مجھ عاجز سے ناراض نہ ہوجئے گا۔ بادشاہ نے تاج مردود کی تلاش میں اِدھر اُدھر آدمی دوڑائے۔ اور آنحضرت اپنی خوابگاہ میں تشریف لائے۔ جب سعد اللہ خاں وزیر بادشاہ سے رخصت ہوا۔ تو اُسی وقت اُس کے پیٹ میں ایسا درد شروع ہوا۔ کہ وہ بیقرار ہو کر سواری سے گر گر پڑتا تھا۔ لوگ بار بار اُسے سوار کرتے لیکن وہ ہر بار گر پڑتا۔ آخر جب گھر پہنچا۔ اور قریب المرگ ہوا۔ تو اپنے بیٹے فتح اللہ خاں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیج کر معافی مانگی۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ میری خطا معاف فرمائی جائے۔ جب اُس کا بیٹا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور باپ کا پیغام عرض کیا۔ تو آنحضرت رہ نے فرمایا۔ کہ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ آج وہ زندہ نہیں رہیگا۔ چونکہ اُس نے توبہ کرلی ہے اور معافی مانگی ہے۔ اس واسطے

ہم دعا کرتے ہیں۔ تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اگر معافی نہ مانگتا۔ تو جان اور ایمان دونو سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آنحضرت رض نے اُس کے حق دعائے شفا کرنی چاہی۔ تو زبان مبارک سے نکلا اے اللہ اُسے بخش۔ جب فتح اللہ خاں گھر آیا تو دیکھا کہ باپ مرا پڑا ہے۔ سعد اللہ خاں کے مرنے پر بادشاہ بہت گھبرایا اور دارا شکوہ کو لعنت ملامت کی۔ کہ تیرا حشر بھی سعد اللہ خاں کا سا ہوگا۔ نہیں تو تاج مردود کو تلاش کر کے لاؤ۔ دارا شکوہ نے ڈر کر تاج مردود کو حاضر کر دیا۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اُسے قتل کیا۔ اور جو لوگ اُس کے حامی تھے۔ انہیں بھی سزا دی۔ ابوالخیر بھی انہیں میں سے تھا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا بھی حکم دیا۔ ابوالخیر نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آنحضرت نے قتل سے بچایا۔ ابوالخیر شروع شروع میں سرہند میں صابن بیچا کرتا تھا۔ اور خانقاہ میں آکر پڑھا کرتا تھا۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہوا تو آنحضرت نے سفارش کر کے بادشاہ سے اُسے سرہند کا مفتی بنوایا۔ لیکن وہ بدطینتی کے باعث ہمیشہ اسی فکر میں رہتا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقٰے اور حضرت خازن الرحمت پر کسی طرح الزام لگا دے۔ لیکن خود خانقاہ کے بچوں سے قائل ہو جاتا۔

میرے مصنف رح جد امجد کوکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رض فرماتے تھے۔ کہ ابوالخیر اُمت محمدی کے بڑے علماء سے ہے۔ جب وہ مرگیا۔ تو اس کا جنازہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ ابوالخیر سخت عذاب میں مبتلا ہے اُس کے عذاب کی کمی کے لئے بہتیری توجہ کرتا ہوں۔ لیکن اثر بہت کم ہوتا ہے۔ القصہ آنحضرت تاج محمود کے قتل کے بعد سرہند تشریف

لائے ۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے دُوسرے فرزند خواجہ محمد پارسا پیدا ہوئے اور اسی سال سرہند کا ایک رئیس فوت ہوگیا۔ بعض امور کی مخالفت کی وجہ سے آنجناب ؒ اس کی عزاداری پر نہ گئے۔ حتیٰ کہ اُس کے لڑکے نے بھی آکر عاجزی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ جب اُس کا بیٹا ناامید ہوکر واپس چلا گیا۔ تو جناب الٰہی سے الہام ہُوا۔ کہ اگر تم اُس کے جنازے میں شامل ہو تو ہم اُسے بخش دینگے۔ آنحضرت اُس کی قبر پر تشریف لے گئے۔ جاتے ہی آنجناب ؒ کو الہام ہُوا کہ ہم نے اُسے بخش دیا ہے۔ اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لائے ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوب کی دوسری جلد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے نام سے حاجی عاشور علیہ الرحمۃ نے جمع کی ۔

## ذکر دربیان

سال سی وسوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ تسلّب دارا شکوہ در مملکت ہند و ضعیف شدن دین اسلام و سوء مزاج شدن آنحضرت از سلطان و دارا شکوہ و عزم نمودن آنجناب بحرمین الشریفین

اس سال ہند میں بدعت کا بہت غلبہ ہُوا۔ اور دینِ اسلام کو بہت ضعف ہُوا۔ اس واسطے کہ دارا شکوہ ولیعہد اور بادشاہ

کا وصی عصر تھا۔ وہ بدعتیوں کی صحبت میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی
کہ بدعتیوں اور ملحدوں کا ملک ہند میں دور دورہ تھا۔ لیکن اس
بات کے سبب دارا شکوہ اورنگ زیب سے ڈرتا تھا۔ کہ کہیں
شورش نہ کرے۔ کیونکہ ایک تو اس کی بہادری اور دلیری کی
دھاک سارے ہند میں تھی۔ دارا شکوہ کیا سارے بھائی اس
سے کانپتے تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ دارا شکوہ اہل بدعت کا ہم صحبت تھا
جو آنحضرت کے طریقہ کے سراسر برخلاف ہے۔ اس لئے بھی ڈرتا
تھا۔ کہ چونکہ اورنگ زیب آنحضرت کا مرید ہے کہیں طیش میں
آکر فساد برپا نہ کرے۔ اس لئے ایک روز باپ کو کہا کہ میرے
کام کو راجگانِ ہند کی مدد سے مضبوط بنا۔ بادشاہ نے ہند کے
راجاؤں کے سردار کو بلا کر داراشکوہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔ کہ
اس کی ہر طرح سے مدد کرنا۔ اس نے بڑی خوشی سے قبول کیا
دارا شکوہ نے اس کے راضی کرنے کے لئے کافروں سے جزیہ
لینا بند کر دیا۔ پھر دارا شکوہ کے پاس برہمنوں اور جوگیوں کا
جمگھٹا رہنے لگا۔ اور وہ اُن سے ہندی کی تعلیم حاصل
کر کے ہندی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے لگا۔ اور کہنے لگا۔
کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے
جیساکہ دین اسلام میں اولیاء اور اصفیاء ہیں۔ ان میں بھی ہیں
اور یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس واسطے ہندوستان میں کافروں
کا غلبہ ہوگیا۔ جو ہر طرح سے مسلمانوں کو دُکھ دینے لگے۔ اہل اسلام کی
جرأت نہ تھی۔ کہ کافروں کے آگے دم ماریں۔ مسلمانوں کی حالت
اس وقت سخت نازک تھی۔ کوئی اُن کی فریاد نہیں سُنتا تھا۔ دارا شکوہ
نے بادشاہ کو نظر بند کر رکھا تھا۔ اور اپنے آدمی بطور پہرہ بٹھا دئے تھے
کہ کسی کو بادشاہ سے ملاقات کرنے نہ دی جائے۔ اور کوئی بات خلاف
مرضی دارا شکوہ بادشاہ تک نہ پہنچائی جائے۔ ہر ایک حکم اپنی مرضی کے موافق

لکھتا۔ اور بادشاہ کی طرف سے لوگوں میں نافذ کرتا۔ حالانکہ بادشاہ کو ان حکموں کی بالکل خبر بھی نہ ہوتی۔ ہر روز ان ملحدوں اور بدعتیوں اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں جنگ ہوتی۔ کیونکہ اُن کے طریق عمل سے سخت ناراض ہوتے تھے۔ اور انہیں منع کرتے تھے۔ اور جب وہ باز نہ آتے۔ تو اُن سے جنگ کرتے۔ اور بفضلِ خدا کامیاب ہوتے۔ داراشکوہ انہیں خون آلودہ حالت میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا کہ دیکھو حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہم کے مرید احکامِ سلطنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اس لئے بادشاہی آدمیوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ بادشاہ داراشکوہ کی اِن باتوں کی ذرہ پرواہ نہ کرتا۔ ایک روز موقعہ پاکر پھر بادشاہ سے کہا کہ جہان بھر کے بادشاہ اپنی اپنی فوجیں لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اور لشکر شاہی سے سارے افسر بھی اُنکے مرید ہیں جس شخص کے پاس اس قدر جمعیت ہو اس سے فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں میں نے معتبر آدمیوں سے سُنا ہے کہ آنحضرت کا دلی ارادہ ہے کہ کسی طرح سلطنت ہند ہاتھ آئے۔ چنانچہ اس کے آثار بھی ظاہر ہیں۔ کہ آپ کے مُرید ہر روز شاہی آدمیوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بادشاہی احکام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا نہ ہو کہ فسادِ عظیم برپا ہو۔ جس کا علاج بعد از وقت محال ہو۔ اس کا بندوبست ابھی سے کرنا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ شیخ صاحب کو بیچ سے اُٹھا ہی دیا جائے۔ تاکہ یہ آئے دن کا فساد مِٹ جائے۔ نہیں تو سلطنت ضرور اس خاندان کے ہاتھ سے نکل جائیگی۔ بادشاہ نے سخت جھنجلا کر داراشکوہ کو کہا۔ ارے بدبخت! تو قیوم زمان اور قطب جہان کے بارے میں ایسی نیت کرتا ہے۔ تجھ پر خدا کی پھٹکار۔ بس معلوم ہو گیا کہ تو سلطنت کے لائق نہیں۔ اور بادشاہی تیرے نصیب میں نہیں۔ کیونکہ تمام جہان کے بادشاہ قطبِ وقت کے حکم سے سلطنت کرتے ہیں۔ تیرے اس خیال کی شامت مجھ پر بھی عائد ہوگی۔ اور جو خناس تیرے دل میں سمایا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت کو اُٹھا دیا جائے یہ ناممکن ہے کیونکہ تو خود قائل ہے کہ شاہی لشکر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنجناب کے مُرید ہیں۔ جب اُن کا پیشوا مارا جائیگا۔ تو کیا وہ انتقام کے لئے کمربستہ نہ ہونگے۔ اور

ہم سے ناراض نہ ہونگے۔ بلکہ جس طرح ہو سکا۔ ہمیں ضرور قتل کرینگے۔ سلطنت و جہان کو کھو کر ہم عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہونگے۔ اس سے بچو۔ ڈرو۔ اگر تم اپنی جان ایمان کی خیریت چاہتے ہو۔ تو اس خیال بیہودہ سے توبہ کرو۔ پھر داراشکوہ نے بادشاہ سے اس قسم کے خیال کا اظہار نہ کیا۔ ضعف اسلام کو دیکھ کر آنحضرت کا دل بہت کڑھتا تھا۔ چنانچہ آپ کا ارادہ تھا کہ ہندوستان چھوڑ کر کسی ملک میں تشریف لیجائیں ۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوت احمر میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے میں مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ تمام جہان اہل جہان جن آدم وغیرہ ساری مخلوقات مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا جس نے مجھے گھیر لیا۔ اس واسطے جو شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا۔ مجھے ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے سجدہ کر رہا ہے ۔

یہ دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہ غایت ہوا۔ حتےٰ کہ بے قرار ہو گئے۔ اور حج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اکثر مخلصوں اور دوستوں نے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا۔ لیکن بے سُود۔ آپ نے ذرا پرواہ نہ کی۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ تو آنحضرت کو بہت خوشی کی حالت میں پایا۔ آنحضرت رضی نے فرمایا کہ آج میں اس سفر کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے اپنے آپ کو تمہیں اور تمام بھائیوں کو عین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگ جو رکاوٹیں اور دقتیں اس سفر کی بیان کرتے ہیں۔ میں نے کوئی بھی نہیں دیکھی ۔

اسی اثناء میں آنحضرت پر ظاہر ہوا۔ کہ آنجناب کے چلے جانے کے بعد سلطنت ہند میں فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ جب آنحضرت ہندوستان سے باہر سرہند سے کوچ کر چکے۔ تو ہندوستان میں جا بجا فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہو گئی۔ وبا بھی ایسی بے ڈھب پھوٹ پڑی۔ کہ ہزار ہا آدمی روزمرہ مرنے شروع ہو گئے۔ صرف شہر سرہند سے ایک ہزار آدمی ہر روز وبا سے ہلاک ہوتے۔ آپ کی غیر حاضری میں اہل سرہند نے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔ ملک ہند میں قتل عام مچ گیا۔ سلطنت میں پوری پوری کھلبلی مچ گئی۔

سخت قحط پڑا۔ اِس واسطے بے شمار لوگ بے خانماں ہو گئے۔ اور رہے سہے ہلاک ہوئے
اور اُن کا نام و نشان تک مٹ گیا۔
مختصر یہ کہ جب آنحضرت نے حج کا عزم بالجزم کر لیا۔ تو رخصت ہونے کے
لئے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گئے۔ حضرت قیوم اولؓ
نے کمال بشاشت سے رخصت کر کے فرمایا کہ دارا شکوہ دنیا سے عنقریب رخصت ہو گا۔
اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کے ہاتھ آئے گی۔ تم اب آو گے تو اُس کی سلطنت
میں ہو گے۔ آنحضرت نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو سب کے سب پھولے نہ سماتے۔
حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ معہ اپنے دونو بھائیوں حضرت
خازن الرحمتؓ اور حضرت شیخ محمد یحییٰؓ اور سات ہزار خاص مریدوں کے جن میں سے دو
ہزار آنجناب کے خلفا۔ اور سات سو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے جن میں سو بڑے
خلیفے تھے۔ حرمین الشریفین اور ہم اللہ شرفاً کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب
اکبر آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے استقبال کیا۔ لیکن آنحضرت نے توجہ نہ فرمائی۔ بادشاہ
تاڑ گیا۔ کہ آنحضرت ناراض جاتے ہیں۔ اس لئے بہت منت و سماجت کی۔ کہ جانا ملتوی
کر دیں۔ لیکن آنحضرت نے اس کی التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا۔ جب بادشاہ
مایوس ہو کر پھرا۔ تو سخت ناراض ہو کر دارا شکوہ کو کہا۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ آنحضرت
کی مرضی کے خلاف نہ کرنا ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گا جو ہر طرح سے لاعلاج ہو گی۔
اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ نہ تو رہیگا نہ تیری سلطنت جہاں تک ہو سکے یہ کوشش
کرنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ملک سے باہر نہ جائیں۔ ورنہ بلا کا منتظر رہو۔ دارا شکوہ
نے باپ کے کہنے کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بہتیری منت و سماجت
بلکہ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں رہ کر غایت درجہ کی کوشش کی کہ کسی طرح آنحضرت
اس سے راضی ہو جائیں۔ اور اپنا جانا موقوف کر دیں۔ لیکن اس کی عاجزی اور حاضری
مفید نہ پڑی۔ اس لئے جو قدرے قلیل اخلاص تھا بھی وہ بھی نفاق سے بدل گیا۔ نہایت
کمینہ پن سے گھر میں بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شیخ کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ کیوں فریب جاتا ہے۔
ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی۔ آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا دیکھا جائیگا
چند روز میں کون غرق ہوتا ہے آیا میں۔ یا وہ۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

کہ تیرے غرق کرنے کو جاتا ہوں +

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور داراشکوہ دونو آنجناب کو رخصت کرنے آئے۔ اور بہت سا روپیہ بطور زادراہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ آخر جب بہت منت وسماجت کی تو بادشاہ کے پیش کردہ روپے میں سے تھوڑا سا لیا۔ لیکن داراشکوہ کے روپے میں سے پھوٹی کوڑی بھی منظور نہ فرمائی۔ اس سے تمام آدمیوں کو یقین ہو گیا۔ کہ اب داراشکوہ کے ہاتھ سے سلطنت ضرور نکل جائے گی۔ اور مصیبت میں گرفتار ہوگا +

## ذکر در بیان

سال سی و چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان فتحات کہ در اثنائے راہ حرمین الشریفین آنحضرت را روے داده اند و عنایت کردن آنجناب تاج سلطنت با ورنگ زیب :-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اکبر آباد سے دکن کا رخ کیا۔ تو جس گاؤں یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے اور حاکم آنجناب کے استقبال کے لئے آتے اور بڑی تعظیم وتکریم اور خاطر و مدارات سے اپنی دوسری سرحد تک وداع کر آتے۔ اور بہت سے گھر بار چھوڑ کر آنجناب کے ہمراہ ہو لیتے۔ پھر دوسری حدود کے لوگ حاضر خدمت ہو کر آگے پہنچا آتے۔ سمندر کے کنارے تک یہی کیفیت رہی۔ سرہند سے لیکر ساحل سمندر تک چالیس ہزار آدمی حج کے ارادے سے آنجناب کی خدمت میں جمع ہو گیا۔ چونکہ اورنگ زیب سننے میں تھا۔ اور داراشکوہ ڈرتا تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو آنحضرت اورنگ زیب کو مجھ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیں۔ اس واسطے بادشاہ کی طرف سے اُسے لکھوا دیا کہ فلاں مقام پہ شورش ہے اُسے جاکر فرو کرو۔ اور وہ مقام آنحضرت کی راہ سے بہت دور تھا۔ جب اورنگ زیب نے آنحضرت کی تشریف آوری کی بابت سنا کہ دکن تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سر کے بل دریائے نربدہ سے عبور کر کے شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنحضرت نے از راہ لطف و کرم تاج سلطنت اُس کے سر پر رکھا۔ اور اپنی خاص ٹوپی اُسے عنایت کرکے

فرمایا۔ کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے عہد لیا ہے کہ اب ہم اس وقت ہند میں داخل ہونگے۔ جب سارے ہند کی سلطنت تمہارے ہاتھ میں آجائے گی۔ جاؤ جاکر ہند سے تاریکی اور گمراہی دور کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں گمراہوں اور بدعتیوں پر فتح دیگا۔ اور تم شاہجہان آباد وغیرہ تمام ہندوستان کی بادشاہی حاصل کرو گے۔ جب ہم واپس آئینگے۔ اس وقت تمام ہندوستان میں تمہارا راج ہوگا۔ اورنگ زیب اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور اداب قیومیت بجالا کر عرض کیا۔ کہ اگر اپنے ایک فرزند کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت عنایت فرمادیں تو میری تقویت کا باعث ہوگا۔ آنحضرتؓ نے اُس کی التماس کے مطابق حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدینؒ کو جو حضرت قیوم رابعؒ کے نانا ہوئے ہیں۔ اُس کے پاس چھوڑا۔ اُس نے دوبارہ عرض کیا کہ آنجناب کے اپنے صلبی فرزندوں میں سے بھی ایک میرے ساتھ ہونا چاہئے۔ آنحضرت نے ازراہ لطف و کرم اپنے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف کو اس کا رفیق بنایا۔ داراشکوہ پر غالب آجانے کے بعد حضرت محمد اشرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بعد ازاں آنحضرت اورنگ زیب کو ہندوستان کی طرف رخصت کرکے خود جہاز پر سوار ہوئے دس جہاز اورنگ زیب نے آنحضرت کے مریدوں کے لئے دئیے۔ اور پانچ خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے۔ جو غربا اور فقرا کو مفت تقسیم کئے۔ اور جو صاحب مال و دولت آنحضرت کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے واسطے خود بندوبست کیا۔ کہتے ہیں ہندوستان کے امرا اور رؤسا سوداگر اور مشہور آدمی مل ملا کر تین ہزار آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ اُن میں سے سو ایسے تھے۔ جنہوں نے سینکڑوں آدمی اپنے ساتھ لئے تھے۔ تین ہزار علما اور مشائخ آپکے ساتھ تھے۔ اُن سب میں سے پانسو آدمی ایسے تھے جن کے ہزار ہا مرید اور شاگرد تھے۔ روایت ہے کہ جتنے جہاز بندر سورت میں تھے۔ سب آنحضرت کے ساتھ گئے۔ جب آنحضرت جہاز پر سوار ہوئے۔ تو فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے انوار معلوم ہو رہے ہیں۔ آنحضرت کو جہاز میں درد مفاصل ہوا۔ اور یہ مرض پہلے بھی کبھی کبھی غلبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن جب بیماری سے آفاقہ ہوا۔ تو دیر تک مراقبہ کیا۔ اور آنجناب کے چہرہ مبارک پر فرحت اور خوشی کے آثار نظر آئے۔ اور شوق کے مارے آنحضرت رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت وغیرہ بڑے فرزندوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرتؓ نے تھوڑی سی خاموشی کے بعد فرمایا کہ اس مراقبہ میں وہ عنایت الٰہی معلوم ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے

وہ یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے خیال آیا۔ یہ خوشخبری ذات بحت کے وصول کے متعلق ہے۔ جو نسبت اور اعتبارات سے بالکل معرا ہے۔ اور اس مقام پر سوائے صحابہ کرام کے کوئی نہیں پہنچا۔ اب مجھے الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت تمہیں ہماری درگاہ میں حاصل ہے اس سے پہلے سوائے تمہارے والد بزرگوار کے اور کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ نیز جن دنوں حضرت قیوم ثانی رض جہاز میں سوار تھے تو آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج مراقبہ میں مشہود ہوا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور میرے بڑے بھائی عارف ربانی خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ ہمراہ ہیں۔ میں اور زبدۃ العارفین خواجہ محمد سعید خازن الرحمت بھی موجود ہیں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے پہلے ہم تینوں بھائیوں کو پشمینے کی تین چادریں عنایت فرمائی تھیں۔ خواجہ محمد صادق رض نے اپنی چادر لپیٹ کر رکھ دی۔ خواجہ خازن الرحمت رض نے تھوڑی سی اوڑھی اور باقی لپیٹ کر رکھ دی۔ میں نے اپنی چادر خوب کھولکر اوڑھی +

مؤلف کتاب عرض پرداز ہے کہ چادر سے مراد ارشاد ہے۔ چنانچہ جیسا ارشاد کو آنحضرت رض سے رواج ہوا کسی سے نہ ہوا۔ بلکہ اس کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ ولی سے ہوا +

اور جب جہاز یمن کی بندرگاہ مخا پر پہنچا۔ تو والئے یمن نے ارکان سلطنت کو آنجناب کے استقبال کے لئے بھیجا۔ آنجناب مخا سے حرم محترم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ تمام جنگل بیابان اور نشیب و فراز انوار میں مستغرق ہیں۔ اور میں بھی اس بحر پر نور میں غرق ہوں۔ آنحضرت ۲۳ شعبان جمعہ کی رات کو اونٹ پر سوار ہوئے کجاوے کی ایک طرف آنحضرت تھے اور دوسری طرف حضرت "مروج الشریعت" فرماتے تھے کہ آج کل کعبہ کے انوار بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں۔ اب تک یہی کیفیت ہے۔ اور آج تو پہلے دنوں کی نسبت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے حرکت میں ہے۔ ایک ساعت بعد معلوم ہوا۔ کہ کعبہ میری طرف آرہا ہے اس وقت کعبہ کی ہیئت یہ تھی کہ بڑی بشاشت سے مسکراتا ہوا سفید رنگ دراز قد شخص کی صورت میں سرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ نماز مغرب کے وقت نور اسم ظاہر ہوا بلکہ بات کرتے وقت تک اسی شکل و ہیئت میں نظر آتا رہا +

یہ کاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کاشفہ سے ملتا جلتا ہے۔ جو اِس رسالے میں درج فرمایا ہے۔ جس میں اس گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ جو کعبہ اور آپ کے درمیان ہوئی آپ لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں کعبہ میں رہتا تھا۔ ایک رات چاند کی چاندنی تھی اور کچھ کچھ کہیں بادل کے ٹکڑے بھی نظر آتے تھے۔ میں طواف کے لئے نکلا جب حجر اسود کے پاس پہنچا۔ (اس سے پہلے میں اپنے آپ کو کعبہ سے اچھا سمجھا کرتا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقت انسانی حقیقت حجری (پتھر) سے افضل ہے) تو اس رات میں نے کعبہ کو ایک نہایت خوبصورت لونڈی کی صورت میں کہ اس سے پہلے کبھی ایسی شکل میں نے نہ دیکھی تھی دیکھا۔ کہ دامن چنے ہوئے ہاتھ میں آلہ حرب لیکر مجھ پر حملہ آور ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ کب تک تم میری قدر کو کم خیال کرتے ہوگے۔ بخدا میں تمہیں اپنا طواف نہیں کرنے دونگی۔ اگر میں حلم میں پناہ گزین نہ ہوتا تو وہ ضرور مجھ پر وار کرتی۔ اس حکایت کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ مجھے ہوش آگیا +

## ذکر در بیان

(واقعاتے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ را در مکہ رُوئے داوہ اند)

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ جہاز پر سے اُترے تو عرب یمن کے لوگ خصوصاً کعبہ کے رہنے والے۔ شریف مکہ اور بادشاہ یمن آنجناب کے استقبال کے لئے آئے اور آنجناب کے خلفا جو گردو نواح میں رہتے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ اور شیخ مراد جس کو آنجناب نے اپنا خلیفہ بنا کر ملک شام میں بھیجا تھا۔ کئی ہزار شامیوں کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا خنکار روم جو مدت سے آنجناب کا فدوی تھا معہ ارکانِ سلطنت اور تحفہ ہدایا قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ صبح شام شریف مکہ۔ روم۔ شام اور عرب کے امرا و بادشاہ یمن اور عرب یمن۔ روم۔ اور شام کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب عرفات میں پہنچے۔ تو تمام حاجی کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب آپ کے ہمراہ تھے۔ اور آپ اس قافلہ کے سردار تھے۔ عرب کے لوگ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کے زمانے کے بعد کوئی ایسا بزرگ حج کو نہیں آیا۔ جو بھیڑ بھاڑ حاجیوں کی اس سال ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی +

**یاقوت احمر** میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب ہم نے مکہ میں آکر طواف کیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف میں ہماری شریک ہے۔ لیکن وہ طواف بڑے اشتیاق سے کر رہے ہیں۔ اُن کا طواف ہم لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہر وقت شوق میں کعبے سے بغلگیر ہوتے ہیں۔ اور چومتے ہیں اور اُن کے قدم بھی زمین سے اوپر ہیں۔ اور سر آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ بھی اُن کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد ازاں ظاہر ہوا کہ مذکورہ بالا آدمی فرشتے ہیں۔ اور عورتیں حوریں ہیں۔

آنحضرت فرماتے تھے کہ جب عرفات کے ارادے سے نکلے تو نماز کیلئے مسجد خیف میں گئے۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کے نزدیک کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمہ نصب کر کے اُسے منزل قرار دیا تھا۔ نیز یہ پیغمبروں کا مقام ہے۔ انہیں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی ہارون ہیں۔ اسی مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے تلے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ مسجد مذکور میں ہم بیٹھے تھے کہ الوہیت اور بہت جلالی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں مستغرق ہوگئیں۔

روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تشریف آوری لشکر خدا کے مشاہدہ کے لئے تھی۔ اور نیز اس واسطے کہ آنحضرت کا مکان و مرتبہ معلوم ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں منزل منےٰ میں گئے۔ جب زیارت کے لئے شہر میں آئے۔ تو فرمایا کہ جب ہم طواف سے فارغ ہوئے۔ تو ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ اگرچہ کچھ کچھ رسومات باقی تھیں۔ لیکن ارکان کے ادا کرنے کی وجہ سے دراصل حج ختم ہو چکا تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جن دنوں مکہ میں تھے اکثر طواف کعبہ میں مشغول رہتے۔ اور ان دنوں اسی طواف کو ہی بہترین عبادات خیال کرتے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔ انہیں دنوں ایک دن ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں۔ کہ انہوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے۔ اور جنگل و بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گیا ہے۔ اور اُن کے مقابلے میں باقی انوار چھپ گئے ہیں۔ جب اُس کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ سے یہ انوار

ظاہر ہوتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے فرشتے کعبہ کا طواف اس طرح کر رہے ہیں۔ جیسے کوئی بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محرم کی تیسری تاریخ کو اہل معلےٰ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ آنجناب فرماتے تھے کہ یہ مقبرہ بہ سبب بلندی درجہ اور کثرت انوار تمام مقبروں سے افضل ہے۔ جب عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جو کہ وہیں واقع ہے پہنچے تو توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس ہونے کی وجہ سے اس قبر کے انوار موجزن ہیں۔ بعد ازاں جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر پہنچکر معہ تمام اصحاب مراقبہ طویل کرکے فرمایا کہ مادرم خدیجہؓ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے۔ جس کا میں بیان نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا کہ جنابہ ازروئے کمال اہتمام اور کثرت اعتنا جو مجھ غریب کی حالت پر آپ کو ہے۔ سراوقاتِ حجاب سے نکل کر باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور انعام واکرام کے لئے فرماتی ہیں۔ کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دو۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہوئے۔ تو ام المومنینؓ سراوقات میں تشریف لے گئیں۔

بعد ازاں فضیلؒ بن عیاضؒ، اور سفیانؒ، عتبہؒ وغیرہ وغیرہ مشائخ کے مرقدوں پر جو وہاں پر واقع ہیں فاتحہ پڑہا۔ اور ان کے حق میں تعریفی کلمات فرمائے بعد ازاں اُس شخص کی قبر پر گئے۔ جو ہند میں آنجناب کا مرید ہوا تھا۔ لیکن بعد میں شیطان نے اُسے ورغلا کر آنجناب سے مردود کر دیا تھا۔ اور وہ دوسرے لوگوں سے مل گیا تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اس پر بہتیری توجہ کی گئی ہے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ بعد ازاں آنحضرت ایک شیخ کی قبر پر گئے۔ جو ہندوستان سے آکر یہاں آباد ہوا تھا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص یار تھا۔ لیکن حضرت قیوم اولؓ نے اُسے خلاف شرع امور کے ظہور کے باعث ہندوستان سے نکال دیا تھا۔ اور اپنے یاروں سمیت فاتحہ پڑھکر فرمایا۔ کہ فلاں شخص عجب حالت میں ظاہر ہوا ہے۔ شرمندگی کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ میری طرف دیکھ سکتا ہے۔ اس سے میں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میری یہ حالت حضرت مجدد الف ثانیؓ کی عدم توجہ سے ہوئی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام میں حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فضیلت دی ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اس بارے میں غور فرماتے تھے۔ کہ ایک روز اثنائے اقامت مکہ میں فرمایا کہ جب ہم نے اس بارے

میں خوب غور فکر کیا۔ تو کعبہ کی حقیقت کو تمام حقائق سے فائق پایا۔ اور محسوس ہُوا۔ کہ تمام چیزیں اسے سجدہ کر رہی ہیں۔ عبودیت کے تمام مراتب حتیٰ کہ نبوت اور رسالت بھی اس سے نیچے ہیں۔ اس سے پرے معبودیت صرف ہے۔ کیونکہ حقیقت کعبہ سے مراد آٹھوں طرف کی صفات کا مقام ہے اور پہلا نور جو ان صفات سے ذات بحت پر قرار پکڑے ہوئے ہے۔ اور جس میں حدوث و امکان کی ملاوٹ نہیں اُسے حقیقت کعبہ کہتے ہیں۔ سو اس لحاظ سے ضروری ہے کہ یہ حقیقت حقیقت مکان سے اوپر ہو۔ اگرچہ حقیقت کعبہ حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل ہے۔ لیکن حقیقت کعبہ کو اپنے مقام سے اوپر عروج حاصل نہیں۔ مگر حقیقت محمدیؐ کو وہ عروج ہو سکتا ہے۔ کہ حقیقت کعبہ اس سے کئی درجے نیچے رہ جاتی ہے +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پہلے پہل عاشورہ کے روز بیت عتیق میں داخل ہوئے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر وہ عجیب و غریب اسرار ظاہر ہوئے جن کا اس کے باہر نام و نشان تک نہ تھا۔ حضرت قیوم رابعؒ اپنے جد امجد حضرت حجت اللہ قیوم ثالث کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت خازن الرحمۃ رہ مکہ میں تھے۔ تو ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں جا کر دفع مرض کے لئے توجہ کی اور نہایت عاجزی سے دست بدعا ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ ممکنات کی ہر ایک چیز خشوع و خضوع سے میرے ساتھ دست بدعا ہے۔ مختلف قسم کی اَن گنت مخلوق فرشتے جن انسان آسمان زمین عرش کرسی سبھی عاجزی کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام چیزوں کی حقائق اسما۔ صفات۔ اصول۔ ظلال۔ شیونات اور اعتبارات تک میرے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ حتیٰ کہ قبولیت کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں شفا ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ دعا سے فارغ ہو کر مَیں نے طواف کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کعبہ میرے گلے ملتا ہے اور شوق سے مجھے بغل میں لیکر دباتا ہے +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ طواف کے بعد رکن یمانی کے مقابل اس مقام پر جہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ وتر کی نماز

پڑھ رہے تھے۔ کہ فرمایا کہ رکن یمانی کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں۔ چنانچہ حدیث بھی وارد ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی میں رہتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا کہ وہ فرشتے اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے میری حقیقت لکھ کر چلے گئے۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ سحر کے وقت میں نے بعض کمالات کے واسطے التجا کی۔ تو ایک گھڑی بعد آواز آئی۔ کہ تمہارا قرب تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا سے زیادہ ہے۔ پھر مجھے ایک نہایت عالیشان خلعت عطا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ حضرت عروۃ الوثقےؒ ایک روز حلقہ ذکر میں بیٹھے تھے۔ کہ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی نہایت عالیشان خلعت عنایت ہوئی ہے۔ اور اپنے آپ کو ارشاد کے اس قدر مناسب پایا ہے۔ کہ اس سے زیادہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن مقتضائے وقت اور قرب قیامت کی وجہ سے میں اسے بیان نہیں کر سکتا نیز اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم و دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے منصب وزارت عطا ہوتا ہے۔ اور مجھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم بنایا۔ آنجناب دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالٰے کی لا انتہا عنایت میرے حق میں ہوئی۔ اور سبز رنگ کی خاص خلعت عطا ہوئی۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں اس گھر کے اردگرد فرشتوں کا مجمع دیکھتا ہوں اور طواف میں عمو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور بھائی خواجہ محمد صادق رح اور بعض انبیائے کرام کو دیکھتا ہوں۔ ساتویں صفر کو آنجناب باب ابراہیم علیہ السلام کے قریب بیٹھے تھے۔ اور اپنے فرزندوں کو شرک خفی سے بچنے اور فنا اتم کی تحقیق کے بارے میں چند کلمات فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی۔ کہ کسی شخص کی تسبیح اللہ تعالٰے تک نہیں پہنچتی واپس اسی پر پھینکی جاتی ہے۔ گویا وہ اپنی تسبیح کرتا ہے۔ کیونکہ گو وہ شرک کے دقائق سے تو نکلا ہے لیکن ابھی اس کا نفس درمیان میں ہے۔ اس لئے اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق نہیں ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب میں نے کشفی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کے اور کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ کہ اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق ہو۔ میری تسبیح بھی ذات بحت تک پہنچتی تھی۔ بعد ازاں از روئے لطف و کرم مجھے یہ درجہ

عطا ہوا۔ اب جو تسبیح میں پڑھتا ہوں ذات باری تک پہنچتی ہے۔ اس وقت میں کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی صورت اور حقیقت سے میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس مقام میں اس کا نشان تک نہیں۔ چھت دیوار وغیرہ اگر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور مجھے بوسے دئیے اور جب میں فکر کرتا مجھی بوسہ دیتا چونکہ کعبہ پروردگار کے مقام اجب سے ناخوشی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ میری تسبیح ضرور جناب باری تک پہنچتی ہے گیارھویں ربیع الاول کو آنجناب فرماتے تھے۔ کہ آج چاہ زمزم کے قریب ارشاد کے بارے میں بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوا۔ کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے۔ الہام ہوا۔ کہ تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے ✦

## ذکر دربیان

سال سی و پنجم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت از مکہ معظمہ بہ مدینہ منورہ و واقعاتے کہ آنجناب را در آنجا رو دادہ :-

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ماہ ربیع الاول میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے آنحضرت مدینہ کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات۔ اور مساجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سن پاتے زیارت کے لئے جاتے جب وادئے انوار میں پہنچے۔ تو راستے سے منحرف ہو کر جنگ بدر کے شہید عبیدہ ابن حارث کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اس کی قبر کے پاس بیٹھا۔ تو اس نے قبر سے نکلکر نہایت بشاشت سے ملاقات کی۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے۔ تو اس رات کثرت شوق اور ظہور انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ میں آ کر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے آداب بجا لائے۔ فرمایا۔ کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے آنحضرت کا مرید بننا چاہا۔ لیکن آنحضرت کو بپاس ادب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام میں تامل تھا۔ اسی اثنا میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ میری خاص

امت تو وہی ہے جو تمہاری مرید ہے۔ پھر خلعت ارشاد پہنائی۔ بعد ازاں حضرت شیخین رضؓ نے
بھی بہت سی مہربانی کی۔ چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ تو فرمایا کہ حضرت عثمان رضؓ
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے بہت بہت مہربانی فرمائی۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت
عائشہ صدیقہؓ کا مدفون بقیعہ میں ہے لیکن جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجرہ مبارک
آپ کا گھر ہے۔ اکثر اوقات میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ
کے ساتھ حجرہ میں دیکھا ہے۔ آنجناب نے ایک کام میں شیخین کی سفارش کرائی۔ تو اس کی
قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جب اس معاملہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مدد کی درخواست
کی۔ تو جنابہ سنتے ہی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بلکہ اپنے
آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر وہ کام منوا ہی لیا۔ حضرت قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا نے
معہ تمام اہلبیت ظاہر ہو کر مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو
معہ اصحاب کثیر روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضہ منورہ کے اندر جا کر بیخودی
طاری ہوئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ بعد ازاں کمال انکسار سے سر اور چہرہ پردہ خاص کے
اندر ملکر اپنا معراج سمجھکر باہر آئے۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر جو
جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے قریب ہے بیٹھے۔ آپ فرماتے
تھے۔ کہ جب ہم اس مقام عالی سے نکلے۔ تو جناب سرور کائنات حبیب خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے ایک خلعت عطا فرمائی۔ جس میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ جوں جوں روضہ منورہ
سے میں دور جاتا تھا۔ اس خلعت کا نور زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ ایک روز مدینہ میں کسی شخص نے
آنجناب کے سامنے بعض مشائخ کا ذکر کیا تو مجھے ان سے معزز ہونے کا خیال آیا۔ اسی وقت
الہام ہوا۔ کہ اس نسبت والے کو شایاں ہے۔ کہ وہ کسی سے اپنے آپ کو معزز خیال
کرے۔ ایک روز آنجناب رضؓ نے شافعیؒ جماعت سے عشا کی نماز ادا کی۔ اسی وقت
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر خوشی و سرور کا اظہار کیا۔ اس موافقت سے آنجناب رضؓ نے
تین دن رات روضہ منورہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشا کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو تمام وضیع
و شریف کو وہاں سے باہر کر دیا۔ جیسا کہ دستور ہے۔ پھر آنحضرت رضؓ نے تن تنہا جا کر
بالموجہ بیٹھکر مراقبہ کیا۔ آنجناب رضؓ فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ازراہ لطف و کرم حجرہ سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے خاص طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنا میسر ہوا جمادی الاول کے شروع میں بقیعہ کی زیارت کو گئے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت کمال الہت میں ظاہر ہوئی۔ ہر ایک نے مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ جب بقیعہ سے واپس آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت نے ظہور کیا اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ بعد ازاں حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا کی نسبت ظاہر ہوئی اور مجھے اپنی طرف کھینچا بعد ازاں ہر دو نے ظاہر ہو کر مجھے اپنی اپنی طرف کھینچا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ دائیں طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سفیدی مائل تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ بائیںؓ طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سرخی مائل تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اب تک تو اسی قسم کا معاملہ ہے کہ میں ان دونوں کی کثرت عنایات سے فرح و سرور میں ہوں۔ جمعہ کے بعد آنجناب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلام کے واسطے گئے۔ وہاں سے آکر فرمایا کہ روضہ کے بالمقابل مجھے سُرخ رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ بعد ازاں اس خلعت پر ایک نے رنگ خلعت دکھائی دی۔ ظاہر ہوا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عنایت ہے واپس آتے وقت ایک نہایت گہرے سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مرحمت کردہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ باوجود استغنائے محبوبیت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے سبھی آنحضرت کے محتاج ہیں۔ اور ہر فرد بشر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ سے فیض پہنچتا ہے۔ منگل کی رات یکم جمادی الاول کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو فرمایا۔ کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوئے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ بھی بیان کیا جائے۔ تو گلا کٹ جانے کی نوبت آجائے۔ البتہ بعض میں تمہیں اشارتاً بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بعض مشائخ نے کمون و بروز مقرر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ چاہے کہ اپنے بعض کمالات مرید صادق میں القا کرے۔ تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور مرید کے نقل میں ظاہر ہوتا ہے

اس وقت مرید بالکل شیخ کا ہم رنگ اور اس کے دقائق وحقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جاتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہی معاملہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے میں منسوب فرمایا ہے اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو نعتیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں یا درود بھیجے جاتے ہیں۔ ان میں سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ کیا کمون وبروز یہی فنا اور بقا ہے یا کچھ اور؟ فرمایا یہ معاملہ فنا وبقا کے علاوہ ہے۔ یہ ان خصائص سے ممتاز ہے جو فنا وبقا میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بات سوائے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آنجناب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر روحانی اہل سموات وغیرہ الٰہی لشکر دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خفیہ اسرار کی سیر کرائی۔ اور اسرار اپنے آپ میں مجھے معلوم بھی ہوتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ان کے بارے میں طبیعت کو تردد ضرور ہوتا تھا۔ سو وہ تردد بھی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے حضور میں دور ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مطلوب تک پہنچنے کے دو رستے ہیں۔ ایک اصالت جو خاص نبیوں کا حصہ ہے۔ دوسرا ضمنیت۔ ان میں سے پہلا بہت قریب ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۶۔ جمادی الثانی کو اہل بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے واپس آکر فرمایا کہ اصحاب میں سے جس کی قبر پر میں بیٹھتا وہ سرے صاحب میرے آنے کے منتظر رہتے۔ بلکہ اپنی قبروں سے آکر میرے واسطے کھڑے رہتے۔ اور وہ میری ملاقات کو اس طرح اکٹھے ہوتے۔ جیسے کسی عزیز مہمان کے لئے۔ ایک غیر منتظرہ عنایت میں پاتا تھا۔ تمام صحابہ اہل قبور کہتے تھے۔ کہ جب سے ہمیں دفن کیا گیا ہے۔ اب تک کوئی ایسا عزیز بزرگ حق تعالےٰ کا مقرب ہمارے فاتحہ کے لئے نہیں آیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ تو آنجناب کو خلعت عنایت ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ بعد ازاں میں سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ دیکھا۔ کہ آنحضرت روضہ منورہ

سے تشریف لاکر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ آنجناب محض نور معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ آنجناب کے حق میں وارد ہے۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو ابراہیم ہوتا۔ بعدازاں میں دوسرے اصحاب کی قبروں کی زیارت گیا تمام نے آکر مجھ پر بہت مہربانی کی۔ جب میں امہات کی قبروں پر گیا۔ تو سب نے مجھ پر اس طرح شفقت کی جیسے مائیں بیٹوں پر کرتی ہیں۔ بعدازاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مرقدوں پر گیا۔ تو ان دونوں صاحبوں نے کمال مہربانی سے ملاقات کی۔ پھر میں نے امام مالک بن انس رح اور خواجہ پارسا کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھا۔ امام مالک کی شان نہایت اعلےٰ ہے اور خواجہ پارسا بھی ولایت قدیم میں راسخ ہیں۔ بعدازاں آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلیفہ شیخ آدم کی قبر پر گئے۔ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے برابر ہے۔ تو دیر تک کھڑے ہوکر مراقبہ کیا۔ پھر فاتحہ پڑھکر اس کے حق میں توجہ باطنی کی۔ اور جب کبھی آنجناب بقیع میں جاتے۔ تو شیخ آدم کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور فاتحہ پڑھکر فرماتے۔ کہ شیخ ہم سے بہت شرم کرتا ہے لیکن ہم نے شیخ کی لجھاوٹ کو توجہ باطنی سے رفع کردیا ہے۔ اب ہم اس کے باطن کے ممد و معاون ہیں۔ جب قلعہ میں گئے۔ تو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر پر فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں کلمات مدحیہ فرمائے۔ بعدازاں فرمایا کہ اصحاب کرام کے مزارات میں میری نسبت نے عجیب ظہور کیا۔ مجھے جو قرب منزلت بارگاہ الٰہی میں ہے۔ اس کا مشاہدہ کیا۔ معلوم ہوا کہ عرش سے فرش تک تمام جہان میرے نور سے پُر ہے اور تمام مخلوقات صفیں باندھ کر میرے پیچھے کھڑی ہے۔ اور میں اُن کا امام ہوں اور اللہ سے جو برکات و فیوض مخلوقات کو پہنچتے ہیں۔ وہ میرے وسیلے سے پہنچتے ہیں اور تمام گذشتہ موجودہ و آئندہ اولیا مجھ سے ترقیات و برکات کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس موجود پاتا ہوں۔ تاکہ اس سے فرمان ٹھیک کروں جیسا کہ بارگاہ سلطانی کے وزیر اعظم کیا کرتے ہیں۔ گویا میں بارگاہ الٰہی کا وزیر اعظم ہوں۔ اس خدمت کے علاوہ اصالت و محبوبیت وغیرہ مراتب جو مجھے مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کا کیا بیان کروں۔ بعدازاں الہام ہوا کہ جو قرب منزلت ہم نے تمہیں دی ہے وہ تمہارے باپ کے سوائے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

جوں جوں میری نسبت کا ظہور ہوتا میں مسیحی ہوتا جاتا۔ کیونکہ صحابہ کے حضور میں اور کی گنجائش نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ نسبت ان بزرگوں کی برکات و کمالات کا ایک شمہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جبل اُحد کے قریب مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر سیدان ہند حمزہ اور دوسرے شہدا کی زیارت کے لئے دو مرتبہ گئے۔ ان کی نسبت کا ظہور آنجناب پر ہوا۔ ہر ایک نے آپ پر مہربانی کی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم دونو کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ درجے کی خلعت جواہر اور یاقوتوں سے جڑی ہوئی عطا ہوئی ہے۔ آنجناب ہر روز فجر کی نماز کے بعد جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حلقہ مراقبہ کرتے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم معہ حشم و خدم روضہ منورہ سے نکل اس حلقہ میں تشریف لائے چند ایک خاص مقرب جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ اُن کے سردار میرے فرزند محمد عبد اللہ مروج الشریعت تھے اسی اثنا میں جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ محمد معصوم! فرزند محمد عبد اللہ ان خواص کا سردار ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا فرماتے تھے۔ کہ جب کبھی میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضرت مروج الشریعت کو پہلے ہی وہاں موجود پاتا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ وداع کے وقت غم و گریہ مجھ پر غالب آئے۔ اسی غم میں تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روضۂ مبارک سے نکلکر نہایت لطف و کرم سے ایک خلعت اور ایک شاہانہ تاج مجھے عنایت فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تاج پر ایک طرّہ ہے اور طرّہ پر ایک لعل ہے جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ خلعت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ یہ اور خلعتوں کی طرح نہیں بعد ازاں آنجناب کے دونو فرزندوں کو بھی اسی قسم کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت ایک بھائی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اُس کے لئے التجا کی تو قبول نہ ہوئی۔ دوبارہ جب التماس کی۔ تو ایک سرپیچ عنایت ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ خلعت جو مجھے عطا ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ

خواب کی تعبیر تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنے ہوئے ہیں۔ اور تمام خلقت آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہے۔ میں اور میرے دو بھائی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؓ عین نماز میں فرماتے ہیں۔ کہ محمد معصوم سے ہمیں یہ اور کچھ گن رہے ہیں۔ اور دونو بھائی بھی کہتے ہیں کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانیؓ کو یہ چیز ملی۔ اسی اثنا میں حق تعالےٰ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خطاب ہوا۔ کہ محمد معصوم کی آرائش کرو۔ آنحضرتؓ نے پوچھا کس قسم کی آرائش۔ حکم ہوا کہ اس کے سر پر تاج رکھو۔ اور اس تاج میں ایک لعل ٹانک دو۔ جس کی روشنی سر سے قدم تک پہنچے۔ اور جس سے یہ ہمہ تن نور ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خلعت جو عطا ہوئی ہے اس سے مراد یہ ہے جو مجھے نسبت خاص اور معاملہ مخصوص کا فیض عطا ہوا ہے۔ کشف میں وہ خلعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخصوص خلعتیں آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئیں۔ اور فیض و برکت دوسرے یاروں کو ۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بسبب غلبہ محبت مدینہ میں اقامت کا ارادہ کیا۔ تو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ کیونکہ وہ تمہارے گئے بغیر ظلماتی رہے گا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ دارا شکوہ نے اورنگزیب کو قتل کر دیا ہے اور خود سارے علاقوں کا بادشاہ ہو گیا ہے۔ یہ سنکر آنحضرت بہت حیران ہوئے۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک میں ننگی تلوار پکڑے ہوئے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ دارا شکوہ کو حاضر کرو۔ جب حاضر کیا گیا تو خود دست مبارک سے اس کا سر قلم کیا۔ اور فرمایا کہ محمد معصوم! میں نے تمہاری خاطر اُسے قتل کیا ہے اب بفراغ خاطر جاؤ کیونکہ تمہارا مرید بادشاہ ہے۔ بعد ازاں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سر منہ پر بوسہ دیا اور رخصت فرمایا۔

# ذکر در بیان

## مراجعت حضرت ایشان از مدینہ سکینہ بمکہ معظمہ و وقعاتے کہ آنجناب را روئے دادہ اند:-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آنجناب کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہوا۔ ایک روز شدت مرض میں فرمایا کہ مجھ پر حضرات عالیات۔ بتول۔ صدیقہ۔ حبیبہ وغیرہ نے بہت کچھ مہربانیاں کیں۔ جب وادی صفرا میں پہنچے تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر جاکر فاتحہ پڑھا۔ ابو ذر نے آپ کو خلعت دی جب تحجلیس میں پہنچے۔ تو فرمایا کہ یہ ساری جگہ کعبہ کے انوار سے پُر ہے۔ اور یہاں پر ملائک اور روحانیوں کا ہجوم معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ کعبہ ہمارے استقبال کیلئے آیا ہے۔ جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف فرما کر نہایت مہربانی فرمائی۔ اور مجھ سے بغلگیر ہو کر خاص خلعت عنایت فرمائی ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ میں آئے۔ تو آپ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ داخلہ وداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اپنے حق میں لاانتہا سمجھتا ہوں۔ اور مجھے ایک نہایت فاخرہ اور جواہرات سے جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعت الوداعی ہے۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کو بھی خلعت فاخرہ عنایت ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ مجھے ایک خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ جسے ہم کثرت نور و روشنی کے باعث کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ گویا وہ محض نور تھی۔ ساتھ ہی مجھے الہام ہوا۔ کہ حق تعالیٰ یہی لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے ۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ سے جدہ میں پہنچے۔ تو فرماتے تھے کہ جس قدر انوار و اسرار حرم کے اندر دکھائی دیتے تھے اس سے کہیں زیادہ باہر نظر آتے ہیں کیونکہ حضور میں غلبہ انوار کی وجہ سے آنکھ کام نہیں کرتی۔ اسی اثنا میں آنحضرت ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں سر پاؤں سے ننگا اور بکھرے بالوں والا ایک درویش آکر کھڑا ہوا ایک گھڑی بعد بیٹھکر مراقبہ کرنے لگا۔ آنجناب بھی اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور مراقبہ کیا

جب درویش بعد مراقبہ سے فارغ ہوا۔ تو آنحضرت سے رخصت ہوا۔ فرزندوں نے آنجناب سے اس درویش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ کہ یہ مرد بحرین کا ولی ہے۔ وہاں کا قطب فوت ہو گیا تھا۔ اس واسطے آیا تھا۔ کہ میں کس کو اس آسامی کے لئے تجویز کروں۔ سو میں نے کر دیا اور وہ مجھ سے رخصت ہوا۔ اتنے میں امام یمن یعنی بادشاہ یمن نے جو آنحضرت کا مرید تھا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ ملک یمن یہاں سے اب بہت قریب ہے۔ امید ہے کہ جناب چند روز اس ولایت میں اقامت فرما کر اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائینگے۔ آنجناب نے اس کی التماس کے مطابق چند روز زمین میں قیام کیا۔ بعد ازاں ہندوستان کا رخ کیا۔ اب اِن حادثات سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں آنحضرت کی کرامات کا اظہار رہا +

# ذکر در بیان

توجہ اورنگزیب از دکھن بہ ہند و جنگ کردن برادان داراشکوہ وشجاع و فتح برآں ہر دو :-

جب داراشکوہ ہند پر پورے طور پر غالب آگیا۔ تو شاہجہان کے پاس سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچنے کو بند کر دیا۔ اور نہ بادشاہ کی خبر رعایا کو دیتا۔ حتیٰ کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک نہ پہنچنے دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی حسب منشا احکام جاری کر دیتا۔ اُس کے غلبہ کے باعث جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اسلام میں سخت ضعف آگیا۔ اورنگزیب یہ حالت دیکھ کر سخت ناراض ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت قیوم ثانی رضنے اسے فتح ہند کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ اِس واسطے مراد بخش کو اپنے ساتھ ملا۔ چالیس ہزار سوار لے کر ہند کا رخ کیا۔ مراد بخش بھی گجرات سے آکر اس کے ساتھ مل گیا۔ دونو دریائے نربدا پار ہو گئے۔ جب اُن کی آمد کی خبر دارشکوہ نے سُنی تو بادشاہ کی طرف سے اُن کو حکم امتناہی لکھا۔ لیکن اورنگزیب نے کہلا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو۔ اب ہمیں اس کی خدمت میں رہنے دو۔ اور تم کسی اور ولایت میں چلے جاؤ۔ داراشکوہ نے دوبارہ حکم بھیجا۔ لیکن اورنگزیب نے پرواہ نہ کی۔ اور اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں بادشاہ رہتا تھا۔ داراشکوہ نے جب دیکھا کہ اورنگزیب نہیں رکتا۔

تو مجبوراً ہند کے راجگان کے رئیس راجہ کو کہا - کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب کو ہندستان نہ آنے دو - مہاراجہ نے ایک کثیر التعداد لشکر لے کر دکن کا رخ کیا - داراشکوہ نے قاسم خاں نامی ایک رکن سلطنت کو ایک فوج کثیر دیکر مہاراجہ کے ساتھ کیا - ابھی یہ دونو مالوہ پہنچے تھے - کہ اورنگ زیب دکن سے آپہنچا - مہاراجہ نے اُسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے - کہ واپس چلے جاؤ - ورنہ میں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دونگا - اورنگ زیب آمادہ جنگ ہوا - مہاراجہ نے بھی جنگ کی تیاری کی - اور جنگ کے دو ستون کھڑے کئے - جنہیں ہندی میں رن کھمبت کہتے ہیں - یعنی لکڑی کے دو لمبے ستون میدان جنگ میں کھڑے کر کے اُن کے تلے جنگ کرتے ہیں - جب تک فریقین میں سے ایک کو نمایاں فتح نہ ہو - لڑائی بدستور جاری رہتی ہے - اورنگ زیب حضرت قیوم ثانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت میں - جنہیں آنحضرت اس کی تسلی کے لئے اس کے ہاں چھوڑ گئے تھے - ملتمس توجہ ہوا - آپ نے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ فتح تمہاری ہے - اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک تمہاری طرف متوجہ ہے - اس لئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی امید قوی ہے - اورنگزیب یہ خوشخبری سُن کر نہایت خوش و خورم ہوا - فاتحہ پڑھکر جنگ کے لئے سوار ہوا - اس طرف سے مہاراجہ بھی لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا - دو نو طرف سے بدرجہ غایت کوشش ہوئی - ہنگامہ گرم ہوا اور اقبال کی چنگاری بھڑک اٹھی ؎

| | |
|---|---|
| دہادہ خروش آمد و دادگیر | ہوا دام کرگس شدہ از پہ تیر |
| فسردہ زخوں پنجۂ دست تیغ | چکاں قطرۂ خوں چو تاریک میغ |
| تو گفتی زمیں موج خواہد زدن | وزے موج بر اوج خواہد زدن |
| زہر سو چکا چاک تیغ و تبر | چو اندر دریں چرخ نیلی سپہر |

آخر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے فتح و نصرت کی نسیم اورنگ زیب کے پھریرے پر چلی - اور مہاراجہ کا تمام لشکر تہ تیغ ہوا - خود راجہ بیک بینی و دو گوش میدان جنگ سے بھاگا - اورنگ زیب شکر الٰہی بجالایا - جب اورنگ زیب دکن سے آیا تھا - تو اس وقت شجاع بھی بنگالے سے آ ہوا تھا - داراشکوہ نے اُس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا -

اتفاقاً سلیمان شکوہ اس پر غالب آیا۔ اور شجاع بھاگ گیا۔ جب اس شکست کی خبر دارا شکوہ نے سنی۔ تو باپ کو کہا کہ حکم ہو تاکہ خوشی کا نقارہ بجایا جائے۔ کیونکہ سلیمان شکوہ نے شجاع پر فتح پائی۔ شاہجہان نے کہا۔ تمہارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے۔ تم خوشی کے نقارے بجاؤ۔ میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے۔ میں کیونکر خوشی کے نقارے بجاؤں اتنے میں اورنگ زیب کی فتح اور راجہ کی شکست کی خبر پہنچ گئی۔ تو دارا شکوہ بہت گھبرایا۔ چاروں طرف سے لشکر جمع کیا۔ جب اورنگ زیب اکبرآباد کے قریب آ پہنچا تو ادھر سے دارا شکوہ نے بھی تمام فوجوں سمیت اس کا مقابلہ کیا۔ شاہجہان نے دارا شکوہ کو کہا کہ تمہارا اورنگ زیب کے مقابلے پر جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تم سے ضرور لڑیگا۔ اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کی توجہ باطنی اس کے شامل حال ہے۔ اور اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پائے۔ مجھے اُس کے مقابلے پر جانے دو۔ مجھ سے جنگ نہیں کرے گا۔ اور میں اسے دم دلاسا دیکر تیرا مطیع بنا دونگا۔ دارا شکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں کہ میں تمہارے بیٹے کو قتل کرونگا۔ خاطر جمع رکھیں میں اُسے گوشہ کمان سے زندہ پکڑ کر لاؤنگا۔ شاہجہان نے بہتیرا منع کیا۔ لیکن بے سود دارا شکوہ تمام لشکر اور ارکان سلطنت کو لیکر مقابلہ پر آیا۔ اورنگزیب نے اپنے لشکر کو تاکید کر رکھی تھی۔ کہ خبردار جنگ کی ابتدا تمہاری طرف سے نہ ہو۔ جب مخالف تم پر ہاتھ اٹھائیں تو تم بھی پھر کسر نہ اُٹھا رکھنا۔ جب دو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو دارا شکوہ کی طرف سے ابتدا ہوئی۔ پھر اورنگ نے بھی لشکر کو مشغول جنگ ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ؎

| | |
|---|---|
| خروش سواران آواز کوس | ہوا قیرگوں شد زمیں آبنوس |
| ز دو لشکر آواز سنبور نائے | بر آمد ز دہلیز پردہ سرائے |
| شدہ روئے میداں چو باغ جناں | گل برہ سر غنچۂ دہستاں |
| چمنہائے او شد صف کارزار | ہمہ دار او مردم حسب دار |
| ہمہ میوہ اش خنجر و تیغ و تیز | بہ بر باغ بود آں بیکے رستخیز |
| جہاں گشتہ چوں روئے زنگ سیاہ | در آمیختہ یک بدیگر سپاہ |
| دو لشکر چو مور و ملخ تاختند | بنزد جہاں در جہاں ساختند |

بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند  گذرگاہ کردند بر مور تنگ
شد از سم اسپان زمیں لعل رنگ  ز تیرہ ہوا شد چو پشت پلنگ
ز بس کشتہ افتاد بر خاکِ راہ  شدہ عرصۂ رزمگہ قتل گاہ

کہتے ہیں اس قدر کشت خون ہؤا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا اسی گھمسان میں اورنگزیب کے لشکر کی طرف سے ایک بارود کا گولہ داراشکوہ کے ہاتھ پر پڑا جس سے فیل بان جل گیا۔ اتنے میں ایک اور گولہ لگا جس سے فدائی جو فیلبان کے پیچھے تھا۔ مرا۔ تیسرا ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ جب داراشکوہ نے یہ حالت دیکھی تو مجبور ہو کر ہاتھی پر سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہو لیا۔ جب اس کے لشکر نے اُسے ہاتھی پر نہ دیکھا تو خیال کیا کہ وہ مرگیا ہے اس لئے اس کا سارا لشکر بھاگ اُٹھا۔ جب داراشکوہ نے دیکھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی۔ تو خود بھی بھاگا۔ اورنگزیب نے اس کے پیچھے لشکر روانہ کیا۔ آخر وہ شاہجہان آباد سے بھی بھاگ گیا۔ اورنگزیب نے فتح کے بعد باپ کی ملاقات کے بارے میں عرضی لکھی۔ اور ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہؤا۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس شاہجہان کے ہاتھ کا لکھا ہؤا خط اورنگزیب کے پاس لایا جو اس نے داراشکوہ کی طرف اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ تو شاہجہان آباد کے گرد نواح میں رہ۔ فلاں روز اورنگزیب میری ملاقات کو آئیگا۔ تو میں اُسے پکڑ کر قید کرونگا۔ اور تجھے بلا کر تخت پر بٹھاؤں گا اورنگزیب نے یہ خط دیکھکر باپ کی ملاقات کو جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا جب مقررہ دن آیا تو شاہجہان نے تمام شہر سجوایا۔ اور قلعہ کی آرائش کروائی۔ اور بیٹے کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن جب اورنگزیب نہ گیا۔ تو شاہجہان کو بڑا تعجب ہؤا دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہان آرا بیگم کو اُس کے پاس بھیجکر نہ آنے کی وجہ پوچھی اورنگزیب نے اس کے جواب میں شاہجہان کا وہی خط پیش کر دیا خط کو دیکھکر جہاں آرا بیگم اپنا سا منہ لے کر واپس آئی اور باپ سے سارا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اورنگزیب نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو شاہجہان کے پاس بھیجا۔ اور نصیحت کی کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالانا۔ اور اپنا بندوبست کرنا۔ تمام شہر اور قلعہ میں اپنے آدمی بٹھانا۔ وہ جا کر آداب بجالایا۔ اور شہر و قلعہ پر اپنے آدمی مقرر کر گیا گو اورنگزیب نے شاہجہان کو باہر نکلنے سے روکا لیکن وہ بدستور تخت پر بیٹھتا اور

بڑے بڑے اُمرا آکر اُسے شاہانہ سلام کرتے اور ہر کام کے متعلق وہ حکم احکام جاری کرتا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے مراد بخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کردی اس واسطے اورنگ زیب نے مراد بخش کو گرفتار کر لیا۔

اب ہم شجاع کا قصہ بیان کرتے ہیں جب اُس نے سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ اورنگ زیب نے بھی کافی لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تیر و تلوار کی نوبت آئی۔ تو بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ طرفین کے بے شمار آدمی میدان میں کام آئے۔ اسی اثنا میں وہ مہاراجہ جو پہلے اورنگ زیب سے شکست کھا چکا تھا۔ دوبارہ بے شمار لشکر لے کر پیچھے سے حملہ آور ہوا۔ مخالفین نے اورنگ زیب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا اور بعض بھاگ بھی گئے۔ صرف گنتی کے آدمی اُس کے پاس رہ گئے ؎

چو کردند دشمن برو دست برد | رخ نامداران او گشت زرد
دگر بارہ چرخش چہ بازی نمود | جہانش چہ نیرنگ سازی نمود
نبود ست در لشکر او شکیب | کہ دست از عنان رفت و پا از رکیب

قریب تھا کہ اورنگ زیب کی جان پر آبنے اس وقت حضرت خازن الرحمت کے فرزند سعد الدین کو کہا۔ کہ یہ کیا حالت ہے۔ آپ کے چچا صاحب نے تو فتح و سلطنت کی خوشخبری دی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ چچا جان نے فرمایا ہے حق ہے۔ تم قائم رہو۔ اور آنحضرت نے جو کلاہ تمہیں عنایت کی ہے وہ مخالفوں کو دکھاؤ۔ اورنگزیب باطن میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب کی کلاہ دشمنوں کو دکھائی دشمن دیکھتے ہی تتر بتر ہو گئے۔ اُن کی شکست کا باعث بھی دارا شکوہ والا ہوا۔ یعنی ہاتھی سے اتر جب گھوڑوں پر سوار ہوئے تو فوج پراگندہ ہو کر بھاگ گئی۔ اور آخر خود بھی بھاگ اُٹھے۔ اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو اُنکے پیچھے بھیجا لیکن شجاع ایسا گم ہوا کہ آج تک اُس کا پتہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے کابل میں آکر سکونت اختیار کی۔ شجاع نعمت اللہ ولی کا مرید تھا۔ شکست کے وقت ایک شخص نے اُسے کہا کہ تم شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید تھے۔ اورنگ زیب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا

مرید تھا۔ اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی۔ لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ شجاع نے کہا سلطنت تو مجھ سے چھن گئی۔ اب میرے دین میں کیوں خلل ڈالتے ہو۔ میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا۔ کچھ سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا +

## ذکر در بیان

جنگ دوم اورنگ زیب دارا شکوہ و فتح یافتن و بر تخت نشستن اورنگ زیب :-

جب دارا شکوہ اورنگ زیب سے شکست کھا کر پنجاب گیا۔ تو دوبارہ لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہوا۔ اس بارے میں ایک خط راجہ کی طرف لکھا۔ راجہ نے جواب میں لکھا۔ کہ اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو حتے المقدور جانفشانی کی جائے گی۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج لے کر اجمیر گیا۔ جہاں سے مہاراجہ کا ملک قریب تھا۔ اس اثنا میں راجہ کے بعض دوستوں نے اُسے سمجھایا کہ اس بھگوڑے کا کیا ساتھ دیتے ہو مستقل بادشاہ تو اورنگ زیب ہو گیا ہے۔ جب سارے ہندوستان کا لشکر جمع تھا۔ تو اس اکیلے نے سب کو شکست دی۔ اور دو دفعہ تم خود اس سے شکست کھا چکے ہو۔ اب یہ فوج جو اُس کی فوج سے نیچا دیکھ چکی ہے اس کے مقابلے کی تاب کیونکر لا سکتی ہے اگر اب کی مرتبہ جاؤ گے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ پھر بھاگ آؤ گے۔ اور جہاں جاؤ گے شاہی آدمی تمہیں تلاش کر کے ذلیل و خوار کریں گے۔ اور بادشاہ کے پاس لے جا کر تمہیں قتل کر دینگے۔ تیری اولاد کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب سے اپنے گذشتہ قصور معاف کرائے مہاراجہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ایک عرضی معافی تقصیرات کے بارے میں اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجی۔ بادشاہ نے اُس کے گذشتہ قصور معاف کیئے جب اورنگ زیب نے سنا۔ کہ دارا شکوہ لشکر جمع کر کے اجمیر پہنچ چکا ہے۔ تو یہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ جب شیخ سعد الدین نے اورنگ زیب کو فرمایا کہ اس جنگ کا مہتمم اور سپہ سالار کوئی اور شخص مقرر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں سپہ سالار

پر سخت مصیبت آئے گی۔ تو اورنگ زیب نے اپنے ایک رکن سلطنت شیخ میر کو اپنی فوج کا افسر مقرر کر کے دارا شکوہ سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ اورنگ زیب خود لڑائی کے لئے آرہا ہے۔ تو اپنے دوسرے بیٹے سپہر شکوہ کو مہاراجہ کے پاس بھیجکر مدد کی درخواست کی۔ لیکن راجہ نہایت سرد مہری سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری فوج کا اکثر حصہ قتل ہو چکا ہے۔ اور کچھ متفرق ہو گئی۔ سردست مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سپہر شکوہ نا امید ہو کر واپس آیا۔ اور حقیقت حال سے باپ کو آگاہ کیا۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج ساتھ لے کر آمادہ جنگ ہوا۔ اورنگ زیب نے مہاراجہ کو حکم دیا۔ کہ وہ بھی شیخ میر کی فوج کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ وہ آملا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ ؎

سپہ ہر دو سو در خروش آمدند | دو دریائے آتش بجوش آمدند
ز سم ستوران ہر دو سپاہ | تزلزل در آمد بہ ناوردگاہ
رواں گرد دریائے چوں موج تنگ | شنا ور ہزاراں در آنجا نہنگ

طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی فوج نے اورنگ زیبی لشکر میں گھس کر بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ حتیٰ کہ شیخ میر کے ہاتھی کے قریب پہنچکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جب تیروں کے سبب قریب المرگ ہو گیا اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ تو تکیہ منگا پیٹھ کو سہارا دیا۔ تاکہ لوگوں کو یہی معلوم ہو۔ کہ شیخ میر زندہ ہے۔ جو فدائی پیچھے کی طرف بیٹھا تھا۔ اسے کہدیا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس سے اشارہ کرتے رہنا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے۔ کہ میں زندہ ہوں۔ اس فدائی نے شیخ میر کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا۔ سب کو معلوم ہو گیا۔ کہ شیخ میر ابھی زندہ ہے۔ اس واسطے خوب جان توڑ کر لڑے اتنے میں اور فوج بھی مدد کے لئے آپہنچی۔ پھر کیا تھا۔ اورنگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔ دارا شکوہ حسب عادت بھاگ کھڑا ہوا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا۔ دارا شکوہ شہر بہ شہر اور گاؤں بہ گاؤں مارا مارا پھرتا تھا۔ ملتان کے ایک سوداگر کے ہاں جو اس کا مخلص تھا اور جس کی آشنائی پر اُسے بھروسہ تھا

جا نکلا۔ پہلے تو وہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہی آدمی اس کے تعاقب میں آگئے ہیں۔ تو خود شاہزادہ کو اُن کے حوالے کیا۔ اور کہا کہ میں نے بڑی تلاش سے اسے پکڑا ہے۔ کہ بادشاہ کے سپرد کردوں۔ جب تاجر خوشی خوشی انعام واکرام کی امید پر اورنگ زیب کے پاس آیا۔ تو بادشاہ نے سوداگر کو کہا کیا تیرے لئے یہ مناسب تھا۔ کہ وہ تجھ پر بھروسہ کرکے تیرے پاس پناہ لے اور تو اسے پکڑ کر میرے حوالے کردے تو نے سخت بے وفائی کی ہے۔ بخدا میں تجھے کچھ نہیں دونگا۔ سوداگر شرمندہ ہوکر بادشاہ کے ہاں سے نکلا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اشارے سے اسے پتھروں سے ہلاک کیا۔ دارا شکوہ کو ایک مضبوط مقام پر نظر بند کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اُسے کہلا بھیجا کہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرو۔ دارا شکوہ نے کہا میں تمہارے کہنے سے توبہ نہیں کرونگا۔ جن عقائد حق پر ہوں ہوں اورنگ زیب نے علما کو بلاکر اس کے عقائد باطلہ سے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے انہیں واقف کیا۔ اور فتوے کی درخواست کی۔ تمام علما نے اُس کے قتل کا فتوے دیا۔ اورنگ زیب نے ایک امیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ کہتے ہیں اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ پہلے قرآن شریف کو اس کے پاس سے اُٹھا لیا۔ اور پھر اس کے بیٹے کو اس سے جدا کیا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے قتل کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی چھری سے قاتلوں پر تین مرتبہ حملہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو کہا بابا سپہر شکوہ یہ ہمیں قتل کرنے کو آئے ہیں۔ بعدازاں اُسے قتل کرکے اس کا سر اورنگ زیب کے پاس لائے۔ جو بادشاہ کے حکم سے دفن کیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے حضور میں عرض کیا کہ دارا شکوہ مر گیا ہے آنحضرتؒ نے فرمایا ایمان لے گیا۔ مراد بخش بھی کسی کے دعوے کی وجہ سے قتل ہوا۔ بعدازاں اورنگ زیب نے اپنی لڑکیاں دارا شکوہ اور مراد بخش کے لڑکوں کو دیکر اُن سے ان کے باپوں کے خون معاف کرائے۔ شاہجہاں نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سنکر سخت افسوس کیا اور کہا۔ یہ حضرت قیوم ثانی کی بددعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے۔

بعدازاں اورنگ زیب بے دھڑک ہوکر حکمرانی کرنے لگا۔ تخت پر جلوس کیا۔ اپنا خطاب عالمگیر مقرر کیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لایا۔ اور تمام ملحدوں اور بے دینوں کو جنہیں

دارا شکوہ کے وقت میں رواج تھا قتل کیا۔ سرمد کو بھی قتل کیا۔ سرمد بالکل مادر زاد ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے ملا عبد القوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپو سرمد نے کہا شیطان قوی ہے۔ ملا نے بادشاہ کو کہا کہ اُس نے کفر کا کلمہ کہا ہے۔ اس لئے واجب القتل ہے بادشاہ اس کے قتل کے لئے راضی ہو گیا۔ کہتے ہیں جب جلاد نے سرمد پر تلوار کا وار کیا تو اس نے ابھی صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا تھا جب اس کا سر جدا ہو کر زمین پر گرا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا۔ بادشاہ کو اس کے قتل کا بڑا افسوس ہوا۔ اورنگ زیب نے تمام شرعی احکام جاری کئے۔ اور بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اکھاڑ دیا۔ تمام سرکشوں اور گمراہوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا+

## ذکر در بیان

### سال سی و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ و مراجعت آنحضرت از حرمین الشریفین بہ ہندوستان :۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے عرب۔ یمن روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ اور اپنے بڑے بڑے خلفا مثلاً شیخ مراد شامی اور شیخ عبداللہ حجازی وغیرہ کو بھی واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور خود ہندوستانی آدمیوں سمیت جہاز پر سوار ہوئے آنحضرت نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی عنایات اس قدر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالےٰ نے تم بھائیوں کو تمام اولیائے امت سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور مجھے الہام ہوا ہے کہ تیرے فرزند اولیائے امت سے مستثنےٰ ہیں اور تیرے خلفا ہمارے بڑے مقرب ہیں۔ آنحضرت سمندر سے عبور کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہر روز ہزار ہا آدمی مرید ہونے لگے صبح شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ایک روز اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں میں اس فکر میں تھا کہ اس قدر بندگانِ خدا پر تصرف کرنا پسندیدۂ حق ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے کو حتے کہ تمہیں بھی چھوڑنا چاہا اتنے میں عنایت الٰہی سے غیب سے آواز آئی۔ اور حق تعالےٰ کا فضل و کرم ظاہر ہوا۔ الہام ہوا کہ ہم خود

اپنے بندوں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور ارشاد کا ہنگامہ ہم خود برپا کرتے ہیں تمہارے سارے مرید ہمارے مقبول ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ جب کبھی کلاہ اور شجرہ طالبوں کو دیتے ہیں۔ تو اُسے بھی حق تعالےٰ سے منسوب پاتے ہیں +

جب عالمگیر کو جناب کی واپسی کی خبر ملی۔ تو اُس نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علما مشائخ اور امراء وغیرہ آنحضرت کے استقبال کے لئے جائیں۔ آنحضرت جس گاؤں یا شہر میں آتے تھے وہاں کے تمام اعلےٰ ادنےٰ اور چھوٹے بڑے جناب کے استقبال کیلئے آتے تھے۔ اسی طرح اکبر آباد تک پہنچے۔ تو شاہجہان نے ضیافت کے لوازمات کما حقہٗ مہیا کئے اور دارا شکوہ کی سابقہ حرکات سے شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ اگر جناب دوبارہ مجھے تخت سلطنت پر بٹھائیں۔ تو جو کچھ جناب کی مرضی ہے اسی طرح عمل میں لاؤں۔ اور جو باعث فساد ہو اس کو بیچ سے نکال دوں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ عالمگیر شاہجہان آباد سے اکبر آباد تک آنحضرتؓ کے استقبال کو آیا۔ اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آنجناب نے بھی اس پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور اُس کے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت آنحضرت شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ علاوہ ان آدمیوں کے جو صرف استقبال کے لئے آئے تھے پچاس ہزار آدمی آپ کے مرید اس وقت حاضر خدمت تھے۔ جن میں سے تین ہزار سات سو خلفاءؓ تھے۔ اُن کی سواری کے لئے ایک ہزار اونٹ۔ چار ہزار گھوڑے خچر ٹٹو۔ چند ایک پالکیاں اور سات سو رتھ اور بہلیاں ساتھ تھیں۔ عالمگیر نے عرض کیا کہ آنجناب مجھے خود دست مبارک سے تخت پر بٹھائیں۔ آنحضرت بنفس نفیس قلعہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور عالمگیر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اور سرہند مع مضافات بطور اخراجات خانقاہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا حضرت خازن الرحمت نے بھی منظور نہ فرمایا۔ آنحضرتؓ کے فرزندوں نے بھی انکار کر دیا۔ لیکن آنحضرتؓ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ نے اُس میں سے تھوڑا سا لے لیا بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب شہر کے قریب پہنچے۔ تو سرہند کے تمام لوگ استقبال کے لئے آئے شہر کی آرائش کی گئی۔ خوشیاں منائی گئیں اور اہل شہر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے آنحضرت

پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کو گئے۔ بعد ازاں تھوڑی خانقاہ میں ٹھہر کر محل میں تشریف لے گئے +

اسی سال ایک روز آنحضرت خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے اُترے جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ نہایت لطف و کرم سے آنجناب کے سر اور چہرہ پر بوسہ دے کر پھر آسمان پر چلے گئے +

اسی سال آنحضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب اشرف انبیاء سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو باپ بیٹوں یعنی حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی کے حق میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شہر میں حق تعالےٰ نے اپنے دو ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ فرشتے آسمان پر سے ان کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے +

عرب و ہند کے اکثر آدمیوں کی التماس کے مطابق آنحضرت کے الہامات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے۔ اور اس کتاب کا نام حسنات الحرمین یاقوت احمر رکھا گیا۔ یاقوت احمر نام مقرر کرنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ مَیں اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک میں لیجاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آنحضرت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جب یہ سالہ آنحضرت کے روضہ مبارک میں لے گئے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کمال بشاشت و عنایت ظاہر کرکے فرمایا کہ جس قسم کا فضل ربی نعم پر ہوا ہے۔ کسی پر کم ہوا ہے اور یہ مکاشفات بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت قیوم اول کمال مرحمت سے میرے گرد پھرتے ہیں اور خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں۔ بعد ازاں دو آدمی دو خواں ہاتھ میں لئے ہوئے آئے ایک کی حقیقت تو معلوم نہ ہوئی۔ دوسرے نے ہمارے سامنے تھال لا رکھا جس میں نہایت آبدار جواہر اور یاقوت تھے۔ جن کی روشنی سے تمام مجلس روشن ہو گئی۔ الہام ہوا

کہ یہ یواقیت وجواہرات تمہارے مکاشفات ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آگ جواہرات اور یاقوت کا جڑائی تاج میرے سر پر رکھا۔ اس واسطے حضرت مروج الشریعت نے حسنات الحرمین کا نام یاقوت احمر رکھا۔

حضرت قیوم اول کے خلیفہ ملا بدرالدین کے فرزند ارجمند محمد شاکر نے اس یاقوت احمر کا ترجمہ عربی سے فارسی میں حضرت مروج الشریعت کے ایما سے کیا۔ جن مکاشفات کا ذکر "روضۃ القیومیۃ" میں ہے وہ یاقوت احمر سے لئے گئے ہیں۔

# ذکر و بیان

سال سی و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال عالمگیر بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ آنجناب اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیجدیں۔ اور ایک خط حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آنجناب نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ بادشاہ نے اس مضمون کا ایک خط لکھا ہے۔ سو حضرت خازن الرحمت بادشاہ کی التماس اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امیروں کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا۔ جو آپ کو بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ آپ مدت تک شاہجہان آباد میں رہے۔ بعد ازاں ایک مرض لاحق ہوا۔ جو روز بروز غالب آگیا۔ حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو رخصت لیکر وطن کی طرف لوٹے۔ اثنائے راہ میں سنبھالکہ مقام پر داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا حال سنکر بہت غمگین ہوئے۔ جب لاش سرہند میں آئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اسے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ جب آنحضرت نے سخت تاکید فرمائی کہ ضرور قبہ کے اندر دفن کرو تو لوگوں نے مجبوراً قبہ کے اندر خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر کدال

زمین پر مارا۔ پڑتے ہی قبہ کی دیوار چاروں طرف پیچھے ہٹ گئی۔ اور قبہ کے اندر کا فرش گم ہو گیا۔ اور قبر کے واسطے جگہ نکل آئی۔ حضرت خازن الرحمت کو قبہ کے اندر دفن کیا گیا۔ جب قبر میں رکھا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی آنکھیں کھول لیں۔ دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اسی اثنا میں آدمیوں میں شور مچ گیا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو آنکھیں بند کرنے کا اشارا کیا۔ پھر مٹی ڈال دی گئی +

آج کل ایک دو کسی طرح قبر کا دہانہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خازن الرحمت کا بدن و کفن بدستور سلامت ہیں۔ گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ آپ کی قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کے وصال کے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مولوی فرخ شاہ نے اپنی مریدی کے لئے اذن کے واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر مراقبہ کیا۔ تو حضرت خازن الرحمت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ جا کر اپنے چچا کے مرید ہو جاؤ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قائم مقام ہیں +

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اپنے ایام زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام معصوم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ سو ہمیں امام معصوم مل گیا ہے۔ انہیں کہدو کہ آکر اس امام کے مقتدی بنیں +

نیز حضرت خازن الرحمت فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے بھائی کے کمالات لاانتہا ہیں۔ جب حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں نے آنحضرت سے رجوع کیا تو آنجناب نے انہیں شروع سے سلوک سکھایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری عادت ہے کہ میں شروع سے کراتا ہوں۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ابتدا سے سلوک شروع کیا +

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعض مخالفوں نے اپنی طرف سے ایک خط لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ کہ سنا جاتا ہے۔ تم جب عورتوں کو مرید کرتے ہو۔ تو ان کے پستانوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں قلبی ذکر سکھاتے ہو +

جب یہ خط آنحضرت رضی اللہ عنہ کو ملا تو سخت ناراض ہوئے چنانچہ چہرہ مبارک کا

رنگ سُرخ ہوگیا۔ اس کے جواب میں بادشاہ کو لکھا۔ کہ ہم ایسا نہیں کرتے کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔ کیا خدا کے غضب سے تم نہیں ڈرتے ہم نے تمہارے واسطے کس قدر کوشش کی ہے۔ حق تعالےٰ نے تمہیں سارے ہند کا بادشاہ کیا ہے تمہارے دشمنوں کو ذلیل و پائمال کیا ہے۔ اسی طرح دارا شکوہ تخت سلطنت سے پایہ ذلت کو پہنچا تھا تو بھی دارا شکوہ کی طرح بننا چاہتا ہے۔ بادشاہ یہ خط دیکھکر بہت گھبرایا۔ قسم کھائی کہ مجھے اس خط کی خبر بھی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کس نے یہ خط لکھا ہے جو آنحضرت کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔ میں آنجناب کا سب سے ادنےٰ مرید ہوں۔ میری کیا ہستی کہ ایسی گستاخی کروں۔ یہ محض افترا ہے۔ برائے خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میری دنیا اور دین دونو خراب ہو جائینگے۔ آنحضرت بھی سمجھ گئے کہ بادشاہ اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہے۔ یہ یار لوگوں کی افترا پردازی ہے۔ بادشاہ نے ان مفتریوں کی تفتیش کر کے سزا دی۔ اور خود عذر خواہی کے لئے آنحضرت کی خدمت میں سرہند پہنچا۔ اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے قصر قدیم کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بطور ورثہ ملا تھا چھوڑ کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپ نے بنوایا تھا۔ آباد ہوئے۔ اب وہ محل آنجناب کے روضہ مبارک کے برابر ہے اور وہیں اپنے فرزندوں کو محل تقسیم فرمائے۔ اور وہ پرانا محل شیخ سیف الدین کو عنایت فرمایا۔ لیکن پانچوں وقت نماز فریضہ اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے +

## ذکر دربیان

سال ہشتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است :-

جب سلطان عالمگیر کو معلوم ہوا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ مذکورہ بالا خط کی وجہ سے ناراض ہیں۔ تو بہت گھبرایا اور معافی مانگنے کے لئے سرہند میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور عرض کرنے لگا۔ کہ میں جان و دل سے آنجناب کا مرید اور فدوی ہوں۔ مجھے اس خط کی بالکل خبر نہیں جنہوں نے

وہ خط لکھا ہے۔ مَیں نے انہیں سزا دی ہے۔ آنحضرتؒ نے اس پر بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ معلوم ہؤا کہ واقعی تمہیں اس کا علم نہیں تھا۔ خاطر جمع رکھو ہم تم سے ناراض نہیں۔ جن لوگوں نے یہ خط لکھا تھا۔ انہیں کیوں سزا دی ہے ہم درویش آدمی ہیں۔ ہمیں کسی سے کیا دشمنی۔ بادشاہ اس محل میں اُترا جو شاہجہان نے یہاں بنوا رکھا تھا۔ فجر کے حلقہ کے وقت اکثر آنحضرت کی خدمت حاضر ہوتا۔ طرح طرح کے عجز و انکسار سے پیش آتا۔ آنحضرت بھی کبھی کبھی شاہی محل میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک روز آنحضرت بادشاہ کے پاس شاہی محل میں تشریف فرما تھے۔ چاروں طرف سے ہدیئے تحفے اور نظر و نیاز کی آمد تھی۔ ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب آنجناب کی خدمت میں لوگ لا رہے تھے۔ اس وقت مستحق لوگ بھی بیٹھے تھے۔ ایک ان میں سے اکیلا ہی سارے تحفے اور ہدیئے سمیٹتا گیا۔ دوسرے خالی بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اُس نے لیا کہ اس سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ آنجنابؒ نے بھی کچھ نہ فرمایا۔ لیکن وہ باوجود اتنا روپیہ لینے کے بھی سیر نہ ہؤا۔ اتنے میں ایک شخص دو ہزار اشرفی بطور نذر لایا وہ بھی اس شخص نے لینی چاہی۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے عزیز! ابھی تک سیر نہیں ہوئے اتنا لے چکے ہو۔ اب یہ روپیہ اوروں کا حق ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے وہ روپیہ دوسرے مستحقوں کو تقسیم کیا۔

ابھی بادشاہ سرہند ہی میں تھا کہ بعض کور باطن مخالفوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ نے آپ کے مکان کے قریب کی زمین آپ کو عمارت کے لئے دے رکھی تھی۔ جس میں پہلے کھیتی باڑی ہؤا کرتی تھی۔ اس زمین کا مالک بعض مخالفوں کے ورغلانے سے اس زمین کے دینے میں ٹال مٹول کرتا تھا۔ آپ نے آدمیوں کو بھیجا۔ جو اُسے پکڑ لائے۔ اتنے میں مخالفوں نے ایک شخص کو کہا کہ زمین کا مالک مار ڈالو۔ اور کہو کہ شاہ جیو نے مارا ہے۔ ایک شخص نے اس وقت آکر اُس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا جب کہ اُسے شاہ جیو کے آدمی اُسے پکڑ کر لیجا رہے تھے وہ مر گیا اور قاتل غائب ہو گیا۔ مخالفین جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کہ شاہ جیو کے آدمیوں نے اُسے قتل کیا ہے۔ حالانکہ شاہ جیو کے آدمیوں میں سے

ایک کے پاس بھی اس وقت کوئی چھری یا چاقو وغیرہ نہ تھا۔ مخالفوں نے اس کے وارثوں کو بھڑکایا۔ کہ تم دعوےٰ کرو۔ اُس کے وارث اس وقت فریاد دے کر آئے۔ جب کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور بادشاہ دونوں اکٹھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے دعوےٰ کیا۔ کہ شاہ جیو نے فلاں شخص کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس وقت شاہ جیو میرے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر حکم دیا کہ ان کو نکال دو۔ آنحضرت نے فرمایا کیوں نکالتے ہو۔ ان کی حق رسی کرو۔ اور شریعت کے مطابق کارروائی کرو۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ چنانچہ اس مقدمہ کیلئے ایک دن مقرر ہوگیا اس روز تمام ارکان شرع۔ قاضی۔ مفتی وغیرہ جمع ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا۔ کہ اس مجلس میں بیٹھکر اس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ حضرت مروج الشریعت اور حضرت شاہ جیو دونو وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ کا وکیل بھی آیا۔ جو مخالفوں سے ملا ہوا تھا۔ مقتول کے وارث بھی آئے۔ بہتیرا غور کیا۔ لیکن کسی طرح جرم ثابت نہ کر سکے۔ اتنے میں چند آدمیوں نے آکر گواہی دی کہ اسے تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ جب قاتل کو بلایا گیا۔ تو اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں آدمی نے ایسا کرنے کیلئے کہا تھا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا +

انہیں دنوں ایک روز بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت مروج الشریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پڑھ رہے تھے بادشاہ نے جب حضرت مروج الشریعت کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور اُن کے پڑھنے کا طرز ملاحظہ کیا تو بے اختیار شیفتہ و فریفتہ ہوگیا۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروج الشریعت کی ہمنشینی سے مشرف ہوں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ عرض کیا کہ اگر جناب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ اگر میری مرضی دیکھو تو میں اُس کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ آنحضرت اِس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ ان کا دل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعد ازاں بادشاہ آنحضرت سے رخصت ہوکر کشمیر گیا۔ چند روز وہاں رہ کر پھر لوٹا۔ لوٹتے وقت آنحضرت بیمار تھے اس واسطے بادشاہ پھر سرہند میں اترا۔ اور تا صحت وہیں رہا۔ بعد ازاں رخصت لیکر شاہجہان آباد میں گیا +

## ذکر و بیان

### سال سی و نہم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ و مناظرہ شدن معصومیاں و سعیدیاں و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال معصومیوں اور سعیدیوں میں مناظرہ ہوا۔ اس قصہ کی اصل یوں ہے کہ ایک دفعہ حضرت خازن الرحمۃ کے فرزند مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ بادشاہی محل واقع سرھند میں تھے۔ اس وقت حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے حضرت صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم معہ دو بھتیجوں وہاں گئے۔ وہاں پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ کا ذکر خیر ہوا۔ تو اس پر شیخ ابوالقاسم سعیدیوں سے ناراض ہو گئے۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں شیخ ابوالقاسم نے آکر عرض کیا۔ کہ آپ اپنے بھتیجوں کو بیٹوں کے برابر عزیز جانتے ہو۔ اور وہ آپ کے مرید بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اپنے باپ کو آپ سے بدرجہا افضل کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اچھا اگر یہ بات ہے تو مجھ سے کچھ نہیں حاصل کریں گے خاصکر شیخ عبدالاحد پر سخت ناراض ہوئے۔ جب کبھی شیخ عبدالاحد آتے آپ بالکل پرواہ نہ کرتے۔ میرے (مؤلف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد نے مجھ سے کہا۔ کہ مجھ سے اور تو کوئی قصور نہیں ہوا۔ صرف اتنا ہوا ہے کہ شیخ ابوالقاسم حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تعریف کر رہے تھے۔ تو میں نے حضرت خازن الرحمۃ کے اوصاف بیان کئے۔ سعیدی حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے برابر جانتے ہیں۔ اس واسطے معصومی ان سے جھگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی کو اپنا ولیعہد مطلق بنایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ انہیں تمام کمالات الٰہی بطریق اصالت عطا ہوئے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمۃ کو بطریق ضمنیت اصالت اور ضمنیت کا فرق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثانی رضہ کے مرید ہیں۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت خازن الرحمت بھی ہمارے پیر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخری پیر پہلے پیر کی نسبت معتبر ہوتا ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کئی جگہ مرید ہوئے

لیکن آخری پیر آپ کے شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سو شجرے میں شیخ ابو سعید مخزومیؒ کا اسم مبارک لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پہلے اپنے باپ کے مرید تھے۔ بعد ازاں خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ سو آنحضرت رضہ کے معتبر پیر خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہی سلسلہ اب تک چلا آتا ہے اسی وجہ سے معصومیوں اور سعیدیوں میں نزاع چلی آتی ہے +

جب حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مزاج شیخ عبد الاحد سے پھر گیا۔ تو شیخ صاحب بہت گھبرائے۔ صبح شام آنحضرتؒ کی خانقاہ کے گرد روتے پھرتے تھے۔ حضرت مروج الشریعت کو شیخ صاحب سے خصوصیت تھی۔ ایک روز آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ شیخ عبد الاحد کے حق میں ایک لڑکے کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آپ شیخ صاحب کو کئی مرتبہ تہجد کے وقت آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور حد سے زیادہ سفارش کی۔ حتے کہ آنحضرت شیخ صاحب پر پھر مہربان ہوئے۔ آنحضرت اس مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عبد الاحد بہت مقید ہے اور خانقاہ میں ایک حجرہ بھی اس نے اپنے واسطے لیا ہے۔ آنحضرت شیخ صاحب پر حضرت مروج الشریعت کی طفیل سے نہایت مہربان تھے۔ اُن کے حق میں عمدہ خوشخبریاں سنائیں۔ ایک سال تک آنحضرت شیخ صاحب سے ناراض رہے +

اسی سال ایک دفعہ شیخ ابو القاسمؒ اور شیخ سعد الدینؒ آپس میں جھگڑے حتےٰ کہ دونوں کی مدد پر بہت آدمی جمع ہو گئے۔ قریب تھا کہ ہنگامہ برپا ہو۔ لیکن حضرت مروج الشریعت نے جاکر دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ اور شیخ سعد الدین کی تقصیر آنحضرت سے معاف کرائی +

اسی سال توران کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو معہ تحفہ ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب وہ ایلچی سرہند میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرتؓ نہایت شفقت سے پیش آئے۔ بخارا کا حال پوچھا تو ایلچی کی ہمراہیوں نے نہایت افسوس سے عرض کیا کہ تمام بخارا رافضی ہو گیا ہے۔ آنحضرتؓ نے غمگین ہو کر پوچھا کہ وہ کیونکر۔ عرض کیا بخارا کے بازاروں میں علانیہ پنیر اور خربوزہ جو رافضیوں کی خوراک ہے فروخت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ اس خوراک سے کوئی رافضی نہیں ہو جاتا +

اسی سال بادشاہ نے آنحضرت رضہ سے التماس کی۔ کہ کوئی خلیفہ ارسال فرمائیں

تاکہ اُس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آنحضرتؒ نے اپنے بڑے خلفا میں سے حافظ صادق کو بھیجا۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب بھی شاہجہان آباد جا نکلے۔ ایک روز شیخ صاحب بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ حافظ صادق آکر شیخ صاحبؒ کے پاس بیٹھ گئے۔ اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے۔ کہ میری اجازت بغیر میرے برابر بیٹھ گیا ہے۔ آپ نے یہ گلہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرت ؒ نے حافظ صاحب کو جھڑکا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں ملحوظ نہ رکھا۔ کیونکہ وہ میرا فرزند ہے اُس کا ستانا میرا ستانا ہے حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے بہت بہت معافی مانگی۔ اور کئی ہزار روپیہ نذر کیا۔ شیخ ابوالقاسم حافظ صاحب پر مہربان ہوئے۔ اور آنحضرت کی طرف لکھا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ آنحضرتؒ نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا۔ کہ تم بھی عجیب قسم کے آدمی ہو کہ پہلے اس کی شکایت لکھی۔ اب اس کی سفارش کرتے ہو۔ پہلے اس کا کام بگڑوا دیا۔ اب ہوا دے کے دیئے کہتے ہو۔ آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا ✦

# ذکر دربیان

## سال چہلم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان کثرت ارشاد و سلطنت حضرت ایشان و رجوع کردن عالم و عالمیان سلاطین تمام جہان و علمائے و مشائخ زمان و دیگر اصاغر و اکابر وضیع و شریف کائنات بجناب قیومیت مآب ایشان عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ و مرید شدن شیخ محمد یوسف سجادہ نشین مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ :۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی کثرت ارشاد و مشیخت بیان سے باہر ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد اور مشیخت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ مرات العالم و جہان نما میں جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ اور جن میں تمام جہان کے انبیاء اولیاء بادشاہ۔ حکما اور شعرا وغیرہ کے حالات ابتدائے خلقت سے لیکر عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ

حکومت تک کے مندرج ہیں۔ لکھا ہے کہ مشیخیت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا۔
جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ۔ علماء
مشائخ۔ چھوٹے بڑے وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے
آنحضرت کے مرید تھے۔ لاانتہا خاص و عام بندگان خدا صبح شام پروانوں کی طرح آنجناب
پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان۔ توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔
خطا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہوتے۔ اور اس وقت کے
بڑے بڑے شیخ اور علما گروہا گروہ اپنی مشیخیت ترک کر کے آنجناب کے مرید ہوتے۔
روئے زمین کے مختلف حصوں کے لوگ آنحضرت کو خواب میں دیکھ کر اور انبیاء اور
اولیاء سے خوشخبری پا کر حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے مختلف
ملکوں میں آنجناب کے خلفا کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں
نئے مرید حاضر خدمت ہوتے۔ اور فنا و بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے
آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ
آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر ضروری کام ہوتا۔ تو
کاغذ پر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آنحضرت بدرجہ
غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بہ سبب غایت ادب اُس نے آنجناب کے حضور میں
کسی سے کبھی گفتگو نہ کی۔ اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔ امراء و سلاطین کے آداب بالکل ادا نہ فرمایا
کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقٰی کا جاہ و جلال اگر میں لکھوں تو ایک علیحدہ جلد درکار ہے
صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفا کی گئی ہے۔ سفر حج سے واپس آکر آنحضرت کے ارشاد
اور ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی۔ کہ امراء اور سلاطین کو جناب کی زیارت بہزار دقت
نصیب ہوتی۔ کیونکہ آنجناب کے حضور میں اعلےٰ و ادنےٰ سبھی برابر تھے۔ ہر روز
ہزارہا آدمی مختلف ممالک سے جناب کی زیارت کو آتے۔ آپ کی عادت تھی۔ کہ
براہ راست کسی کو آپ سے ملاقات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ آپ کے کسی فرزند کے وسیلہ سے
زیارت نصیب ہوتی۔ اور وہی لا کر مرید کرواتے۔ اور جو مخدوم زادہ جس کو اس طرح
مرید کرواتا۔ وہ اسی کے مریدوں میں شامل ہوتا +

ایک دفعہ کوئی مہینہ بھر یہ حالت رہی کہ صرف شیخ سیف الدین فرزند خاص ہی

لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے۔ دوسرے فرزند بالکل بے کار تھے۔ ایک روز آنحضرت نے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ محمد سیف الدین لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے ہیں اور باقی فرزند کسی کو نہیں لاتے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید شہر کے باہر چاروں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آتے ہیں۔ انہیں وہ مرید کہتے ہیں۔ کہ آنجناب کی زیارت بلا وساطت جناب کے فرزندوں کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند چھ ہیں۔

(۱) حضرت صبغۃ اللہ وہ اکثر سیر میں رہتے ہیں شاذ و نادر والد بزرگوار کی خدمت میں رہتے ہیں۔ (۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اکثر مریض رہتے ہیں یہ بھی والد بزرگوار کی خدمت سے مہجور رہتے ہیں (۳) حضرت خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ حضرت جیو صاحب خانقاہ اور اہل وعیال کا تمام کارخانہ ان کے متعلق ہے سو اس واسطے آنحضرت ان کی طرف کم توجہ کرتے ہیں (۴) حضرت محمد اشرف یہ بہت عیاش ہیں۔

(۵) حضرت محمد صدیق ابھی خورد سال ہیں (۶) حضرت محمد سیف الدین ہیں +

جو کمال ہے وہ حضرت سیف الدین میں ہے آؤ ہم تمہیں ان کے پاس لیچلیں وہ تمہیں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا دینگے۔ جو تمہارا مطلب ہے اللہ تعالٰے پورا کریگا آنحضرت یہ سُنکر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ محمد نقشبند کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ بیمار رہتے ہیں اور اُن میں کمالات الٰہی کم ہیں۔ اور محمد عبداللہ کی نسبت جو کہا ہے کہ ان سے اس واسطے توجہ کم کرتے ہیں کہ خانقاہ کا کاروبار اُن کے متعلق ہے۔ بخدا! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات ان دونو بھائیوں میں ہیں اس بھید کے کھلنے پر حضرت شیخ سیف الدین چند روز محجوب رہے۔ آنحضرت کی خدمت میں اس قدر مرید آئے۔ کہ اتنا بڑا شہر ہونے کے باوجود شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے۔ خصوصاً اس سال تمام روئے زمیں پر کے خلفا مع اپنے مریدوں کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امیری چھوڑ کر جناب کی زیارت کو آئے۔ چنانچہ خانان توران و ترکستان والیان دشت قبچاق و بدخشان فرمانروایان خطا و خراسان۔ تخت نشینان کاشغر و طبرستان۔ حاکمان۔ قہستان و گرجستان سب کے سب آنحضرت رضہ کے دیدار فائض الانوار کے واسطے شہر سرہند میں حاضر

ہوئے۔ شہر کے گرداگرد ایک ایک میل تک لشکر پڑا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہؤا۔ اور بعد میں بھی ایسا کبھی نہیں ہؤا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی ہندوستان کا وزیر اعظم جعفر خان آنجناب کی زیارت کے لئے آیا۔ بہ سبب ادب اپنے آدمی چھوڑ آیا تھا۔ کثرت ہجوم کے باعث زیارت نہ کر سکا۔ دوسرے دن آیا تو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ تیسرے دن آیا تو بھی یہی حالت دیکھی۔ چوتھے روز زیارت نصیب ہوئی۔ لیکن بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اسی طرح کھڑا رہا۔ کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ امراء وغیرہ کی چنداں پرواہ نہ کیا کرتے تھے +

چنانچہ ناصر علی شاعر کہتا ہے ؎

| | |
|---|---|
| چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم | منور از فروغش ہند تا روم |
| رود جائے کہ جا آنجا نہ گنجد | نظر بیکار ماند پا نہ گنجد |
| ردائے ماہتابی شرع بردوش | چو صبح از پاکئے باطن قصب پوش |
| دو عالم کرد خود را فرش راہش | کہ شاید زیر پا افتد نگاہش |
| فقیران در رش شاہاں درویش | شکوہ مملکت ارانده از پیش |
| گدائیش خندہ بر ظل ہما زد | ہمہ روئے زمیں بر پشت پا زد |
| بہ بالا گر شود زیں نہ دوایر | کز و پایان بال نسر طایر |
| ہدایت کار اہل دین اکا زا | بود کار نہایت دیگر ازا |
| سر بر معرفت را بادشاہی | بفرق از فرق درویشے کلاہی |
| حیات صدق را صدیق ثانی | ز نخل باغ فاروقؓ ارمغانی |
| ز علم و حلم فضل نیل عثمانؓ | خمیرش کاشف اسرار قرآں |
| ز روئے جود و احسان و کرامت | قبائے حیدریؓ بر قد و قامت |
| ستون بارگاہ شرع اسلام | بہ افعال پیغمبرؐ گام برگام |
| زہے عزت کہ رب العرش دادش | کہ بر سر تاج قیومیش بنہاد |
| جہاں قائم باو او با خداوند | ز خود بگسستہ با حق کرد پیوند |
| گرم شد منصب قیومی او را | علم شد نام در معصومی او را |

جہاں روشن ز رائے انور او | سرِ خورشید یکخشت درِ او
چرا گردش فلک را گشت پیشہ | کہ برگردِ سرش گردو ہمیشہ
فروتر طفلگان آں گذرگاہ | قدم بر مسلکِ پیران آگاہ
چہ گویم مدحتِ پیران آں در | کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر
بزرگیہائے بزرگانش ازیں دان | کہ با خود آں بزرگی داد بزوان
علی ای بے ادب ایں حرف بس کن | دعا را با اجابت ہم نفس کن
جہاں در سایہ احسانِ او باد | فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ خورد ایں پاکیزہ رویان | بخلوتگاہِ عصمت پارسایان
ز صاحبزادہائے پاک گوہر | چہ گویم چون نہ وصف اندر خور
فلک را گرچہ در عصمت رسائی ست | از ایشاں کردہ کسب پارسائی ست

خواجہ محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد رسا اپنے والد بزرگوار کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کاغذ پیش کیا۔ جس میں اُس نے لڑکی کی شادی کا تمام ساز و سامان درج کیا تھا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ کل جو کچھ آئے وہ سب اسی کو دینا۔ عصر کے وقت وہ سائل پھر آیا۔ آنحضرتؒ نے پوچھا تمام چیزیں مل گئیں ہیں۔ یا کچھ باقی ہے۔ عرض کیا اور تو سب کچھ مل گیا ہے۔ مہندی نہیں آئی فرمایا دیکھ بھال کرو۔ ضرور آئی ہوگی۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ مہندی بھی نیاز میں آئی تھی۔ لیکن تحویلدار اس کا دینا بھول گیا۔ وہ بھی سائل کو دی گئی۔ سائل کا بیان ہے کہ ان اشیا سے میں نے پر تکلف شادی کی۔ اور اتنی باقی بچیں کہ انہیں فروخت کرکے اس قدر روپیہ حاصل کیا کہ میری ساری عمر کے لئے کافی تھا۔ اس سے آنحضرتؒ کے ارشاد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر روز بطور نیاز اس قدر چیزیں آنجناب کی خدمت میں لائی جاتی تھیں۔ نقدی اس کے علاوہ تھی۔

میرے (مؤلفؒ) دادا جان کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ہم چار آدمیوں نے ٹھانی کہ آج جس قدر نیاز آئے۔ اس کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے صرف نقدی کا اندازہ اس طرح کیا کہ ہر نیاز کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتے گئے۔ صبح سے عصر تک اس قدر کنکروں کا ڈھیر لگ گیا جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔ اور یہ معلوم تھا

کہ ہر نیاز میں سو روپیہ تھا یا ہزار۔ اکثر نیازیں سینکڑوں روپیہ کی تھیں۔ ہر صبح و شام پانچ ہزار آدمی آنحضرت کی خانقاہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کھانا بھی نفیس ہوا کرتا۔ چنانچہ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی۔ بکرے اور مرغ کا گوشت ملتا۔ بڑے بڑے خلفاء کیلئے دو ہزار خوان تیار ہوتے۔ جن میں طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے وغیرہ ہوتے ٭ کہتے ہیں کہ خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آنحضرت کے خلفاء کی تعداد سات ہزار ہے جو سب کے سب صاحب کمالات ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کا ارشاد آنجناب کی طرح روشن تھا۔ اور جن کا سلسلہ آج تک موجود ہے ٭

اسی سال مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسفؒ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ اپنے جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ محمد یوسف! تم قیوم وقت خواجہ محمد معصومؓ کی خدمت میں جاؤ۔ وہاں تمہیں بہت سی نعمت ملیگی۔ ہمارے حق میں بھی اُن سے دعا کے لیئے التماس کرنا۔ آپ دوسرے روز اپنی شیخیت کو ترک کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے آپ پر بدرجہ کمال مہربانی کی ٭

## ذکر و بیان

سال چہل و یکم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بشارت دادن آنحضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ را منصب قیومیت و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو منصب قیومیت عنایت فرمایا۔ حضرت قیوم رابع خلیفہ اپنے جد بزرگوار قیوم ثالث کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ (قیوم ثالثؓ) نے جب بعض علوم و معارف و رہے اسرار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیئے۔ تو فرمایا کہ یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو۔ وہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں فرمائے تھے۔ بعد ازاں دوسرے دن مجھے خلوت میں بُلا کر

منصب قیومیت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ اب وہی تاج تمہیں عنایت ہوا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ وہ تاج طینت اصالت قیومیت اور محبوبیت ذاتی پر مشتمل تھا۔ فرمایا بعینہٖ وہی تاج ہے۔ جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب وہی تمہیں دیا گیا ہے حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کے قائل نہ ہونگے۔ تو میں حضرت قیوم ثانی سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری بھائیوں کے روبرو مجھے عنایت فرمائیے ❖

اسی سال ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مضمون کی ایک عرضی لکھی کہ حضرت سلامت! آج کل مجھے عجیب و غریب الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے 'انت من اولیائی'۔ تو میرے اولیا سے ہے کبھی 'انت من عبادی الصالحین'۔ تو میرا صالح بندہ ہے۔ کبھی 'انت لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون'۔ تو اُن لوگوں سے ہے جنہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور کبھی یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ کل میں بالاخانہ پر بیٹھا تھا۔ ایک طرح کی غنودگی ہوئی کہ کعبہ مقصود پر نظر جا پڑی۔ دیکھا کہ میں جناب مقدس میں بلاواسطہ غیرے پہنچ گیا ہوں۔ اسی اثنا میں باخیر و برکت نزول ہوا معلوم ہوا کہ اجابت دعا کا وقت ہے۔ پہلے میں نے آنجناب کے لئے دعا مانگی۔ تو آنجناب کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ الہام ہوا کہ آج تجھے باپ سے ملا کر ایک کر دیا ہے۔ کل سے آج تک برابر توجہ کرتا ہوں لیکن اس واقعہ کو خلاف نہیں پاتا امیدوار ہوں کہ آنجناب اس معاملہ کی تصدیق فرمائینگے۔ آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ مجھے اس واقعہ شریفہ کے مطالعہ سے جس میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے۔ کیا کچھ خوشی ہوئی۔ کام نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی۔ ہمارے دوریہ الہام ہوا ہے۔ پھر ہماری تصدیق کی کیا ضرورت ہے باوجود اس کے میں تصدیق اور تصدیق کرتا ہوں۔ یہ مکتوب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں ہے ❖

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے فرزند محمد نقشبند کو

آتے دیکھتا ہوں۔ تو اس کی تعظیم کو دل چاہتا ہے۔ لیکن باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنا ہندوستان میں معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اس واسطے نہیں کرتا۔ محمد نقشبند وہ شخص ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ محمد معصوم! اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہو گا جو کمالات الٰہی میں میری طرح ہو گا۔

اسی سال شیخ ابوالقاسم کی شادی حضرت حجۃ اللہ کی بیٹی سے ہوئی۔ اور میرے بھائی شیخ اسمٰعیل کی شادی حضرت مروج الشریعت کی لڑکی سے ہوئی۔ کہتے ہیں شیخ اسمٰعیل کی شادی کے دنوں میں ہر روز شام کے وقت بارش ہوتی تھی۔ جب برات کا دن آیا تو صبح کے وقت لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج کل شام کے وقت ہر روز بارش ہوتی ہے۔ اگر آج شام بھی بارش ہوئی۔ تو برات کا لطف نہیں آئیگا آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی التماس کے بموجب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک کالی گھٹا اٹھی اور اس قدر برسی جتنی ہر روز شام کو برسا کرتی تھی۔ بعد ازاں مطلع صاف ہو گیا۔ اور شام تک تمام گلی کوچے خشک ہو گئے۔ اور برات وغیرہ بفراغ خاطر روانہ ہوئی۔ اور شب نکاح بھی بخیریت گذری۔

اسی سال شیخ آدم بھکری رحمۃ اللہ علیہ بہت آدمیوں سمیت آکر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ ایک شخص لوگوں کو تاریکی سے نکال راہ روشن پر لاتا ہے۔ آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسرے دن آپ نے یہ خواب لوگوں کو سنایا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس بزرگ کی خدمت میں جاؤں۔ بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

اسی سال عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم سے متھرا کا بت خانہ جو کفار کا سب سے بڑا تیرتھ ہے گرایا۔ اس کے گراتے وقت بے شمار کفار نے مقابلہ کیا۔ لیکن بادشاہ نے سب کے قتل کا حکم دیا۔ اس واسطے کفار نے بھی تلوار اٹھائی۔ چنانچہ بارہ ہزار بڑے بڑے برہمن غازیوں کی تلوار کے گھاٹ جہنم میں داخل ہوئے جب کفر کو شکست ہوئی تو اہل اسلام نے مندر کو مسمار کرنا چاہا اتنے میں ایک شخص نے پانچ سیر اکسیر

کی ڈبیا بادشاہ کے پیش کی کہ یہ لو اور بتخانہ کو مت گراؤ۔ بادشاہ نے وہ ڈبیا برہمن سے لیکر دریا میں پھینک دی۔ اور بت خانہ کو گرا کر عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اُس کا نام مظہر اسلام آباد رکھا۔ ایک برہمن تخلص کافر شاعر نے اس مسجد اور بتخانہ کے بارے میں حسب ذیل شعر کہا ؎

بہ بیں کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ — کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

روحی تخلص ایک مسلمان شاعر نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر کہا ؎

بہ بیں کرامت شیخ مرا کہ بتخانہ — بیمن پیر منش خانۂ خدا گردد

## ذکر و بیان

سال چہل و دوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بشارت دادن آنجناب حضرت خواجہ محمد عبداللہ مروج الشریعت را بہ طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم والقا جنت نمودن و بشارت دادن حضرت ایشان بنیرہ ہائے کبار خود را۔

اِس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تیسرے فرزند حضرت خواجہ محمد عبداللہ مروج الشریعت کو طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی خوشخبری دی چنانچہ جناب مروج الشریعت اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو جو حق تعالےٰ نے تمام اولیاء امت پر فضیلت دی ہے اس کا سبب بھی محمدی طینت و اصالت ہے۔ کہ آنجناب کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنا۔ اسی واسطے حضرت قیوم ثانی کو مقام اصالت نصیب ہوا۔ اور تمام اولیاء امت پر فضیلت عنایت ہوئی۔ مجھے بھی طینت و اصالت سے مشرف کیا گیا۔ اب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ کمالات تمہیں عنایت فرمائے ہیں یعنی طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم عطا فرمائی ہے تمہارے بدن کے بعض اعضا طینت محمدی ص کے بنے ہوئے ہیں۔ اِس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے معزز پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا بڑا صالح اور متقی تھا۔ القائے نسبت کے لئے بلایا۔ سب سے پہلے حضرت حجت اللہ کے فرزند ابو العلی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ جن کمالات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ وہ تمہیں مل گئے ہیں۔ بعد ازاں دوسرے پوتے حاضر خدمت ہوئے آنحضرت رضؓ نے سب پر مہربانی کر کے توجہ دی۔ دوسرے روز آنحضرت قصر سلطانی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں۔ کہ ہم تینوں بھائی شیخ محمد ہادی شیخ محمد سالم اور میں اور ہمارے چچوں کے بیٹے حضرت ابو العلی شیخ محمد ابو القاسم۔ شیخ محمد اسمٰعیل۔ شیخ محمد اعظم شعیب۔ شیخ محمد قطب بن شیخ سعد الدین۔ اور علی رضا بن مولوی فرخ شاہ وغیرہ سب حاضر تھے۔ آنحضرت رضؓ نے ہم سب کو توجہ دی۔ اور ہر ایک کو نسبت خاص القا فرمائی۔ توجہ سے فارغ ہو کر سب کو کمال قرب حق کی خوشخبری دی۔ حضرت ابو العلی کے حق میں فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت اور کمالات مخصوصہ اس فرزند میں معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ کسی وقت اُن کا ظہور ہوگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا یعنی اس نسبت اور کمال کا ظہور حضرت ابو العلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ میں ہوا۔ جن کے ارشاد سے تمام جہان مغرب سے مشرق تک منور ہوگیا۔ حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ یہ ہمارے کمالات کا وارث کامل ہوگا محمد قطب کی ٹھوڑی کو پکڑ کر تین مرتبہ قطب قطب قطب فرمایا۔ مجھے کچھ فرمایا جس کو میں بیان نہیں کرتا۔ علی رضا کے حق میں فرمایا۔ کہ اس میں شورش عظیم معلوم ہوتی ہے مولوی صاحب کو فرمایا کہ بیٹے کی خبر رکھنا یہ بلائے عظم میں گرفتار ہوگا۔ آنحضرت رضؓ کے وصال کے بعد علی رضا بلائے عظم میں گرفتار ہوا چنانچہ بدعتوں اور گمراہیوں میں پڑ کر گمراہ ہوگیا۔ اور تمام حضرات سرہند اس سے بیزار ہو گئے۔ باپ نے اس کو عاق کر دیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ (آنحضرت رضؓ کے پہلے خلیفہ) نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جسے پڑھتے ہی آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ خواجہ محمد حنیف کو کہدو کہ جو کچھ ہم سے حاصل کیا ہے۔ وہ دے

اور اپنا کام کسی اور جگہ سے درست کرالے۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت سے پوچھا کہ اس عرضی میں کیا لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے جناب اس قدر خفا ہوئے ہیں۔ اس عرضی میں لکھا تھا کہ میں آج رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا۔ تو معلوم ہو گئے بعد ازاں خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز کے اسرار کی طرف متوجہ ہو۔ تو وہ بھی ظاہر ہوئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ آنحضرت کے اسرار بدرجہا افضل و اعلےٰ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا اسم مبارک ہو۔ وہاں دیگر کی کیا گنجائش ہے اس سبب سے ناراض ہوئے۔ جب خواجہ محمد حنیف کو آنحضرت کے عتاب کی خبر ملی۔ تو گھبرایا۔ اپنا مُنہ کالا کر کے سرہند آیا حضرت مروج الشریعت نے سفارش کی۔ آخر آنحضرت نے خواجہ صاحب کا قصور معاف فرمایا۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند شیخ محمد صدیق ہانسی حصار میں جہاں جمال ہانسوی کی اولاد رہتی ہے اور جو ہند میں چار قطب سے مشہور ہے منسوب ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو حضرت محمد صدیق کے ہمراہ شادی کے واسطے بھیجا۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے حضرت محمد صدیق کو فرمایا کہ میں حضرت جیو صاحب محمد عبداللہ کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ خبردار ان سے برادرانہ سلوک کرنا کیونکہ وہ بجائے باپ ہیں۔ جو ادب میرا بجالاتے ہو وہی ان کا بجالانا چاہئے۔ حضرت مروج الشریعت حضرت محمد صدیق کو ساتھ لے کر ہانسی پہنچے۔ اور بڑی دھوم دھام سے شادی کی۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال ایک دفعہ حضرت امام معصوم عشا کی نماز کے بعد خانقاہ کے گوشہ میں تنہا نفل ادا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک برقعہ پوش آکر مقتدی بنا۔ نماز سے فارغ ہو کر اُس برقعہ پوش نے جانا چاہا۔ تو آنحضرت رض نے برقعہ پوش کا پتہ پوچھا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ آنحضرت نے آداب بجالائے۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے مقتدی بننے کا بڑا شوق تھا۔ لیکن آپ کو اکیلا نہیں پاتا تھا۔ آج تنہائی میں پاکر مقتدی بنا ہوں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ۔

# ذکر دربیان

سال چہل وسوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ تشریف فرمودن آنحضرت از سرہند بہ شاہجہان آباد و قضایاکہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال شاہجہان بادشاہ فوت ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اسکی لڑکی جہاں آرا بیگم جو باپ کی خدمت میں رہتی تھی۔ اور داراشکوہ دونو بہن بھائی اورنگزیب کے جانی دشمن تھے اور آپس میں ان کی بڑی محبت تھی۔ چنانچہ داراشکوہ کو ولیعہدی اُس کی طفیل نصیب ہوئی۔ جب اورنگزیب تخت نشین ہوا۔ تو جہاں آرا نے شاہجہان کے پاس رہنا شروع کیا۔ جب شاہجہان کی موت کا وقت قریب آگیا۔ تو جہاں آرا نے اُسے کہا کہ اَب مَیں تیرے بعد کیا کرونگی۔ باپ نے کہا اب میرے اختیار میں کچھ نہیں جہاں آرا نے کہا۔ میری سفارش سے اورنگزیب کا قصور معاف کرو تاکہ میرا احسان اس پر ثابت ہو جائے۔ شاہجہان نے عین جان کنی کے وقت کاغذ قلم دوات منگا اپنے ہاتھ سے لکھا کہ مَیں نے جہاں آرا بیگم کے کہنے سے اورنگزیب کی تمام تقصیرات معاف کیں۔ اور یہ کہا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ بعد ازاں مرگیا۔ جب اورنگزیب کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی۔ تو ماتم پرسی کے لئے شاہجہان آباد سے اکبر آباد گیا جہاں آرا بیگم نے وہ کاغذ اورنگزیب کو دیا۔ جس سے اورنگزیب اس کا ممنون و احسانمند ہوا۔ اور اُسے اپنے ساتھ شاہجہان آباد لا کر بڑی عزت سے رکھا+

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شاہجہان کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔ تو اُس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ مجھ پر کشف ہوا۔ دیکھا کہ روز قیامت شاہجہان داراشکوہ کے افعال شنیعہ کی حمایت کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہے۔ مَیں نے اُسے چھڑا کر دارالامان میں پہنچا دیا۔ شاہجہان کہتا ہے کہ میری دستار میں چار لعل تھے۔ جن میں سے تین گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف ایک رہ گیا اُسے آنحضرت کے قدموں پر رکھ دیا۔ اُن چار لعل سے مراد اُس کے چار لڑکے ہیں۔ جن میں سے تین قتل ہوئے۔ اور اورنگزیب سلامت رہا+

اسی اثنا میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی آدمیوں نے چالیس مختلف مقامات پر مجھ سے محصول لیا ہے اور ہندوؤں سے جزیہ لینے میں وہ تغافل کرتے ہیں۔ بلکہ بادشاہ کا پسخوردہ جو امرا کو دیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے مال سے لیا جاتا ہے۔ اس کے عوض نقد روپیہ دیتے ہیں۔ آنحضرت یہ سنکر نہایت خفا ہوئے۔ آخر جب آنحضرت شاہجہان کی ماتم پرسی اور بادشاہ کو چند نصیحتیں کرنے کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ تو بادشاہ نے مطلع ہو کر اپنے ارکان سلطنت کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ کہ ہر ایک منزل پر سامان مہیا کریں +

کہتے ہیں کہ آنحضرت چالیسویں سال قیومیت میں جس قدر خلفا اور مرید آئے تھے۔ سب کو لے کر شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر امرا اور شاہی فوجیں استقبال کو آئیں۔ گویا شہر کے شہر آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ کئی کوس تک جنگل آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب شاہجہان آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر موضع سنپت میں پہنچے۔ تو بادشاہ خود بھی استقبال کیلئے حاضر خدمت ہوا روایت ہے کہ سنپت سے قلعہ تک بیس کوس کے اندر تمام آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ پانچہزار سات سو خلفا صاحب ارشاد ہمراہ تھے۔ اسی سے دوسرے مریدوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت شاہجہان آباد میں خانجہان بہادر کے محل میں جو ایک نہایت وسیع عالیشان خوبصورت اور عدیم المثال عمارت ہے اُترے۔ اور خلفا اور مرید مختلف مسجدوں اور مدرسوں میں جاگزین ہوئے تمام مسجدیں اور مدرسے آنجناب کے مریدوں سے پُر ہو گئے۔ آنجناب دوسرے روز شاہجہان کے فاتحہ کے لئے بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ تعزیت کی رسومات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ بادشاہی آدمی سوداگروں سے محصول زیادہ لیتے ہیں اسے روکنا چاہئے بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا۔ کہ جب سوداگر سے ایک جگہ محصول لیا جاوے دوسری جگہ نہیں لینا چاہئے پھر فرمایا کہ تم میں نہ اسلامی محبت ہے نہ شاہی کہ کفار تمہارے کھانے کو مکروہ سمجھ کر نہیں لیتے۔ تم اس کے عوض روپیہ دیتے ہو۔ عوض کیا وار اشکوہ ایسا کیا کرتا تھا۔ میں نہیں کرتا۔ پھر فرمایا جزیہ لینے میں عمال کیوں تغافل کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جو چیز واجب ہے اس کے لینے میں سستی کرتے

ہیں۔ اور جو منع ہے وہ لیتے ہیں۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ میں نے جزیہ لینے کے بارے میں سخت تاکید کی ہوئی ہے۔ میں نہیں جانتا کیوں اُس کے لینے میں سُستی کرتے ہیں۔ اور جو چیز منع ہے وہ لیتے ہیں۔ اُسی وقت حکم کیا کہ جزیہ بڑی سختی سے وصول کیا جائے +

جن دنوں آنحضرتؓ شاہجہان آباد میں تھے۔ ایک امیر کا بیٹا بیمار تھا۔ اس امیر کا ایک نوکر اُس بچے کو اٹھا ہر روز آنحضرت کی خدمت میں دعائے شفا کے لیئے لاتا ایک روز رستے میں وہ بچہ مر گیا۔ وہ نوکر امیر کے ڈر کے مارے لڑکے کو آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ آنحضرت رضؓ نے ابھی چند ایک آیتیں پڑھ کر دم کی تھیں۔ کہ بچہ زندہ ہو گیا۔ وہ شخص اُسے لیکر خوشی خوشی گھر گیا۔ اور امیر سے سارا حال بیان کیا +

ان دنوں آنحضرتؓ کے پاس خلقت کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ شاہزادہ اعظم شاہ باریاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ وہ ازراہ ادب اپنے نوکر چاکر چھوڑ کر آتا۔ جب پہلے دن آدمیوں کی کثرت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ دوسرے روز بڑی تکلیف سے آدمیوں میں گھسا اور جا کر شرف زیارت حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ شاہجہان آباد میں گیارہ روز رہکر سرہند واپس تشریف لے گئے۔ ان گیارہ دنوں میں تین دفعہ سوار ہوئے۔ ایک دفعہ بادشاہ کے ہاں جاتی مرتبہ۔ اور دو دفعہ جمعہ کی نماز کے لیئے۔ تین دفعہ بادشاہ آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا رخصت کے وقت بارہ کوس تک آنحضرتؓ کے ساتھ گیا۔ آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ یہ ہماری آخری رخصت ہے۔ پھر قیامت کو ملاقات ہو گی۔ بعد ازاں کچھ وصیتیں فرمائیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت غمگین ہوا +

اسی سال خواجہ محمد حنیف کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں دوبارہ حاضر خدمت ہونے کی پہنچی۔ آنحضرت رضؓ نے اُس کے جواب میں لکھا۔ کہ لوگ حاضر خدمت اس واسطے ہوتے ہیں کہ مقامات قرب الہی حاصل کریں۔ سو تمہیں عنایت کیئے گئے ہیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق نے بھی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی۔ اور مقامات اصالت کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا۔ کہ تم نے کس اصالت کی بابت سوال کیا ہے آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حاصل کرنے میں خواجہ نقشبندؒ نے اپنی عمر صرف کر دی اور جس کے لیئے مولانا عارفؒ نے کئی دفعہ سفر حج کیا۔ تا کہ اصل کی بُو ہی حاصل کر سکے۔ سو وہ اصالت مدت سے خود تمہیں

حاصل ہے۔ اگر اس اصالت سے مراد طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ تو یہ خیال خام ہے۔ یہ اصالت تمام امت میں حضرت دو تین شخصوں کو میسر ہوئی ہے۔ مہدی موعود کو اصالت عیسوی علیہ السّلام نصیب ہوگی ؛

## ذکر و بیان

سال چہل و چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ توجہ دادن آنجناب حضرت خواجہ محمد اشرف و حوالہ کردن و تقسیم نمودن تمام مریدان و خلفاء خود را بفرزندان بزرگوار و فرستادن آنحضرت خلفاء را باطراف و اکناف عالم :۔

اِس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرف پر توجہ قسری کی۔ توجہ قسری کا یہ مطلب ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتدا سے لیکر انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد اشرف اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محل میں بیٹھے تھے مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور ہے۔ آؤ میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔ اور نہ آیندہ کوئی کرے۔ پھر مجھے القائے نسبت کیا۔ اور کامل توجہ دیکر فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ جس کے آگے وہم خیال میں نہیں آسکتا۔ آنحضرتؓ نے ولایت صغرےٰ۔ کبرےٰ۔ علیا۔ اور کمالات نبوّت و کمالات رسالت۔ حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ۔ اور صباحت و ملاحت وغیرہ سب کچھ ایک ہی وقت میں مجھے حاصل کروائے۔ چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس مَیں اپنے آپ میں کرنے لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰے ذٰلِکَ ؛

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفا کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہؒ کو کابل اور اس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دئے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجت اللہؒ کے سپرد بدخشان۔ ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام۔ یمن کے تمام مرید اور ہند کے بعض آدمی سپرد کئے۔ حسب ذیل خلفا بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری

خواجہ عبد الصمد۔ اخون موسے ننگرہاروی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون خطائی وغیرہ۔ شاہزادہ اورنگزیب بھی آنجناب کے سپرد ہوا۔ جب حضرت حجت اللہ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کو خراسان ماوراء النہر۔ توران۔ دارگنج۔ غورسد۔ اندراب۔ قہستان۔ طبرستان اور سیستان کے علاقے سپرد کئے۔ اور حسب ذیل خلفا آپ کے ماتحت کئے۔ شیخ ابو المظفر برہان پوری شیخ حبیب اللہ بخاری۔ صوفی پائندہ طلا۔ شیخ ابو القاسم بلخی وغیرہ۔ اور ہند کے اکثر امرا۔ اور شاہزادہ معظم شاہ بھی آپکے سپرد ہوا۔ آخر انہوں نے بھی حضرت حجت اللہ سے رجوع کیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد مروج الشریعت اور حضرت خواجہ محمد اشرف اور دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفا کو حوالہ کیا۔ حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سلطان اورنگزیب۔ اعظم شاہ جعفر خاں وزیر شائستہ خاں۔ مکرم خاں۔ محتشم خاں۔ سلطان عبد الرحمن سپرد کئے۔ اور حسب ذیل خلفا حوالے کئے۔ اخون میر محمد محسن سیالکوٹی۔ صوفی پائندہ ملاس۔ شیخ ابو القاسم بھکری وغیرہ۔ سلطان ہند نے آخر حجت اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب۔ بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کئے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خلفا کو جہان کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ چالیسویں سال قیومیت میں دنیا کے مختلف حصوں سے جو مرید خلفا حاضر خدمت ہوئے تھے سب کے سب موجود تھے تمام کو رخصت کیا۔ ایک ہزار سات سو خلفاء ترکستان اور دشت قبچاق میں بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبد الرحمن کو بنایا۔ پانچسو خلیفے کاشغر اور خطا کی طرف بھیجے۔ اُن کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔ چارسو خلفا شام اور روم کی طرف بھیجکر اُن کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفا خراسان۔ بدخشان۔ اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کر کے بھیجے۔ ایک سو خلفا کابل میں اور ایک سو خلفا نواح پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفا ننگرہار میں اُن سب کا سردار خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور اخون موسے کو مقرر فرمایا۔ باقی خلفا کو ہندستان کے مختلف شہروں میں بھیجا۔ اس سال حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی شادی حضرت محمد اشرف کی بیٹی سے ہوئی۔

# ذکر دربیان

سال چہل پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ صبغۃ اللہ بہ کابل حضرت شیخ محمد سیف الدین را بہ لشکر ہند و قضایا کہ در آنجا بشیخ را رو دادہ اند:۔

اِس سال خواجہ محمد حنیف نے اس دارفانی سے کوچ کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اُن کی وفات کا بہت افسوس ہُوا۔ اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو کابل بھیجا۔ وہاں کے تمام وضیع و شریف آپکے مطیع و مرید ہوئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہکر واپس سرہند حاضر خدمت ہوئے +

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین کو سلطان ہند کی تربیت کے لئے شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پاکر استقبال کیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر قلعہ میں اپنے ساتھ رکھا۔ داراشکوہ نے قلعہ کے اندر سنہری اور روپہری ہاتھی بنوائے ہوئے تھے۔ اور قلعہ کے دروازے پر بھی رنگ برنگ کی تصویریں بنوا رکھی تھیں۔ جب قلعہ میں داخل ہوتے وقت شیخ صاحب کی نگاہ اُن تصویروں پر پڑی تو فرمایا کہ ہم اس بتخانے میں نہیں جاتے۔ بادشاہ نے حکم دیا تو اُسی وقت تمام تصویریں تیروں سے مٹائی گئیں۔ چنانچہ آج تک اُن کے نشان موجود ہیں۔ ان ہاتھیوں کو بھی دور کیا۔ بعد ازاں آپ قلعہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ صبح شام آپکے حلقہ میں شامل ہوتا۔ اور مریدانہ سلوک کرتا۔ توجہ باطنی حاصل کرتا +

ایک روز حضرت شیخ نے سُنا۔ کہ بادشاہ کا علم ظاہری کے استاد سید محمد قنوجی نے جو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پر مجلس قائم کی ہے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق اس مجلس میں گوئے مطرب گاتے ہیں۔ اور چنگ رباب ڈھولک اور طنبورہ وغیرہ بجاتے ہیں۔ اور لوگ رقص و سماع کرتے ہیں۔ اس وقت شہر کے اکثر گوئے اور قوال وہاں حاضر تھے۔ حضرت شیخ امر معروف کے اجتناب کے لئے معہ بارہ ہزار مریدوں کے اس طرف روانہ ہوئے۔ لوگوں کے اجتناب کے لئے ہر روز آپ کی سواری میں

سات سو لو ہے کی لاٹھیاں ہوتیں۔ جب سید محمد قنوجی نے سنا کہ حضرت شیخ محمد سیف الدین احتساب کے لئے آ رہے ہیں۔ تو خود اکیلا وہاں سے کسی طرف کو نکل گیا۔ باقی اہل مجلس بھی کھسک گئے۔ آپ کے مریدوں نے بدعت کے تمام ساز چنگ رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ توڑ ڈالے اور جس کو وہاں پایا مار پیٹ کی ؎

| | |
|---|---|
| گروہے اہل بدعت فتنہ اندیش | نشستہ ہر یکے فارغ ز تشویش |
| چو روئے فوج شیخ از دور دیدند | ہمہ لاحول خواں از جا رمیدند |
| در آمد آں بکار شرع ممتاز | شکیبے ساز بدعت کرد آغاز |

بعد ازاں جب تک حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ زندہ رہے شاہجہان آباد کے مزارات میں ایسی مجلس کبھی منعقد ہونے نہ پائی۔ بادشاہ نے سید محمد کو بہت ملامت کی۔ کہ تم نے عالم ہو کر ایسی بدعت کی اور مجھے شیخ صاحب سے شرمندہ کرایا۔ سید محمد نے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ کسی نے یونہی میرا نام لے دیا ہو گا میں تو وہاں موجود نہ تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ تم عالم ہو کر کیوں ایسا کرنے لگے شیخ صاحب نے بادشاہ کو حکم دیا کہ تمام قوالوں مطربوں۔ گویوں اور اہل بدعت کو اپنے ملک سے نکال دو۔ بادشاہ دین پناہ نے اسی وقت قطعی حکم دے دیا کہ تمام گویوں مطربوں۔ گائنوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہل بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ تمام حکام نے شاہی حکم کے مطابق عمل کیا اہل بدعت کو دور کیا۔ اور ان کے ساز توڑ ڈالے۔ غیر شرع فقرا نے توبہ کی۔ مخالف شرع آدمیوں کو ملک بدر کیا گیا۔ اور جو باقی بچے وہ شرع کے پابند ہو گئے +

ایک روز بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو جنگل میں تمام مطربوں اور گویوں نے مل کر یہ شعر گایا ؎

| | |
|---|---|
| در کوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند | گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا |

بادشاہ نے کہا کہ حضرت شیخ سے جا کر کہو۔ انہوں نے جب شیخ صاحب کا نام سنا تو ناامید ہو کر چلے آئے۔ ہزاروں ڈھولک۔ طنبور۔ چنگ رباب وغیرہ ساز بدعت لا کر توڑے گئے۔ جب مطربوں اور گویوں کو کامل یقین ہو گیا۔ کہ اب بادشاہ بدعت کا کوئی کام نہیں کرتا۔ تو ایک جنازہ بنا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے نکالا۔ بادشاہ

نے پوچھا کس کا جنازہ ہے کہا سرود اور نغمہ مر گیا ہے۔ اُسے دفن کرنے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ایسا دفن کرنا کہ قیامت تک نہ نکلے ؛

دکن میں بادشاہ کے ایک امیر نے پوشیدہ مجلس سرود قائم کی۔ لیکن اپنے ہمنشینوں کو کہا۔ کہ اگر حضرت شیخ صاحب کو اطلاع ہو گئی۔ تو میری سخت بے عزتی ہو گی۔ یہ کہکر گویوں کو رخصت کیا ؛

انہیں دنوں اعظم شاہ کی شادی دارا شکوہ کی لڑکی سے ہوئی شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس مجلس میں کوئی خلاف شرع کارروائی ہوئی۔ تو میں ناراض ہو جاؤنگا۔ شاہزادہ نے ڈر کے مارے کوئی بدعت کا کام نہ کیا۔ جتنے کہ ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے آتشبازی کا سامان تیار ہوا تھا۔ اُسے بھی استعمال نہ کیا۔ بادشاہ شاہزادہ کو لئے ایک مقام پر بیٹھا تھا۔ کہ ابھی شیخ صاحب آکر اپنے ہاتھ سے سہرہ باندھتے ہیں۔ جب شیخ صاحب تشریف لائے۔ اور ایک اور جگہ ہو بیٹھے۔ تو بادشاہ اور شاہزادہ دونو وہیں حاضر خدمت ہوئے آنجناب نے خود دست مبارک سے سہرہ باندھا۔ شیخ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف ان تمام امور کی شکر گذاری لکھی۔ اور بادشاہ کے بعض باطنی امور بھی عرض کئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کی طرف لکھا جس میں بادشاہ کی حالت یوں بیان فرمائی۔ کہ بادشاہ فنائے قلب میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے پہنچ چکا ہے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ حق تعالےٰ کا شکر بجالایا۔ پھر شیخ صاحب سرہند تشریف لائے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے فائض الانوار سے مشرف ہوئے ؛

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کے لئے سرہند میں دیبا کا ایک خیمہ جواہرات اور مروارید سے ٹکا ہوا نصب ہوتا۔ جس کی چوبوں پر یاقوت جڑے ہوتے اس خیمہ کے اندر ایک جڑاؤ کرسی رکھی جاتی جس پر آنجناب جلوہ افروز ہوتے۔ اور جن کے گرداگرد نقیب اور چوبدار ہاتھوں میں سنہری اور روپہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہوتے بادشاہ۔ شاہزادے اور امرا حاضر خدمت ہو کر کھڑے رہتے۔ جب تک حکم نہ ہوتا نہ بیٹھتے ؛

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت رضی

کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کو القائے نسبت خاص اور توجہ سے سرفراز فرما کے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میر سامان ہوگا۔ قیامت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یہی اہتمام کریگا۔ اور باقی تمام اہل اہتمام اُس کے ماتحت ہونگے +

اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے اس جہانِ فانی سے اپنے ارتحال کے قریب ہونے کی خبر دی۔ لوگ یہ سُنکر سخت غمگین ہوئے +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کی +

## ذِکر دربیان

برخے کمالات و تصرفات حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی جلالت و قدرت اس قدر نہیں کہ مَیں چند ایک کرامتیں بیان کرکے اُسے ادا کرسکوں۔ مَیں نے تاریخ نویسوں کے قاعدہ کے مطابق جو اکثر اولیا۔ انبیا کے حالات لکھتے وقت ان کی کرامتوں اور معجزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی چند ایک ان کرامتوں کا ذکر لکھ دیا ہے۔ جو آنجناب کے معتبر فرزندوں سے سُنیں ہیں +

**کرامت** - میرے (مصنفؒ) کے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ کو اکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو مالوہ کے جنگل میں رات آگئی۔ جہاں کوسوں تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ بہت گھبرایا اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کی طرف متوجہ ہؤا۔ اتنے میں ایک لشکر عظیم دکھائی دیا۔ لشکر کے دیکھنے سے قدرے تسلی ہوئی۔ جب لشکر میں آیا تو لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی۔ بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ اُٹھکر بغلگیر ہؤا۔ اور خوب ضیافت کے سامان کئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کسی کام کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو اس کا ہاتھ کئی گز لمبا ہوگیا۔ جسے دیکھ کر وہ شخص ڈرا۔ جب انہیں معلوم ہؤا کہ وہ ڈر گیا ہے تو اس سے پوچھا کیا تم ڈر گئے

ہو۔ کہا ہاں۔ بادشاہ نے کہا میں جنوں کا بادشاہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کا مرید ہوں
اس ملک میں رہتا ہوں۔ آنحضرتؒ نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے کہ میرا فلاں مرید
جنگل میں ہے اس کی خبرگیری کرو۔ اس واسطے میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تم میرے
پیر بھائی ہو۔ آج رات ہمارے پاس رہو۔ کسی قسم کا وسواس نہ کرو۔ کل جہاں چاہو گے
تمہیں پہنچا دینگے۔ وہ رات بھر عیش و عشرت میں رہا۔ صبح انہیں کہا کہ مجھے شہر ورنج
میں کچھ کام ہے۔ مجھے وہاں پہنچا دو۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا۔ تمہاری مہمانداری
میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے۔ یہ لو روپیہ تمہارے کام آئیگا۔ اور آنکھیں بند کرو
اس نے بدرہ ہاتھ میں لے آنکھیں بند کیں۔ تو ایک گھڑی بعد جب آنکھیں کھولیں
تو سر ورنج کے پاس تھا۔ بدرہ کھولکر جب روپیہ گنا تو پانچ ہزار اشرفی تھی جس سے
وہ فارغ البال ہو گیا +

**کرامت** ۔ طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ
عنہ خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک جناب کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے۔
لوگ حیران رہگئے۔ جب وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا
اُس نے میری طرف توجہ کی۔ اور اپنی نجات کے لئے مجھ سے مدد طلب کی۔ میں نے
اپنے ہاتھ سے اس کے جہاز کو غرقاب سے نکال ساحل پر پہنچایا ہے۔ مدت بعد وہ سوداگر
نذر لیکر حاضر خدمت ہوا۔ تو اس غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا +

**کرامت** ۔ خواجہ عبدالرحمٰن ترمذی فرماتے ہیں کہ ترمذ کے بہت سے لوگ
آنحضرت کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ آنحضرتؒ
نے ہر ایک کے حال پر مہربانی کی۔ اور سب کو بطور تبرک کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا۔
لیکن مجھے تبرکاً کچھ بھی نہ دیا۔ میرے دل میں تبرک کی آرزو ہی رہی۔ جب ہم وطن کو
لوٹے۔ تو مجھے اس بات کا بہت قلق تھا۔ کہ اوروں کو تو تبرک ملگیا۔ اور میں محروم
رہگیا۔ شائد میں بدنصیب ہوں۔ اتنے میں شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ
تشریف لائے ہیں۔ لوگ آنجنابؒ کے استقبال کے لئے جا رہے تھے۔ میں بھی اُنکے
ساتھ ہو لیا۔ شہر کے باہر آکر دیکھا کہ آنحضرت ابلق گھوڑے پر سوار آرہے ہیں
آنجنابؒ نے ازراہ لطف و کرم مجھے فرمایا کہ عبدالرحمٰن! کیوں خفا ہو۔ یہ لو کلاہ

جب میں نے کلاہ لی۔ تو آپ نظر سے غائب ہو گئے۔ اور جو آدمی ہمراہ تھے اُن میں سے بھی کوئی نظر نہ آیا۔

**کرامت** شیخ محمد شاہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آنحضرت کی سواری کے وقت ایک سید بپاس ادب پا پیادہ جا رہا تھا۔ انبوہ کے باعث وہ سید ایک کوچہ میں جا پڑا۔ اور دل میں کہا۔ کہ میں سید ہو کر آنحضرتؓ کی سواری میں ایسا ذلیل ہوں۔ یہ خیال آتے ہی حضرتؓ نے فرمایا۔ سید صاحب میں نے آپ کو کب کہا تھا کہ ضرور میری سواری میں پیدل چلو اور ذلیل ہو اُس نے اپنے خیال سے توبہ کی۔

**کرامت**۔ مقامات معصومی میں لکھا ہے کہ آنحضرت کا ایک مخلص امیر ایض ہو گیا۔ جسے تمام اطبائے ہند نے لا علاج قرار دیا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ آخر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں اطبا کے علاج کی وجہ سے زندگی سے ناامید ہو چکا ہوں۔ اگر جناب توجہ فرماویں تو زیست کی امید قوی ہے۔ آنجنابؓ نے فرمایا خاطر جمع رکھو اس مرض سے شفائے کلی نصیب ہو گی۔ اپنے وضو کا پانی اسے پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی کامل شفا پائی اور توانا و تندرست ہو گیا۔

**کرامت**۔ آنجناب کا ایک خاص مرید بیان کرتا ہے کہ میں حد درجے کا مفلس ہو گیا۔ حتیٰ کہ نان شبینہ کا محتاج ہو گیا۔ روٹی کھانے کو نہ ملتی میں نے اپنی حالت آنحضرت سے عرض کی۔ کہ مجھے اس افلاس سے بچایا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا دنیاوی جمیعت چاہتے ہو یا دینی۔ میں نے عرض کیا۔ دینی اور دنیاوی دونو۔ مسکرا کر میرے حق میں دعا کی۔ اور پھر خوشخبری دی کہ حق تعالےٰ نے تجھے دین و دنیا کی جمیعت عطا فرمائی ہے۔ ابھی ایک مہینہ نہیں گذرنے پایا تھا۔ کہ دنیاوی مال و اسباب بکثرت ملگیا امید ہے۔ کہ قیامت کے دن بھی مجھے جمیعت حاصل ہو گی۔

**کرامت**۔ آنجنابؓ کے ایک عزیز مخلص نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا۔ بہتیرا علاج کیا۔ لیکن بے سود۔ ایک شخص ایک دوائی لایا جس کی اُس نے بڑی تعریف کی۔ جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی۔ تو میں اندھا ہو گیا۔ چند روز اسی حالت میں رہا۔ انہی دنوں آنحضرت سفر حج سے واپس تشریف لائے۔ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اور حال بیان کیا آنحضرتؓ نے سخت افسوس کیا اور اپنا

لعاب دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا۔ کہ دونو ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے گھر جا کر کھولنا حسب الحکم گھر جا کر آنکھیں کھولیں۔ تو دونو بالکل روشن تھیں +

کرامت۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص مرید حافظ حامد بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ تو مجھے بھی حج کا حد سے زیادہ شوق ہوا۔ سفر کی تیاری کی۔ اور ضروریات سفر بہم پہنچائیں۔ اسی اثنا میں ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ حامد ہم تو حج کو جاتے ہیں لیکن تمہارا جانا نہیں معلوم ہوتا اچھا ہم حج سے ہو آئیں اتنے میں تم قرآن شریف حفظ کر لو۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ ہر طرح سے ساز و سامان کر چکا ہوں پھر میرا جانا کیونکر نہ ہوگا۔ چند روز بعد میں ایسا بیمار اور لاغر ہو گیا۔ کہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ آنحضرت حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور میں بسبب ضعف پیچھے رہ گیا۔ جب اس مرض سے افاقہ ہوا تو آنحضرت سمندر پار تھے۔ میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ہم حج سے فارغ ہوئے اور تم قرآن شریف کے حفظ سے +

کرامت۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نماز کے وقت قرأت پڑھتے تو آنجناب کے پیچھے بعض اوقات سفر یا سیر میں سو سو صف بھی ہوتی۔ لیکن آواز اس قسم کی تھی کہ جتنی اونچی آواز پہلی صف والوں کو سنائی دیتی۔ اتنی ہی آخری صف والوں کو +

کرامت۔ ناصر علی شاعر کا بیان ہے کہ مجھے شعر کہنے کا از حد شوق تھا۔ لیکن کہنا نہیں آتا تھا۔ ایک روز میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنجناب وضو کر رہے تھے۔ از راہ عنایت مجھے فرمایا کہ علی جو چاہو مانگو۔ میں نے عرض کیا زبان چاہتا ہوں۔ فرمایا ارے کم ہمت! اچھا یہ لو میرے وضو کا پانی پی لو۔ کافی ہوگا میں نے حسب الارشاد وضو کا پانی پیا۔ پیتے ہی میرا سینہ معرفت الٰہی سے منور اور میرا دل مظہر فیض الٰہی ہو گیا۔ میری زبان سے اس قسم کے شعر نکلنے لگے کہ جن سے بڑھ کر وہم و قیاس میں بھی نہیں آ سکتے۔ میرا شعر بلحاظ فصاحت و بلاغت اور نزاکت و لطافت کے تمام جہان کے شاعروں سے بڑھ کر تھا ؎

بایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید
بایاراں مے قسم تا کہ مے گوید جوابش را

حسب ذیل دو شعروں میں اپنے عرفان کا اظہار کیا ہے ؎

بترس از من کہ مقبول الہم نیم شاعر گدائے بادشاہم
ز تیغ غیرتم جاں را نگہدار سپر کن شرم وایماں را نگہدار

**کرامت** حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کا بیٹا بیمار ہوگیا۔ بہتیرا علاج کیا۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ ماں باپ نا امید ہو کر لڑکے کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ لڑکا مرگیا۔ اور باپ بھی بے قراری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا۔ اور قریب المرگ ہوگیا۔ جب آنحضرت رضی نے آکر لڑکے کو مرا ہوا۔ اور باپ کو بھی مُردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا۔ تو اس کے حال پر رحم آیا۔ اس لڑکے پر توجہ فرمائی۔ اور دیکر تک کھڑے رہکر اس لڑکے پر مراقبہ کیا۔ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھ کر دم کیں۔ اور وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ جس کے چھڑکتے ہی لڑکا اُٹھ بیٹھا۔ گویا مرض کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور پہلے کی نسبت اُن کا اعتقاد زیادہ ہوگیا +

**کرامت** ۔حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک بھتیجے نے جو آنجناب کا داماد بھی تھا۔ پوشیدہ طور پر ایک اور عورت سے نکاح کرلیا۔ آنجناب کی بیٹی نا راض تھی۔ اُس نے دوسری بہنوں کو اکٹھا کر کے آنحضرت رضی سے خاوند کی شکایت کی آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا ضرور مرجائیگی۔ اب اُس کے لئے دعائے خیر کرو تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اس بات کے تیسرے روز مرگئی +

**کرامت** ایک دفعہ کاشغر کا بادشاہ جو آنحضرت کا مرید تھا۔ غزنی کے کافروں سے سخت لڑائی لڑا۔ جس میں شاہ کاشغر مغلوب ہوا۔ فوج بھاگ گئی۔ صرف چند ایک آدمی رہ گئے۔ غنیم بہت قریب آگیا۔ اور قریب تھا کہ اُسے پکڑ کرلے جائے۔ اس وقت اُس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اور مدد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثنا میں ایک فوج نمودار ہوئی لوگوں نے کہا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ سلطان کاشغر کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ آنحضرت فوج میں گھوڑے پر سوار ہیں۔ اس فوج کو دیکھتے ہی دشمن بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ غزنیوں کو قتل کیا۔ جب فتح کرکے لوٹا اور آنحضرت کی زیارت کرنے کے لئے فوج کے قریب آیا تو فوج مذکور

غائب ہوگئی +

کرامت - ایک دفعہ والئے لاہور سے کوئی خطا سرزد ہوئی - داراشکوہ ولیعہد اُس پر سخت ناراض ہوا - شاہی آدمیوں کو بھیجا - کہ اُسے پکڑ کر لے آؤ جب آدمی اُسے لاہور سے بادشاہ کے پاس لیجارہے تھے - تو اثنائے راہ سرہند پہنچکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - اور اپنی حالت عرض کی - آنحضرت نے فرمایا خاطر جمع رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی - اُس نے عرض کیا کہ داراشکوہ نے میرے قتل کی ٹھان لی ہے آنحضرت نے فرمایا تمہیں ذرہ بھر تکلیف نہیں پہنچا سکیگا - بلکہ تیرا قرب اور بھی زیادہ ہو جائیگا آنجناب کے فرمانے سے اس کی تسلی ہوئی - جب اُسے داراشکوہ کے پاس لے گئے - تو داراشکوہ نے کہا گو میں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا - لیکن اب جو میں نے اُسے دیکھا تو بے اختیار میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی ہے - اس وقت مہربان ہو کر ملتان اور لاہور کی حکومت اُسے سپرد کر کے رخصت کیا - جب وہ سرہند پہنچا تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کامل اعتقاد سے مرید ہوا +

کرامت - آنحضرت کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی - ایک روز اُس نے اس بارے میں آنحضرت سے التماس کی - کہ میں نے عورت بھی کی لونڈیاں بھی رکھیں - لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی - آنحضرت نے فرمایا جاؤ اس سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا - جو صاحب معنی ہوگا - اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا - جب وہ سن رشد و تمیز کو پہنچا - تو آنحضرت کا مرید بنا - اور سلوک حاصل کر کے اعلےٰ مقامات حاصل کئے - واقعی جیسا آنحضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا +

کرامت آنحضرت کے ایک مرید نے بیان کیا - کہ مجھے افلاس نے تنگ کیا تو میں نے گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا - کہ افلاس کے ہاتھوں سخت لاچار ہوں - آنحضرت نے مجھے روپیوں کا بدرہ دیا - اور فرمایا کہ اسے گنا مت جس قدر چاہو خرچ کئے جاؤ - میں حسب ضرورت اس میں سے وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا حتےٰ کہ ایک لاکھ روپیہ میں اُس میں سے صرف کر چکا لیکن وہ اتنے کا اتنا ہی تھا - ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا - تو سات سو نکلا - اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا - تو ختم ہو گیا +

**کرامت** ایک دفعہ آنحضرت کو مرض لاحق ہوا۔ بادشاہ نے آنحضرت کے واسطے انگور بھیجے۔ جب آنحضرتؒ نے انگور دیکھے۔ تو فرمایا کہ یہ انگور بارگاہ الٰہی میں عاجزی اور منت وسماجت کرتے ہیں۔ کہ ان میں شفاء رکھی جائے حقتعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دانوں میں شفاء رکھدی ہے۔ جو مریض ان دانوں کو کھائیگا شفا پائیگا۔ پہلے چند دانے آنحضرتؒ نے تناول فرمائے۔ بعد میں باقی اور مریضوں کو تقسیم کیئے۔ جس جس نے کھائے وہی تندرست گیا +

**کرامت** ایک شخص نے آنحضرت کے حضور میں ایک شیعہ کے بعض بدعقیدوں کا بیان کیا۔ کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہے۔ آنحضرت سنکر سخت ناراض ہوئے۔ خربوزہ کھا رہے تھے۔ آپ نے چھری ہاتھ میں لیکر خربوزے پر رکھ کر فرمایا۔ کہ لو ہم اس رافضی کا سر کاٹتے ہیں۔ خربوزے کو دو ٹکڑے کیا۔ اسی روز رافضی مرگ مفاجات سے مرگیا +

**کرامت**۔ ایک مجلس میں آنحضرت کا ذکر خیر ہوا۔ تو آپ کا ایک دشمن جو اس مجلس میں موجود تھا۔ آپ کے حق میں نامناسب کلمات کہنے لگا۔ جنہیں آپکے ایک موجود مخلص نے سن کر سخت ناراض ہوکر کہا کیا تو اللہ تعالےٰ کے قہر وغضب سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرت امام معصوم کے حق ایسی باتیں کرتا ہے۔ اسی رات تجھ پر مصیبت نازل ہوگی۔ اسی رات اس مخالف نے گوز بکثرت کھائے جس سے اس کا پیٹ پھول گیا۔ دونو ہاتھوں سے سر پیٹنا شروع کیا۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی۔ کہ اس دنیا سے چل بسا +

**کرامت**۔ آنحضرت کے ایک مرید نے کسی امیر کو دوائی دی۔ جو اتفاقیہ مخالف پڑی۔ وہ امیر اس کے دکھ دینے کے درپے ہوا۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں طبیب ہوں۔ میں نے یہ دوا کسی شخص کی زبانی سن کر اسے دی۔ جو اس کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ اب مجھے وہ تکلیف دیتا ہے۔ آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ تو پہلے طبیب نہ تھا۔ اب ہمارے کہنے سے طبیب ہوا ہے۔ اسے جاکر دوا دو۔ تندرست ہوجائیگا۔ اور جسے جو دوائی بھی دوگے شفا پائیگا۔ اس نے بانار سے دوائی لیکر اسے دی۔ جس سے وہ بفضل خدا و توجہ

آنحضرت صحت یاب ہوا۔ اس روز سے جو دوا وہ کسی مریض کو دیتا۔ شفا کامل نصیب ہوتی +

کرامت آنحضرت رض کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقا رضی اللہ عنہ ہندوکُوران کے میوے کھا رہے تھے اور نگ زیب بادشاہ ان میووں کو اپنے ہاتھ سے صاف کر کے آنحضرت رض کے دست مبارک میں دے رہا تھا بے اختیار میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں انہیں دنیاوی میوے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میوے جو بادشاہ انہیں دے رہا ہے۔ اگر مجھے عنایت کریں تو بادشاہ کے ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ میں کھاتا ہوں یا پہنتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ نہ کہ اپنے نفس کی رضامندی کے لئے۔ بعدازاں جو میوے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنجناب کی خاطر صاف کئے تھے۔ مجھے مرحمت فرمائے۔ اور فرمایا کہ دنیاوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو۔ کوشش یہ کرو کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت پاؤ +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات اس قدر نہیں کہ حیطہ تحریر میں آسکیں۔ یہ چند ایک کرامتیں بطور تبرک و تیمناً لکھ دی ہیں۔ بہت سی کرامات آپ کے حالات سنوات میں لکھ دی ہیں +

## ذکر در بیان

بعضے مکاشفات حضرت ایشاں عروۃ الوثقا امام معصوم نعمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کشف میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس آخری زمانے میں باطنی احوال میں شریعت غرا کے تابع ہیں۔ اس بات کی کوشش کرو۔ کہ سر مو شرع کی مخالفت نہ کرو۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو کچھ علمائے مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام علمائے مجتہدین بہر وجوہ تمام اولیا سے افضل ہیں۔ عہد نبوت کا

قرب ان کے حق میں ثابت ہے +

اس بارے میں حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس سے کم ان کا جو مجھ سے ملتے ہیں۔ اس سے کم ان کا جو ان سے ملتے ہیں +

اکثر مجتہد تابعین اور تبع تابعین میں داخل ہیں۔ اس واسطے اُن کا کہنا سند کلی اور حجت کامل ہے۔ اور اس کا قبول کرنا خلقت پر واجب ہے جس نے قیامت تک شریعت کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے مجتہدین کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ وہ گمراہ ہوئے اور باطن سے محض بے نصیب ہے۔ اگر ایسے شخصوں سے بطور خرق عادات کچھ ظاہر ہو۔ تو اُسے استدراج سمجھو +

**مکاشفہ** ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے دسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عجیب معاملہ ہے ظاہر میں باطنی خدمات کی کوشش کرتا ہے اور اس کی ترقی کے کوشاں رہتا ہے۔ لیکن باطن اس سے محض بیگانہ رہتا ہے اسکی وجہ یہ ہے۔ ظاہری طاعت اور مجاہدات سے حسن و طراوت زیادہ ہوتے ہیں نہ کہ اس کی معشوقیت کا وصف جو ناز اور استغنا ہے کمال کو پہنچتا ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ انتہا میں نسبت باطنی کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ معاملہ اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک بدن عنصری موجود ہے جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو پھر باطن بڑی آب و تاب سے پردہ خلوت میں ظہور کرتا ہے اس وقت اس کا ادراک بھی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ظاہر اس کے لئے بمنزلہ حجاب ہوتا ہے چونکہ موت قیامت کے مقدمات سے ہے اس لئے مشہود وہاں پر اتم و اکمل ہے۔ چونکہ موت اور نیند آپس میں بہنیں ہیں۔ اس لئے بعض کمالات نیند کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جو موت کی حالت کے مشابہ ہوتے ہیں +

**مکاشفہ** ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حق تعالے کی طرف سے فیض و انعام دائمی ہے۔ بندے پر اگر صوری اور معنوی فیض ایک گھڑی یا ایک لمحہ کے لئے منقطع ہو جائیں۔ تو بندے کا نام و نشان تک مٹ جائے۔ کیونکہ وجود اور کمالات اس کے وجود کی تابع ہیں اس واسطے انسان کو

لازم ہے کہ ایک لحظہ بھی اللہ تعالے سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دوام حضور سے موصوف ہو نہایت نقصان اور شرمندگی ہے۔ کہ منعم حقیقی تو نعمت دینے کے درپے ہو اور نعمت لینے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بلکہ اس سے منہ پھیر لے +

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ عوام کا ایمان غیب ظلماتی اور نورانی پردوں کے پیچھے ہے۔ چند ایک خواص کا ایمان ظلماتی حجاب سے بالکل بری ہے۔ لیکن نورانی پردوں سے بالکل نہیں نکلا سو وہ اسی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اور وہ اس کے شہود کو شہود مطلوب تصور کر لیتے ہیں اور جو عاشقی تفس مطلوب سے ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ اخص الخاص نے دوسرے گروہ کے مشہود کو بھی پس پشت ڈال رکھا ہے اور وراء الوراء میں گرفتار ہیں یہ یقین کیا ہے۔ یقیناً انہیں اس نشہ میں مرتبہ مقدسیہ سے سوائے ایقان کے اور کچھ نصیب نہیں۔ کیونکہ رویت کا وعدہ آخرت کا ہے۔ اگرچہ کسی قسم کا حجاب مائل نہیں۔ لیکن ضعف بصیرت و بصر مانع درک و شہود ہے ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے +

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جو زندگی دنیا کے متعلق ہے۔ اس کے لئے دو چیزیں مطلوب ہیں۔ حرکت اور حس۔ اور جو نشأ برزخ کے متعلق ہے۔ حس بغیر حرکت کے ہے حق تعالے نے ہر مقام کے موافق زندگی دی ہے برزخ میں حس ضروری ہے تاکہ درد اور لذت نہ ہو۔ حرکت کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن دنیاوی اور اخروی نشار میں دونو درکار ہیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکاشفات کو کہاں تک لکھوں اُن کے لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔ صرف اتنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض مکاشفات حج کے دنوں میں زیادہ لکھے گئے ہیں۔ اگر آنحضرت کے مکاشفات دیکھنا چاہو تو آنحضرت کے مکتوبات کا مطالعہ کرو۔ آنحضرت کے مکتوبات کی تین جلدیں ہیں پہلی جلد کو حضرت مروج الشریعت نے جمع کیا ہے۔ دوسری جلد کو حاجی عاشور نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث کے نام سے جمع کئے ہیں۔ تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کئے ہیں +

# ذکر دربیان

## شب و روز و ماہ و سال و عادات و عبادات و بیان لباس و شمائل حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عمل سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق تھا۔ نہایت محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے۔ رخصت کو عمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے۔ مریدوں کو بھی اس بات کی سخت تاکید کرتے تھے۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور بال بھر بھی بدعت کو دخل نہ دو۔ آنحضرت کا تقوےٰ طاقت بشری سے بڑھکر تھا ؛

کتاب نجم الہدےٰ میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز ایک شخص نے آنجناب کی عالم پناہ خانقاہ سے استنجیٰ کیا۔ ابھی ہاتھ نہ دھو چکا تھا۔ کہ ڈول پکڑ کر کنوئیں میں ڈالا۔ اور پانی نکالکر وضو کیا۔ تین چار روز تک لوگ اس کنوئیں کا پانی استعمال کرتے رہے۔ بعد میں جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ پر بول کی چھینٹیں ہوں۔ اس واسطے ڈول اور کنواں دو نو ناپاک ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے اس کنوئیں کا پانی استعمال کیا ہے۔ ان کے بدن برتن اور لباس ناپاک ہو گئے ہیں۔ سب غسل کریں اور برتنوں اور کپڑوں کو پاک کریں۔ ہمارے کپڑے اور برتن بھی صاف کریں آنحضرت کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا خود آنحضرت نے غسل کیا۔ اور نیا لباس زیب تن فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس دن نصف سے زیادہ شہر نے غسل کیا۔ تمام شہر میں جا بجا کنوئیں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو غسل کے لئے کھڑے تھے۔ اس دن اس کنوئیں سے پانی بھرنا موقوف کیا۔ جوق در جوق بیرونی کنوؤں پر غسل کے لئے گئے۔ جہاں جہاں پانی تھا وہاں ہزاروں کا ٹھٹھ موجود تھا مشتبہ کنوئیں کی نسبت آنحضرت نے فرمایا کہ اس کنوئیں کا سارا پانی نکال دو۔ اس بات سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تقوےٰ کا اندازہ ہو سکتا ہے ؛

سفر و حضر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ تھا۔ کہ تیسرا حصہ رات لیکر بیدار

ہوتے۔ کمال احتیاط سے جس سے زیادہ ممکن نہیں وضو کر کے تہجد ادا کرتے۔ اور اس نماز میں سورۂ یٰسٓ پڑھتے۔ بعد ازاں تھوڑی دیر بعد سوجاتے۔ تاکہ دو خواب کے درمیان تہجد ہو۔ نماز تہجد میں آنحضرت رضؓ پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے +

فجر کی نماز بہت سویرے ادا کر کے اصحاب جمیعت حلقہ کر کے مراقبہ کرتے جب دن اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے فارغ ہو کر دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھتے بعد ازاں خاص مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے۔ ایک ایک کو بلا کر زانو سے زانو ملا کر بٹھاتے۔ اور مراقبہ کرتے اور مراقبہ کے بعد ہر ایک کو اس کے کمالات باطنی کی خوشخبری دیتے۔ چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت آنجناب پر عجیب ظہورات ہوتے تھے کو اکب دُریہ میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اُس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ پر تمام قرآن شریف کے اسرار او معانی منکشف ہوتے ایک آدمی آنحضرت رضؓ کے سامنے تکیہ لگائے ورق گردانی کرتا رہتا اور آنجناب بڑے وقار سے تلاوت کرتے۔ اُس وقت تمام مرید آنجناب کے اردگرد مراقبہ کئے بیٹھے رہتے +

آنحضرت کی منازل تلاوت یہ ہیں۔ منزل اوّل تا آیت کنتم خیر امۃ دوم سورہ انعام سوم تا آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ چہارم سورہ ابراھیم پنجم سورہ انبیاء ششم سورہ قصص ہفتم سورہ حٰم ہشتم سورہ محمد نہم سورہ ملک دہم اخیر تک +

تلاوت کے بعد تقریباً آدھا دن محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل و عیال سے مل کر کھانا تناول فرماتے۔ آنحضرت رضؓ کے دستر خوان پر بادشاہوں کی طرح کھانے چنے جاتے۔ آنحضرت کو مٹھائی اور حلوے وغیرہ میٹھی چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آنحضرت رضؓ کے باورچیخانے میں دن رات کھانا پکتا رہتا۔ لوگ جو کھانا تقسیم کرنے پر مقرر تھے وہ صبح سے ظہر تک طعام تقسیم کرتے۔ رات کا کھانا شام سے آدھی رات تک تقسیم کرتے رہتے + کہتے ہیں۔ کہ ہر صبح و شام آپ کے باورچیخانے سے پانچہزار آدمی کھانا کھاتے ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی چاول اور گوشت ملتا۔ آنحضرت رضؓ کے

خلفا کے لئے دو ہزار دستر خوان جاتے جن میں طرح طرح کے کھانے۔ میوے اور حلوبات ہوتے تھے۔ روایت ہے کہ چالیس آدمی صرف برتن جمع کرنے پر مقرر تھے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر خواب قیلولہ کرتے۔ بعد ازاں اٹھ کر وضو کرتے چار رکعت نماز فےالزوال ادا کرکے نماز ظہر پڑھتے۔ ظہر کے بعد خاص مریدوں کو القائے نسبت فرماتے بعد ازاں کبھی فقہ کلام۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں کا سبق پڑھاتے اور کبھی چار رکعت طویل عصر کی نماز تک پڑھتے۔ عصر کے بعد دربار عام ہوتا۔ عصر اور مغرب کے مابین لوگوں کو عمدہ عمدہ وعظ و نصیحت فرماتے۔ پھر نماز مغرب ادا کرکے چھ رکعت نماز تین سلام سے ادا کرتے۔ اس نماز میں سورہ واقعہ بار بار پڑھتے۔ بعد ازاں یاروں کو بلاکر صحبت سکوت میں ان کی احوال پرسی کرتے جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشا کی نماز ادا کرتے۔ سنت کے بعد چار رکعت نماز قیام الیل ادا کرتے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ پڑھتے۔ دوسری میں سورہ حٰم، دخان تیسری میں سورۃ ملک اور چوتھی میں سورۂ قیامت پڑھتے۔ بعد ازاں وتر ادا کرکے بلند آواز سے سبحان الملک القدوس پڑھتے پھر دیر تک فاتحہ پڑھتے +

بعد ازاں محل کے اندر تشریف لیجا کر کھانا تناول فرماتے۔ طعام کے بعد وظائف پڑھ کر آرام کرتے۔ آنحضرت کے مختلف اوقات کے وظائف مثلاً وضو کرنا۔ کھانا سونا اور اور دن رات کے درود وظائف الگ ایک کتاب کی صورت میں لکھ کر اس کا نام "وظائف معصومی" رکھا ہے۔ جسے آنحضرتؓ کے وظائف دیکھنے کا شوق ہو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے +

آنحضرت منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید کرتے تھے اور خود بھی پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز فریضہ اور مغرب کی سنتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھتے اور مریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم کرتے آنحضرت پڑھنے سات درود جمع کئے ہیں۔ جسے درود ہفتہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر روز ایک پڑھتے ہیں۔ ذکر۔ وظائف اور تسبیحات کو کبھی جہر نہ کرتے۔ جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں ادا کرتے۔ سنت احتیاط کو بھی ادا کرتے۔ نماز جمعہ کے پہلے سورہ کہف سورۂ

ہود۔ اور سورۂ آل عمران پڑھتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد شہر کے باہر سیر کیلئے تشریف لے جاتے۔ اور وہاں پر لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے۔ باغ کی سیر کے لئے بکثرت جایا کرتے۔ دونوں عیدوں کی نماز کیلئے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ عیدگاہ میں جاتے۔ عید الضحٰے کو خود دست مبارک سے اونٹ اور بھیڑ بکری کو نہرپا ذبح کرتے۔ ماہ رمضان میں نماز تراویح میں تین مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ پہلے دس دن اپنی مسجد میں خود پڑھتے۔ تیسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعت پڑھتے اور آنحضرت سنا کرتے۔ آنحضرت ہر نماز کے وقت خود امام بنتے۔ اور رمضان مبارک کے آخری عشرے میں معتکف ہوتے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ مریض کی بیمار پرسی اور مُردہ کی تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ ہر سال دو عرس کرتے۔ ایک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا۔ ان دونوں عرسوں پر حافظ لوگ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ طرح طرح کے کھاتے حلوے میوے اور مٹھائیاں لوگوں کو بانٹی جاتیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا قد خاصہ تھا۔ اور بدن مبارک پُر گوشت رنگ گندمی ابرو کشادہ۔ ناک اونچی۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ داڑہی سفید اور تمام اعضا نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آنحضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا عمامہ سر پر ہوتا کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن رات کے حالات اور اوضاع و اطوار بجنسہٖ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار کی طرح تھے۔ جو اس کتاب کے پہلے حصے میں لکھے گئے ہیں۔ اس واسطے اس حصہ میں مجملاً اور مختصراً لکھے گئے ہیں +

## ذکر و بیان

خصائص حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص بے شمار ہیں۔ یہاں پر صرف مشہو

مشہور لکھے جاتے ہیں ٭

خاصہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خمیر طینت کے بقیہ سے بنایا گیا ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے عطا فرمائی ٭

خاصہ۔ آنحضرت کو خلعت ابراہیمی علیہ السلام مرحمت ہوئی ٭

خاصہ۔ آنحضرت کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کمون بروز نصیب ہوا ٭

خاصہ۔ مقطعات قرآنی کے اسرار آنجناب پر منکشف ہوئے ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو "والسابقون اولئک المقربون" کے زمرہ میں داخل کیا ٭

خاصہ۔ باوجود ضمنیت آنحضرت کو اصالت بھی عطا ہوئی ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو اس قدر مناصب اور کمالات باطنی عطا فرمائے ٭

خاصہ۔ سالک آنحضرت کی خدمت میں صرف ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا ٭

خاصہ۔ آنحضرت کو ولایت صغرے کبرے علیا۔ کمالات نبوت و رسالت حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن۔ حقیقت صلوٰۃ عطا ہوئیں ٭

خاصہ۔ تمام کمالات۔ مقامات اور مناصب آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئے اب تک وہ کمالات اُن کے مریدوں میں پائے جاتے ہیں ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دنیا کو بمنزلہ آخرت بنایا ٭

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو ولایت کے انتہائی مقام۔ مقامِ رضا سے مشرف فرمایا ٭

خاصہ۔ آنحضرت کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آپ خالص

محمدی المشرب ہیں +

خاصہ - آنحضرت کو علم لدنی حاصل ہوا +

خاصہ - کعبہ شریف آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند میں آیا +

خاصہ - کعبہ شریف آنحضرت کے استقبال کے لئے آیا +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو تمام اولیاء امت سے افضل بنایا +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو قیومیت اصالت اور محبوبیت ذاتی عنایت فرمائی +

خاصہ - آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوا کہ اس سے پہلے کسی ولی یا بزرگ کا نہیں ہوا - چنانچہ سات لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے - اور سات ہزار خلفاء صاحب ارشاد ہوئے +

خاصہ - مہدئ موعود آنجناب کے طریقہ میں مبعوث ہونگے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کے حق میں فرمایا ہے کہ حقائق اشیاء میری قیومیت کی نسبت آنجناب کی قیومیت پر زیادہ راضی ہیں +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کے حق میں فرمایا ہے کہ جو استعداد میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی ہے - اگر مجھے مرحمت ہوتی - تو میں اس پر فخر کرتا +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہونگے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا کہ میرے جیسے تمہارے ہم نشین ہونگے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے بارے میں فرمایا - کہ محمد معصوم میں اس دولت کی ذاتی قابلیت ہے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے حق میں فرمایا - کہ محمد معصوم نے ہماری نسبتوں کا اس طرح اقتباس کیا - جیسے شرح وقایہ الی نے وقایہ کے حفظ و تعلیم میں کہ اس کے دادا تصنیف کر کے اُسے پڑھاتے تو وہ ساتھ ساتھ

حفظ کرتا جاتا۔ جتنے کہ اتنے میں انہوں نے تصنیف کیا۔ اتنے میں اس نے حفظ کر لیا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا +

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا انتظار دیر تک دھوپ میں کھڑے رہکر کیا +

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب کے بارے میں بہ سبب محبوبیت ذاتی نکاح کا حکم نہ ہوا +

خاصہ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو بارہ سال کی عمر میں قطبیت کی خوشخبری دی +

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو خلعت قیومیت پہنائی۔ اور طینت و اصالت اور محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دی۔ اور اپنے تمام یدوں اور خلق کو آنجناب کا تابع کیا +

خاصہ۔ پہلے پہل جب آنحضرت نے بات چیت کرنی شروع کی۔ تو توحید۔ فنا اور بقا کی گفتگو کی۔ اور حقیقت جامع اور تجلی ذات کی خبر دی +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو تین سال کی عمر میں اولیائے امت کے تمام کمالات عنایت فرمائے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت پر ظاہر کیا کہ جہان کی قطبیت قیامت تک آنجناب کی اولاد میں رہے گی +

خاصہ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حضور میں آنجناب قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوئے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو امام معصوم کا خطاب اور اسم باسمی عنایت فرمایا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے چھڑانے کی خدمت سپرد کی +

آنحضرت کے خصائص کہاں تک لکھوں۔ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے +

# ذکر دربیان

## وفات حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قدیم سے وجع المفاصل کا مرض تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے +

قیومیت کے پینتالیسویں سال اس مرض کا بہت غلبہ ہو گیا۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ جب لوگ علاج کرتے تھے۔ تو آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ اس مرض کو کوئی دوا فائدہ نہیں دیگی۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے اثر اٹھا لیا ہے۔ اور یہ میری آخری بیماری ہے۔ میں عنقریب اس جہان فانی سے عالم بقا کو سدھارونگا۔ کیونکہ دنیا میں میرے رہنے کی غرض صرف ارشاد تھی۔ سو اب ارشاد کا معاملہ آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک تمام دنیا میں پھیل چکا ہے۔ جہان بھر کے سرکش اور سردار اس سلسلہ کے مطیع ہو چکے ہیں۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ مرید ہو چکے ہیں۔ تمام بڑے بڑے علما مشائخ۔ وضیع و شریف بادشاہ اور اہل جہان غلام بن چکے ہیں۔ اب مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہارے ارشاد کا سلسلہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس قسم کا ارشاد نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوا۔ اور نہ اس کے بعد کسی کو ہو گا۔ ہم نے تمہیں اس بات کا اختیار دیا ہے کہ اگر چاہو تو آجاؤ۔ اگر چاہو تو حسب منشا دنیا میں رہ لو۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ یہ سُن کر تمام لوگ رونے چلانے لگے۔ اور بہت پریشان ہوئے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات فرمانے کے بعد اپنا تمام کُتب خانہ چھ فرزندوں کو بانٹ دیا۔ کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہو گیا۔ کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے۔ بہت غمگین ہوئے +

جب آنحضرت کو گھٹنے کا درد بشدت ہوا۔ تو تپ بھی ہو گیا تمام طبیب حاضر خدمت ہو کر علاج کرنے لگے۔ لیکن کوئی علاج بھی مفید نہ پڑا۔ اورنگزیب نے

فرنگستانی ڈاکٹروں کو علاج کے لئے بلایا۔ انہوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتے کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی۔ آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکین سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ کہ آنحضرت کو اس چیر پھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے۔ آخر آنجناب فرنگیوں کی ہمنشینی سے بیزار ہوگئے لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی اس بیزاری کو تاڑ کر فرنگیوں کو جواب دے دیا۔ کہ آئندہ علاج کے لئے نہ آنا۔ آنحضرت نے اُن کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ سوائے حضرت میانجیو صاحب کے کوئی مرض شناس اور میرا محب نہیں۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے تمام اطبا کو فرمایا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا علاج جیسا کہ اللہ تعالےٰ کو منظور رہے ہو جائیگا۔ آئندہ کوئی شخص علاج کے لئے نہ آئے۔

عاشورہ کے دن دسویں محرم کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شہر اور مضافات کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خانقاہ میں جمع ہوئے۔ آنحضرت نے نہایت عمدہ وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا کہ میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا۔ کہ اب میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ سو اب میرے ارتحال کے دن قریب آگئے ہیں۔ میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ قرآن حدیث اجماع اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ خلاف شرع فقرا سے بچنا کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ جو شخص بال بھر بھی شرع کے خلاف ہو۔ اسے نہ مانو۔ کیونکہ اگر اس کی پیروی کرو گے۔ تو تمہارے دین کو نقصان ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً تجدید الف۔ قیومیت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ کے قبول کرنے کو واجب جانو۔ جو شخص آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کو قبول نہیں کریگا۔ وہ گمراہی اور غضب خدا میں گرفتار ہوگا۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے قیامت تک دین و دنیا کا کارخانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ مہدئے موعود بھی آنحضرت کے طریقہ میں مبعوث ہونگے۔ عرفان الٰہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ اگر آنحضرت کی امداد کی ضرورت ہو تو قیوم وقت کو مانو ۔

بعد ازاں فرزندوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ قیامت تک جتنے اقطاب

ہونگے۔ سب تمہاری اولاد سے ہونگے۔

حضرت محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کی اولاد سے قطب وقت ہوا کرینگے۔ بعد ازاں لوگوں کو فرمایا کہ اب میں تو تم سے جاتا ہوں لیکن اپنے چھ فرزندوں کو جن میں سے ہر ایک بزرگی اور قرب حق میں میری طرح ہے تمہارے پاس چھوڑتا ہوں یہ چھیوں تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ تم ان کی متابعت کرنا۔ تاکہ نجات پاسکو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی عزت و حرمت کرنا۔ کیونکہ حق تعالٰے نے انہیں تمام اہل عالم پر شرف دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کاربند رہوگے۔ تو تمہیں کسی قسم کی دینی یا دنیاوی تکلیف نہ ہوگی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں بکثرت ہیں یہ یہاں پر صرف تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ کلام طویل نہ ہو جائے۔

یہ باتیں سن کر لوگ زار و زار رونے لگے۔ اور آنحضرت محل کے اندر تشریف لیگئے۔ دوسرے دن حضرت مخدوم کی زیارت کیلئے گئے۔ دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے اور دوسرے مقبروں پر بھی متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ ان قبروں والوں کو اللہ تعالٰے نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طفیل بہت نعمت عطا فرمائی ہے۔ بعد ازاں حضرت امام رفیع الدین کے مزار مبارک پر گئے۔ وہاں بھی یہی معاملہ ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رض ان دنوں اکثر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ اور فرماتے کہ حضرت قیوم اول بار بار ظاہر ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ آجاؤ۔ ان دنوں آنحضرت نے بہت سے مشائخ کو رقعے لکھے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ تم لوگ میرے ایمان کے لئے دعا کرو۔ سب نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ ایک نے آنحضرت کے رقعہ کے جواب میں لکھا ؎

یقیں میداں کہ شیراں شکاری　　　دریں رہ خواستند از مور یاری

ماہ صفر کے اخیر میں جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کا موقعہ آیا تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حسب سابق عرس کیا۔ طرح طرح کے کھانے میوے اور حلویات حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے لئے لوگوں کو تقسیم کئے۔

عین عرس کے موقعہ پر آنحضرت نے پھر لوگوں کو وصیت فرمائی۔ کہ ہمارا دل بے اختیار اس بات پر مائل ہے۔ کہ ربیع الاول کے پہلے ہفتے ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالے ہمارے اس مدعا کو پورا کریگا۔ عرس کے بعد آنحضرت پر مرض کا زیادہ غلبہ ہوگیا۔ اورنگزیب صبح شام آنحضرت کی صحت کی خبر منگاتا۔ اس خبر رسانی کا سلسلہ اس طرح قائم تھا کہ شاہجہان آباد سے سرہند تک ہر ایک کوس پر ایک آدمی بیٹھا تھا۔ جو ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے بادشاہ کو خبر پہنچتی تھی۔ بادشاہ آنحضرت کی بیماری کے سبب سخت بے قرار تھا۔ کئی مرتبہ آنحضرت کی بیمار پرسی کے لئے آنا چاہا لیکن آنحضرت نے منع فرمایا۔ بادشاہ نے اپنے تمام ارکان سلطنت کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ تب اور دیگر امراض کا آنحضرت پر اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت نہ رہی۔ لیکن آنحضرت بدستور عبادت قدیم و وظائف میں مشغول رہے۔ فریضہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اس شدت مرض میں کبھی بے قرار نہ ہوئے۔ کبھی اُف تک نہ کیا بلکہ بڑے وقار سے عبادات میں مشغول رہے۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ آنحضرت بیمار بھی ہیں یا نہیں۔

بیسویں ربیع الاول روز جمعہ کو مسجد میں نماز جمعہ پڑھکر فرمایا۔ کہ امید نہیں کہ ہم کل اس وقت تک دنیا میں رہیں۔ پھر چند ایک نصیحتیں کرکے خلوت میں تشریف لیگئے اس اثنا میں سخت آندھی آئی۔ اور اس شدت کا زلزلہ ہوا۔ کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اکثر عمارتیں گر گئیں۔ "ان زلزلۃ الساعۃ لشئ عظیم" کا ظہور ہوا لیکن یہ زلزلہ کبھی زیادہ ہوتا تھا کبھی کم۔ شام تک یہی کیفیت رہی۔ مغرب کے وقت عین زلزلہ کی شدت کے وقت کوچہ بکوچہ اور گھر بگھر ایک شخص منادی کرتا تھا کہ لوگو خبردار ہو جاؤ قطب وقت اور قیوم زمان دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اس کے جانے کے سبب زمین کانپ رہی ہے لوگوں نے اُسے پکڑنا چاہا۔ لیکن کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ جب آنحضرت نے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ کیوں معترض ہوتے ہو۔ وہ فرشتہ ہے تمام رات زلزلہ رہا جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نے صبح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا کی۔ بعد ازاں مراقبہ کیا۔ نماز اشراق بڑے خشوع و خضوع سے ادا کی پھر آنحضرت پر

سکرات موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ سانس اس قدر جلدی آتا تھا کہ بات بھی ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے تھے ؎

کواکب دریہ میں میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد امجد لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی جب میں نے کان لگا کر سنا۔ تو آنحضرت سورۃ یٰسین پڑھ رہے تھے ؎

مرأت جہاں نما میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں "السلام علیک یا نبی اللہ" فرمایا ؎

صحیح روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مروج الشریعت نے اپنے وصال کے وقت یہی کہا۔ ممکن ہے کہ دونو بزرگوں سے ایک ہی بات ظہور میں آئی ہو ؎

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہوا ہے۔ میری اور میرے موجودہ یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز از روئے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اس وقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی ؎

آنحضرت رضی اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۷ھ کو اس جہان سے فردوس اعلےٰ میں تشریف فرما ہوئے۔ وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ چاروں طرف سے آہ و فغاں ہونے لگا ؎

| | |
|---|---|
| فغاں افتاد در عالم ز ہر سو | کہ ختم اولیا از اولیا رفت |
| در ارشاد بستہ شد ہدایت | چو آں راہ حقیقت رہنما رفت |
| نجات طالباں چوں بود مقصود | ہماناں بہر ایں نزد خدا رفت |
| دل اندر سینہ ام دیوانہ اش بود | ز دست غم ندانم کجا رفت |
| ز ختم اولیا نہ سال افگند | پس آنگہ گفت ختم اولیا رفت |
| نہیں فرزند احمد خواجہ معصوم | نسیم آسا ازاں گلشن سرا رفت |
| چرا صبح قیامت بر نیاید | کز یں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت |

| | |
|---|---|
| بقا باللہ فانی بود فے اللہ | ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت |
| بسال تسع تسعین زالف ثانی | چنیں قسنہ زند شاہ اولیا رفت |

لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں ان میں سے چند ایک یہاں لکھی جاتی ہیں :-

نصف شبنہ نہم ربیع الاول ہیچ دنیا رحلت نمود۔ بخدا پیوست بجنت خوابید خلوت بگزیدی از صحبت مایان ملول شد ماہ با خلوت۔ آہ بکہ شد مقام قیومیت +

حضرت مروج الشریعت نے یہ تاریخ کہی "ہو عند ملیک مقتدر" +

عالم گیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے "نور عالم برفت۔ عالم تاریک شد" +

میر مفاخر حسین نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :-

| | |
|---|---|
| مرشدے کز عصمتش کلک قضا | نام پاکش را بمعصومی رقم |
| اے کہ در سایہ نشیند آفتاب | قدا و آنجا کہ افسر از دعلم |
| نیسنر ذکرے بروے احسان او | کاسہ دریوزہ گردد جام جم |
| چشم ہمت را ز دنیا بست و زد | چوں فزائے گلبن رضواں قدم |
| خواند تاریخش زدل ام الکتاب | نو بہاری شد بہ گلزار ارم |

ناصر علی شاعر نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :-

| | |
|---|---|
| چراغ خاندان شرع اسلام | فروغ دین احمد خواجہ معصوم |
| بسوئے گلشن جنت قدم زد | ازیں ویرانہ آباد کہن بوم |
| دلم ار گفتم از سال وصالش | ندا آمد ز عالم رفت معصوم |

شیخ عبد الاحد نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے :-

| | |
|---|---|
| قیوم زماں خلیفۃ اللہ | دانندۂ سرہائے مکتوم |
| در دائرہ وجود نابود | بودش بجہاں مثال معدوم |
| نقاش ازل بصفحۂ کون | نقشے بہ از و نکردہ مرقوم |
| اسرار صفات ذات والا | حقا کہ جز او نکردہ مفہوم |
| خورداو بربیع اول ماہ | چوں شاہ رسل رحیق مختوم |
| چابک قدم بکوہ وحدت | ہرگز بہ از و نگشتہ معلوم |

تاریخ وصالِ او خرد گفت رفتہ زجہاں امام معصوم

## ذکر دربیان

تجہیز و تکفین حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانیؒ و دربیان واقعاتیکہ بعد دفن آنحضرت رُوے دادہ اند و ذکر ردِ آفتاب :-

آنحضرت کے ارتحال کے بعد موسلادھار مینہ برسا۔ اس مینہ برستے ہی میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اُسی محل میں غسل دیا گیا۔ جس کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ فوت ہوتے وقت بھی آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ غسل کے وقت بھی آنجناب کی مبارک لبوں پر تبسم تھا۔ آنحضرت کے غسل کے وقت حاجی عاشور۔ خواجہ عبدالرحمٰن صوفی احمد اور شیخ انور وغیرہ پانی ڈالتے تھے۔ اور بدن مبارک پر ہاتھ سے ملتے تھے۔ لیکن بدن پر کسی قسم کا میل نہ تھا۔ کسی کی نگاہ آنحضرت کے ستر پر نہ پڑی پہلے ناف سے لیکر زانو تک چادر باندھ کر پھر لباس دور کیا۔ آنحضرت کے کفن میں تین سفید چادریں تھیں۔ لفافہ۔ تہ بند اور قمیص۔ قمیص کندھوں پر سے پھاڑی ہوئی تھی۔ پھر نعش مبارک اٹھا علین بارش میں نماز کے لئے لیگئے۔

کہتے ہیں جس وقت آنجناب کا جنازہ اُٹھایا گیا۔ تمام چھوٹے بڑوں امیروں بادشاہوں اور وضیع وشریف نے گریبان چاک کئے۔ سرپاؤں سے ننگے سر پیٹتے تھے۔ بسبب کثرت گریہ وزاری اور شور وفغاں زمین وزمان میں تہلکہ مچ گیا تھا بعض تو شدت غم سے بیہوش ہوگئے تھے۔ جنہیں اپنے آپکا ہوش بھی نہ تھا۔ مردے کی طرح پڑی تھے بعض مرغ نیم بسمل کی طرح بارش کے کیچڑ میں تڑپ رہے تھے۔ بعض درد والم کی وجہ سے حواس باختہ ہو کر دیوانہ وار جنگل میں نکل گئے۔ بعض قطب عالم قیوم زمان کے حادثہ سے بنات النعش اور فرقدان کی طرح متفرق اور پراگندہ ہوگئے۔ اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے۔ شائد ایسا سخت ماتم اس سے پیشتر کبھی نہ ہوا۔ اگرچہ مشائخ کا ماتم سخت ہوتا ہے۔ لیکن خلقت کا اس قدر ہجوم اور ان کی اس قدر بے قراری کبھی نہیں ہوئی۔ ظن غالب ہے کہ آیندہ بھی کبھی ایسا نہ ہوگا۔ شیخ عبدالاحد نے اس ماتم

کے احوال کا ایک شمّہ حسب ذیل نظم میں بیان کیا ہے ؎

| | |
|---|---|
| ازیں زندانِ فانی در گذشتہ | شہے کیں نُہ طبق رابود سرپوش |
| غریو از شش جہت برخاست آندم | کہ مرغ گلشن حق گشتہ خاموش |
| زداغ غم بہ صحرا رو نہادہ | چو لالہ نازنینان خانہ بردوش |
| جہاں را آتش اندر خرمن افگند | خود اندر خلوت وصلش ہم آغوش |
| بساکیں خانماں بر باد دادہ | بساکیں رفتہ رفتہ رفتہ از ہوش |
| پئے تابوت آں قطب زمانہ | چو رعد نعرہ زن احباب در جوش |
| بنات النعش شد امروز ہیہات | ہماں مجمع کہ سرِّ پرین دیدش دوش |
| در پیر مغاں بستند افسوس | کنوں کو رند کو میخانہ گو نوش |

کواکب دریہ میں میرے (مصنفؒ) جد امجد تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرتؒ کی نعش مبارک آدمیوں کے کندھوں کے اوپر اوپر خود بخود چلتی تھی۔ لوگ بہتیرا پکڑنا چاہتے لیکن کسی کے ہاتھ نہ آتی۔ قصر معصومی کے شمال کی طرف کے میدان میں جو نہایت وسیع تھا۔ اور جہاں اب عمارات بکثرت ہیں۔ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ صفوں کی لمبائی قلعہ آباد شاہی سے لے کر ملک حیدر آباد تک تھی۔ جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے۔ پھر بھی لوگ تنگ کھڑے تھے۔ بہت سے آنحضرت کی نماز جنازہ کے شرف سے محروم رہ گئے۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اتنے میں بارش بھی تھم گئی۔ مطلع صاف ہو گیا اور سورج نکل آیا۔ ایک ٹکڑا بھی بادل کا آسمان پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جہاں پر آنحضرت کی نعش مبارک نماز کے واسطے رکھی گئی وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنا دیا۔ اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی۔ اب وہ چبوترہ صندل پورہ کے بازار میں ہے۔ جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ بعد ازاں آنحضرت کی نعش مبارک کو لاکر اس زمین میں جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت ہے۔ دفن کیا گیا۔ آنحضرتؒ کے فرزندوں نے آنجناب کے جسد مبارک کو مرقد میں رکھا۔ جب دفن کر چکے تو ناصر علی شاعر دیدار کے لئے آیا۔ شیخ عبد الاحد نے کہا

ع بے خبر دیر رسیدی در منزل

اُس نے کہا مخدوم زادہ! یہ صحیح میرا ہے۔ سو میں نے ایسے موقع پر آپ کا نیاز کیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا وصال دوپہر کے وقت ہوا تھا۔ تجہیز وتکفین میں شام کا وقت ہوگیا۔ لوگوں کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ حضرت مروج الشریعت نے آسمان کی طرف رخ کر کے حسب ذیل شعر پڑھا ؎

اے فلک آہستہ رو کارے کہ بر ما کردہٗ
ماہِ سیمین مرا در خاکِ پنہاں کردہٗ

یہ شعر پڑھتے ہی آفتاب پھر نکل آیا لوگوں نے نماز عصر کی ادا کی +

غروب آفتاب کے بعد دوبارہ سورج کا نکلنا اس سے پیشتر دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب کہ آنحضرت گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ آنحضرت نے خفا ہو کر گھوڑوں کے پر کاٹ دیئے چنانچہ گھوڑوں کے زانوؤں پر اب تک نشان قائم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے پھر آفتاب نکالا +

دوسرے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے واسطے۔ امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہٗ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی کام کر رہے تھے۔ کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی کرم وجہہٗ نے نماز ادا کی +

تیسرے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت چونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم و وارث کامل تھے۔ اس واسطے سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق آنحضرت کی وفات کے بعد آفتاب دوبارہ نکلا +

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے وفات کے دوسرے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے منکر نکیر کی بابت سوال کیا۔ کہ اُن سے کیونکر معاملہ ہوا فرمایا نہائیت خوبصورت فرشتے جو خوبصورتی اور رعنائی میں عدیم المثال تھے۔ نہایت پرتکلف لباس میں میرے پاس آکر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے۔ لیکن مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ ایک گھڑی بیٹھ کر چلے گئے۔ پھر حضرت مروج الشریعت نے پوچھا کہ کیا پہلی رات

اولیائے اکمل کو قبر میں خفگی ہوتی ہے۔ فرمایا مجھے تو سوائے رحمت اور خوشی کے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب میں دنیا سے دار البقا میں آیا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر مجھے اختیار دیا گیا۔ کہ چاہو تو گھر چلے جاؤ۔ سو اگر میں چاہوں تو تمہارے ساتھ اس طرح گھر چلا جاؤں جیسا بحالت زندگی جایا کرتا تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فتنہ عظیم پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔ کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا +

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مجھ پر ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا۔ کہ کارخانہ خدائی کی کیفیت آنجناب نے کیا دیکھی فرمایا تمام کارخانہ الٰہی میں سوائے رحمت کے اور مجھے کچھ نہیں ملا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت رضہ اپنے والد بزرگوار کے فراق میں آنحضرت کے روضہ منورہ میں جاکر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎

بگرد روضات گشتیم گستاخ　　　دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

بعد ازاں روضہ مبارک کو کھولکر اندر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں روضہ میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کی قبر شق ہو گئی ہے اور قبر سے نکل کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ گھر چلا جاؤں۔ لیکن ایسا کرنے سے امت محمدیؐ میں فساد برپا ہوگا اس واقعہ کے بعد مجھے تسلی ہوئی۔ یہ واقعہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے حضرت مروج الشریعت فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ جب اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ قبر پر سوار ہیں اور فرما رہے ہیں "الانبیاء یمیلون الی والاولیاء یقبلون اقدامی" انبیا میری طرف مائل ہیں اور اولیا میرے قدم چومتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے +

حضرت محمد اشرف فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے روضہ مبارک سے نکل کر روضہ مبارک کے محراب میں پڑے ہوئے کوزوں کے پانی پر دم کرکے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں مریض کو

دے دو۔ اگر پینگے تو شفا پائینگے۔ صبح میں نے وہ کوزے مریضوں کو بھیجے۔ اور خوشخبری سنائی۔ انہوں نے پانی پیا۔ تو پیتے ہی انھوں نے کامل شفا پائی۔ اُس روز سے لوگ پانی کے کوزے بھر کر روضہ مبارک کے محراب میں رات کے وقت رکھ دیتے۔ صبح وہ پانی مریضوں کو پلاتے۔ مشہور ہے کہ آنحضرت ہر رات ان کوزوں پر دم کرتے ہیں +

شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اپنے بیاض میں دس سوال لکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے آنحضرت رضہ نے اُن میں سے نو کا جواب لکھا شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جناب نے نو سوالوں کا جواب لکھا ایک کا نہیں لکھا۔ تو آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ غلطی سے رہگیا ہے۔ بیاض بھیج دینا اسے بھی لکھ دونگا۔ بیاض کے بھیجنے کا اتفاق نہ ہوا۔ کہ اتنے میں آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ تو شیخ صاحب مُنہ دیکھتے ہی رہ گئے۔ سخت افسوس ہوا۔ آنحضرت کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی۔ کہ اس دسویں سوال کا جواب مطلوب ہے ایک رات آنحضرت کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ عبدالاحد! میں نے اب تمہارے دسویں سوال کا جواب لکھ دیا ہے۔ اپنے بیاض میں دیکھو۔ جب صبح کو دیکھا تو بیاض میں دسویں سوال کا جواب بھی اسی قلم سے لکھا تھا۔ جس سے پہلے نو کے جواب لکھے تھے شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران رہگئے۔ لوگوں میں یہ واقع عام طور پر مشہور ہوگیا۔ آنحضرت کے ایک امیر مخصوص مرید کئی ہزار اشرفیاں بطور نیاز شیخ صاحب کی خدمت میں لایا کہ وہ بیاض جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں مجھے عنایت فرمادیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا مجھے دوگے تو بھی میں آنحضرت کے دستخط نہیں دونگا۔ پھر وہ حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں گیا۔ جو آنحضرت کے ہمراہیوں میں سے تھے حضرت شیخ نے خود آکر بیاض شیخ صاحب کے حوالے کیا +

شیخ محمد تقی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شاہجہان آباد میں بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر ابھی آیا ہی ہوں۔ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اور وہی وقت تھا جب سرہند میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خبر دینے والا شخص فرشتہ تھا۔ میں یہ خبر سُن کر گھبرایا ہوا

بادشاہ کے پاس گیا۔ اور اطلاع دی۔ بادشاہ نے کہا میرے آدمی کوس بکوس بیٹھے ہیں اگر ایسا ہوتا تو پہلے مجھے اطلاع ہوتی۔ رات کے وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "نور عالم برفت" جہان کا نور جاتا رہا۔ "عالم تاریک شد" جہان سیاہ ہوگیا۔ دونو ہی سے آنحضرت کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ بادشاہ آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے سرہند آیا۔ پہلے آنحضرت کے روضہ مبارک پر فاتحہ پڑھا۔ بعدازاں آنحضرت کے فرزندوں کے پاس جُدا جُدا ماتم پرسی کی۔ فرزندوں نے قطب الاقطابی اور ولیعہدی کا دعوے کیا۔ کیونکہ آنحضرت نے حضرت حجت اللہ کو خلوت میں قیومیت اور قطبیت کی خوشخبری دی تھی۔ اس واسطے بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ مناظرہ اور مذاکرہ کی نوبت پہنچی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو جو آدمی اپنی زندگی میں اپنے فرزندوں کو سپرد کئے تھے۔ وہ انہیں قطب الاقطاب اور آنحضرت کا قائم مقام مانتے تھے۔ آنحضرت کے مرید اور خلفا جو جہان کے اطراف و جوانب میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب آنحضرت کے فاتحہ اور ماتم پرسی کے لئے تمام ملکوں کے بادشاہوں نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک جو آنحضرت کے مرید تھے اپنے اپنے وکلاء کو معہ تحف و ہدایا بنیاز تعزیت اور فاتحہ کے واسطے سرہند بھیجے۔ ہزارہا امیر بادشاہ خان۔ بادشاہوں کے وکیل چھوٹے بڑے۔ بوڑھے۔ جوان فاتحہ کے واسطے آتے تھے۔ جس جس فرزند کے ماتحت تھے اُسی سے تجدید بیعت کی۔ کہتے ہیں کہ کئی سال تک آنحضرت کے مرید اور خلفا بادشاہ اور ان کے وکلا آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے آتے رہے ؛

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں اختلاف ہوا۔ اور مناظرہ عظیم ہوا۔ تو آنحضرت کے خلیفہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے سرہند جانا ترک کیا لوگوں نے اخون صاحب سے جو پوچھی کہ آپ سرہند کیوں نہیں جاتے۔ تو فرمایا وہاں شیروں کی لڑائی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کسی شیر سے مجھے تکلیف نہ پہنچ جائے۔ آنحضرت کے فرزند حضرت حجت اللہ اور حضرت مروج الشریعت دونو اپنے آپ کو قیوم اور قطب کہتے تھے۔ دوسرے چاروں قیومیت کا انکار کرتے تھے۔ لیکن اپنے آپ کو قطب بتلاتے تھے۔ آخر حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد اشرف نے حضرت

حجت اللہ کی قیومیت کا اقرار کر لیا۔ ان دو نو بزرگوں کی اولاد حضرت حجت اللہؓ کی مرید ہوئی۔ اب بھی وہ آنجناب ہی کے مرید ہیں۔ لیکن باقی تین بزرگ تا دمِ مرگ اپنے آپ کو قطب کہتے رہے۔ ان کی اولاد اور ان کے مرید تا دمِ حال اسی اعتقاد پر ہیں۔ لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے چھیوں فرزند تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کتاب کے تیسرے حصہ میں اس کا حال لکھا جائیگا +

## ذکر در بیان

### بنائے روضۂ منورہ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

جہاں پر اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے وہ جگہ حضرت مروج الشریعت کی ملکیت تھی۔ جب آنحضرت کا وصال ہوا تو حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کو اپنی جگہ میں دفن کر کے نہایت عالیشان روضہ بنانا چاہا شاہجہان کی لڑکی روشن آرا نے عرض کیا کہ یہ سعادت عظمےٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں آنجناب نے اُسے منظور فرمایا اور تعمیر روضہ کا اذن دیا۔ اس پر وہ بیگم نے ایران سے نہایت اعلےٰ درجے کے معمار اور اُستاد منگائے۔ اس خاتون نے مرید ہونے سے پہلے عجیب قسم کا محل خواب میں دیکھا تھا۔ جس پر آنحضرت کھڑے تھے وہ محل اسے بڑا دلچسپ معلوم ہوا۔ اسی کا نقشہ کاغذ پر بنا کر معماروں کو دیا۔ کہ اس قسم کا محل بناؤ۔ پہلے پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ قدِ آدم کے برابر اونچا بنایا مرقد شریف پر جو چبوترہ میں تھا مٹی ڈالکر چبوترہ کے برابر کر دیا۔ آنحضرتؓ نے حضرت مروج الشریعت پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ اس قدر مٹی تم نے میرے سینے پر کیوں رکھی ہے اس کو دور کر دو۔ اسی وقت حضرت مروج الشریعتؒ نے حسب الارشاد صفہ کے درمیان سے جگہ خالی کرائی۔ اور تہ خانہ میں مرقد اعلےٰ بنایا۔ اس کے مقابلہ میں چبوترے پر بھی ایک مرقد بنایا پھر اس چبوترے پر نہایت عالیشان محل بنایا۔ جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھا۔ چین و فرنگ کے نقوش سے آراستہ تھا۔

اس محل پر سنگ رخام کا نہایت اونچا گنبد بنوایا۔ اس محل کے چاروں کونوں میں چار برج بنائے۔ یہ گنبد اور چاروں برج سنہری بنوائے۔ اس محل کے گرداگرد اونچا چبوترہ بنوایا اس محل کی چاروں طرف چار بڑے محراب بنوائے۔ ہر محراب میں دو حجرے بنوائے۔ محل کے اندر نقاش کا کام بکثرت کیا۔ دیبا کی قسم کے فرش بنوائے۔ بعض نے وعدہ کیا کہ ہم نوبت بنوبت مہیا کرائینگے۔ دروازوں کے پردے شامیانے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ شامیانہ کے لئے اور سامان۔ قبر کے فرش کے لئے پتھر اور عود جلانے کے لئے۔ سونے چاندی کی انگیٹھیاں غرضیکہ ہر قسم کا اعلےٰ سے اعلےٰ شاہانہ سامان وہاں چھوڑا۔ اس قسم کی خوبصورت اور عالیشان عمارت سارے ہندوستان میں نہیں ناصر علی سرہندیؒ نے ایک قصیدہ میں اس روضہ کی بابت لکھا ہے ؎

اے زمیں مولد قدسی نسب و ہفت سما — رفعتِ بامِ تو از عالم ایجاد ورا
مغربی روضۂ تو ہست چوں بیت المعمور — گشت فردوس بریں مرقدش دہر آرا
مظہر نور خدا ہست مزار ملکوت — مرقد خواجہ کنم نام تو با عرش خدا

اپنے دیوان میں جو غزل اس روضہ کی شان میں لکھی ہے اس کا مطلع یہ ہے ؎

در فیض است منشیں از کشش نا امید اینجا
برنگ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا

اس روضہ کی تاریخ بنا جو دیوار روضہ پر لکھی ہے یہ ہے "مرقد محبوب حق قطب زماں"
ایک اور شخص نے یوں تاریخ بنا رکھی ہے "بہشتے بنا شد"۔

آنحضرتؒ کے خلیفہ شیخ عطاء اللہ نے اپنے ہاتھ سے نہایت جلی قلم سے جس کا خط تقریباً دو انگل چوڑا ہے قرآن شریف لکھ کر روضہ مبارک میں رکھا ہوا ہے اس قرآن شریف کی جلد کا طول دو گز اور عرض ایک گز ہے۔

آنحضرت کے فرزندوں نے اپنے حلقہ اور مراقبہ کے لئے روضہ مبارک کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے واسطے مغرب کی طرف روضہ مبارک کے بالمقابل ایک چھوٹا سا محل بنوایا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو دے دیا۔ اور حضرت شیخ سیف الدین نے حضرت مروج الشریعت سے اجازت لیکر مشرق کی طرف محل بنوایا۔ دوسرے فرزندوں نے بھی اپنے اپنے لئے عمارتیں بنوائیں

حضرت مروج الشریعت نے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اسی مسجد پر اونچے مینار بنوائے۔ ایک بڑا وسیع حوض لوگوں کے وضو کرنے واسطے بنوایا۔ روضہ مبارک اور مسجد کی عمارت اس قدر مضبوط بنوائی ہے کہ کئی مرتبہ روضہ مبارک کے گنبد پر بجلی گری۔ لیکن نقصان نہ پہنچا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے وقت میں جب سرہند پر کافر غالب آئے۔ تو کئی ہزار بدکار کافر آنحضرت کے روضہ مبارک پر چڑھ گئے اور گنبد کو گرانا چاہا لیکن نہ گرا سکے۔ تین سو کافر گنبد سے گر کر ہلاک ہوئے۔ مجبور ہو کر روضہ سے بھاگ گئے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔ (۱) آنحضرت رضی اللہ عنہ کی (۲) حضرت مروج الشریعت کی (۳) حضرت قیوم رابع کے والد ماجد حضرت ابوالعلی کی (۴) حضرت محمد اشرف کی (۵) حضرت محمد صبغۃ اللہ کی (۶) میرے مصنف دادا حضرت شیخ محمد ہادی کی (۷) حضرت محمد پارسا کے فرزند شیخ الاسلام کی (۸) حضرت محمد پارسا کے پوتے نور معصوم کی۔ یہ تینوں قبریں پانچ قبروں کی پائنتی کی طرف ہیں۔ روضہ مبارک کے باہر چبوترہ کے ایک کونے میں حضرت محمد پارسا کا گنبد ہے حضرت محمد صدیق کا روضہ مبارک آنحضرت کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف ہے۔ مسجد کے مقابل حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کی بلندی اس قدر ہے کہ کئی میلوں سے نظر آتا ہے +

کہتے ہیں کہ اس روضہ منورہ کی عمارت اور سامان فرش فروش پر ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ پانچ ہزار اشرفی گنبدوں پر صرف ہوئیں۔ چالیس ہزار روپیہ مسجد پر خرچ ہوا +

## ذکر و بیان

### اولاد امجاد حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد بے واسطہ میں چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں فرزندان نرینہ کے اسما یہ ہیں :-

حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہ مروج الشریعت۔ حضرت محمد اشرف۔ حضرت شیخ سیف الدین حضرت شیخ محمد صدیق رضوان اللہ تعالےٰ عنہم۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان چھ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ آنجناب کی بیٹیوں کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔ امۃ اللہ۔ عائشہ۔ عارفہ۔ عاقلہ۔ صفیہ۔

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۳۳ھ ہجری کو حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی میں پیدا ہوئے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں حضرت قیوم ثانی کو فرمایا کہ محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو۔

میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھائیوں میں بیٹھا تھا۔ کہ حضرت قیوم اول کی حضرت صبغۃ اللہ کو بشارت دینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ بعض نے کہا اصل سے مراد طینت ہے۔ بعض نے کہا اصل سے مراد اسماء وصفات کے کمالات علین ہیں۔ اس اثنا میں حضرت صبغۃ اللہ کی سواری آپہنچی۔ لوگوں نے کہا کہ آؤ انہیں سے پوچھ لیں۔ آنحضرت کی خدمت میں آکر اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اصل سے مراد ظلال سے اوپر کے کمالات ہیں۔ جو علین اسماء و صفات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوائے حضرت قیوم ثانی کے اور کسی کو یہ طینت حاصل نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے حضور میں بیمار ہوئے۔ مرض اس قدر غالب آیا کہ زیست کی امید باقی نہ رہی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اپنے فرزند کی شفا کے بارے میں دعا کے لئے التجا کی۔ تو حضرت قیوم اول رضہ نے فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے۔ اور ہزارہا مرید اس کے گرد کھڑے ہیں۔ واقعی حضرت مجدد الف ثانی کی خوشخبری جو انہوں نے حضرت صبغۃ اللہ کے بارے میں دی تھی۔ پوری ہوئی۔ حضرت صبغۃ اللہ کی عمر قریبًا سو سال کی ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا۔ "السلام علیکم یا صبغۃ اللہ" حضرت

صبغۃ اللہ نے علوم معقول منقول۔ فروع اور اصول انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ بعد ازاں والدامجد کی خدمت میں باطنی علم حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات حاصل کئے۔ آنحضرت نے اس فرزند کو ولایت کابل اور غور کی خلافت مطلق دے کر رخصت فرمایا۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ سے رجوع ہوئے ہزارہا آدمی مرید ہوئے۔ آپ کے حلقہ میں ہر صبح و شام ہزارہا آدمی شامل ہوا کرتے تھے +

میرے (مؤلف) حضرت قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ کابل میں ایک روز حضرت صبغۃ اللہ استنجا کر رہے تھے بعد ایک کونے میں پھر رہے تھے۔ ہاتھ میں اسی طرح استنجا کا ڈھیلا تھا۔ اتنے میں ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ آنجناب نے وہی ڈھیلا اُسے عنایت کیا۔ اس فقیر نے کہا کیا آپ مجھے استنجا کا ڈھیلا دیتے ہیں آنجناب نے ناراض ہوکر فرمایا کہ لے لو۔ اس نے مجبوراً لے لیا۔ جب غور سے دیکھا تو وہ خالص سونا تھا۔ آنحضرت پیٹ کے درد کے وقت چنوں کی روٹی جو سراسر مخالف مرض ہے کھایا کرتے۔ تو پیٹ کا درد رفع ہو جاتا +

ایک روز آپ حقہ پی رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ جو حقے کا سخت مخالف تھا۔ لیکن وہ ادب کی وجہ سے کچھ نہ کہ سکا۔ لیکن آپ نے اس کے خیال سے واقف ہوکر فرمایا۔ کہ دیکھ اس حقہ میں کیا بھرا ہے۔ جب چلم اُلٹ کر دیکھا۔ تو بجائے تمباکو کے چنبیلی کے پھول تھے۔ جن پر آگ کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شخص آنحضرت کا ارادت معتقد ہو گیا +

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تین آدمی افضل تھے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ۔ دوم حضرت مروج الشریعت سوم حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ میں نے ان میں سے دو کو دیکھا۔ ایک حضرت حجۃ اللہ۔ دوم حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت صبغۃ اللہ کا وصال ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ ہجری جمعہ کے روز عصر کے وقت غلبہ کفار میں شہر سرہند کے اندر ہوا۔ باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیرات کہکر ہزارہا مسلمان ساتھ تھے اور بڑی عزت اور دھوم دھام سے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ مبارک میں لاکر دفن کیا۔ لیکن کافروں نے دم نہ مارا۔ یہ آنحضرت کا تصرف تھا حضرت صبغۃ اللہ کی قبر حضرت

امام معصوم رضی اللہ عنہ کے گنبد میں مغربی دروازہ کے اندر حضرت محمد اشرف کی مرقد کے پہلو میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔

شیخ ابوالقاسم۔ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی عمر حضرت قیوم ثانی کی زندگی میں پچیس سال کی تھی۔ باطن سلوک حضرت قیوم ثانی رضؓ سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ ظاہری علم اپنے والد بزرگوار اور چچوں سے انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ شیخ ابوالقاسم حضرت محمد صبغۃ اللہ کے سارے فرزندوں سے بڑھکر مقبول و منظور تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ کے داماد اور حضرت مروج الشریعت کے متبنٰے اور حضرت محمد اشرف کے شاگرد تھے۔ تمام کتابیں تحصیل کرکے حضرت شیخ سیف الدین کی خانقاہ کے میر سامان ہوئے۔ حضرت محمد صدیق کے ہم عمر تھے ۱۰۸۱ سنہ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں چبوترے کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ سب سے پہلے قبر جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بنی یہ تھی۔

کہتے ہیں حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے شیخ ابوالقاسم کو قبر میں اتارا۔ نہایت غمگین ہوئے۔ آنحضرت کے تمام فرزندوں نے آپ کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

شیخ محمد اسمٰعیلؒ۔ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہؒ کے دوسرے فرزند ہیں آپ پہلے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں باطنی سلوک طے کرکے خلافت پائی۔ والد بزرگوار نے شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنے فرزندوں سے اپنا قائم مقام بنایا۔ اور تمام مریدوں پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ ایک سال خود حضرت شیخ کابل میں تشریف لیجاتے تھے اور ایک سال شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنا قائم مقام بنا کر کابل بھیجتے تھے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کی وفات کے بعد تمام مریدوں نے شیخ محمد اسمٰعیل سے بیعت کی۔ شیخ محمد اسمٰعیل بھی اپنے آباواجداد کے طریقے پر ثابت قدم رہے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے منسوب تھے [illegible] سنہ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔

شیخ محمد صبغۃ اللہ - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے بڑے بیٹے اپنے دادا کے مرید تھے۔ سلوک باطنی بھی انہیں سے حاصل کیا - میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے تھے - کہ شیخ صبغۃ اللہ حضرت حجت اللہ کی اولاد میں سُستے ہیں - لڑکپن میں ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے - حتے کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی - آپ کی والدہ جو حضرت مروج الشریعت کی بیٹی تھیں - باپ کے پاس آکر ملتجی ہوئیں - آنحضرت نے ظاہر ہو کر اس کا مرض اپنے پر لیا - آپ کو شفا ہوئی - آنجناب مریض ہوئے اور اسی مرض میں وفات پائی - شیخ صبغۃ اللہ ورع تقوے اور استقامتِ حضرات سرہند سے موصوف تھے لیکن آپ کی اولاد سے کوئی زندہ نہ رہا +

شیخ غلام معصوم - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے دوسرے فرزند اپنے دادا کے مرید ہیں - سلوک باطنی بھی انہیں سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے - دادا صاحب کے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا - آج کل حضرت محمد صبغۃ اللہ کے قائم مقام ہیں - اور اکثروں کو خلافت بھی عطا فرمائی ہے - احمدیہ معصومیہ طریقے پر ثابت قدم ہیں - آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی تھے - آپ کی مشیخت اس زمانے ابنائے جنس میں ممتاز ہے آپ حضرت قیوم رابع کی بہن اور حضرت ابو العلی کی بیٹی سے منسوب ہیں آپ کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی +

غلام احمد - آپ حضرت قیوم رابع کے بھانجے اور شیخ معصوم کے بڑے بیٹے ہیں - صالح اور متقی مرد تھے +

غلام محمد - آپ شیخ غلام معصوم کے دوسرے بیٹے ہیں آپ نے سلوک باطنی باپ سے حاصل کر کے خلافت پائی - آپ کو ان کے والد ماجد نے اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنایا - آپ کے سات لڑکے ہیں لیکن اُن کے نام معلوم نہیں - آپ کے سات اور لڑکے بھی ہیں - اُن کے بھی نام معلوم نہیں - آپ کی صرف ایک لڑکی ہے جو حضرت شیخ محمد ہادی کے پوتے نور سبحان کی منسوبہ تھیں - شیخ محمد اسمٰعیل کی مذکورہ بالا اولاد حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے ہوئی +

محمد اسحاق - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے تیسرے فرزند اعلےٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار ہیں - اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر ثابت قدم تھے +

عبدالرزاق - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے چوتھے فرزند اور اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور اپنے آباواجداد کے طریقے پر مستقل تھے +

شیخ محمد اسمٰعیل کی پانچ لڑکیاں ہیں - ایک منور خانم جو شیخ حسام الدین سے منسوب ہے، دوسری منیرہ مخدومہ - تیسری منیرہ جو شیخ کلمۃ اللہ سے منسوب تھی - چوتھی خدیجہ خانم جو محمد فاروق کی منسوب تھی - پانچویں فاطمہ خانم جو محمد معاذ کی منسوبہ تھی +

شیخ اہل اللہ - آپ حضرت صبغۃ اللہ کے تیسرے فرزند نہایت قابل اور نیکو خصال مرد تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ کی اولاد میں سے صرف ایک بیٹی تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھی +

شیخ پیر - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی - آپ اپنے آباواجداد کے طریقہ پر ثابت قدم تھے +

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی ایک بیٹی صائمہ شیخ محمد کاظم قدس سرہ سے منسوب تھی دوسری رضیہ جو نہایت عالمہ اور محدثہ تھیں۔ شیخ محمد کاظم کی منسوبہ تھیں - تیسری عالیہ شیخ محمد مومنے سے منسوب تھیں - چوتھی ماریہ میر صفا احمد کی منسوبہ تھیں - پانچویں رافعہ جو شیخ عبدالحی کی منسوبہ تھیں - چھٹی باقیہ المشہور بہ ہودنہ بیگم جو شاہ گدا سے منسوب تھیں - ساتویں روشن آرا - جو شیخ محمد برکت اللہ کی منسوبہ تھیں +

صوفی عبدالرشید - آپ حضرت صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی آنجناب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے - مستقیم الاحوال تھے - شجرہ نقشبندی کو آپ نے منظوم کیا - جس کا مقطع یہ ہے ؎

رشیدی کلب ایشاں را امید است کہ یابد لقمہ از خوان ایشاں

صوفی عبداللطیف - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں طریقہ احمدیہ پر پورے پورے ثابت قدم تھے - بہت لوگوں کو آپ سے فائدہ ہوا +

سرہ شاہ عالم - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - کہتے ہیں آپ نے شیخ غلام معصوم سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی - بہت سے پٹھان آپ کے مرید ہوئے آپ ملک مالوہ میں رہتے تھے - حضرت صبغۃ اللہ کے خلفا بکثرت ہیں کہاں تک اُن کے

حالات لکھوں ✤

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے دوسرے فرزند تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حالات اور آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات اس کتاب کے تیسرے حصہ میں لکھے جائینگے ✤

## حضرت امام الطریقت مروج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ

### کے مجمل حالات

| | |
|---|---|
| زساز دگر پردہ بنیاد کن | زنقشِ عبید اللٰہی یاد کن |
| طراوت دہ گلشن خاکیاں | معطر کنِ بزم افلاکیاں |
| شریعت ازو یافت زیب و ذکر | طریقت ازو یافت تازہ زسر |
| بدو گفت آں والد نامدار | کہ اے در طریقت شہِ کامگار |
| بقطبیت گر بخواہم سزاست | بقیومیت گر بگویم رواست |

آنجناب حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ ۲۱ - شعبان ۱۰۳۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے ✤

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبانی فرماتے ہیں - کہ حضرت مروج الشریعت کی ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اترے جن سے تمام روئے زمین پر ہو گیا - فرشتے بحکم خدا یہ آیت پڑھتے تھے - جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے "یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا"[۱]

اور حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دیتے ہیں ✤

ترویجہ میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے فرزند محمد عبید اللہ کی ولادت کے روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مع دوسرے انبیا علیہم السلام تشریف آور ہوئے اور اس فرزند کے دائیں کان میں اذان بائیں میں تکبیر پڑھکر فرمایا کہ یہ فرزند صاحب طینت و اصالت ہے اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا ✤

[۱] جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرا اور جس دن اٹھیگا زندہ ہو کر ✤ پ ۱۶ ع ۴

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا اسم شریف محمد عبید اللہ، لقب ہادی الدین اور کنیت ابو العباس مقرر فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آپ سے اس طرح محبت تھی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی۔ کبھی ان کے پلنگ کو اپنے سے جدا نہ کیا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً رات ہو گئی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود دست مبارک سے رقعہ لکھا کہ اے فرزند! جلدی جلدی پہنچو۔ کیونکہ میری طبیعت تمہاری طرف متوجہ ہے۔ دین و دنیا کے کام تمہارے آنے پر موقوف ہیں۔ چونکہ آنحضرت قیوم زمان تھے اس واسطے آپ کے کسی اور طرف متوجہ ہونے سے اہل زمانہ کے کاروبار میں فرق پڑتا تھا حضرت مروج الشریعت خط کے دیکھتے ہی والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت بسبب کثرت محبت اس فرزند کو حضرت جیو صاحب کہا کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت مروج الشریعت کو حضرات سرہند حضرت جیو کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

| | |
|---|---|
| حضرت صاحب کہ شاہ دلبران است | سراپا دلبران را دلبران است |
| چو عنصر نہ فلک سرگشتہ او | بر جسم و روح و عقل اول آن است |
| نہ علم و حلم او آخر چہ گویم | علی وقت زین عارفان است |
| ہمہ اسرار علم بندۂ او | عبید اللہش فخر جہان است |
| حضرت صاحب کہ مہرش در دل من | نہ جسم و جان بل خود جان جان است |
| میان بوستان شرع اسلام | خراماں ہمچو سرو بوستان است |
| بہارش را خزاں ہرگز مبادا | کہ او سرو روان و رانش و جان است |

حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا احسان کلی ہے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان کی ولادت کے بعد مجھ سے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ آئندہ تمہاری زندگی میں میں اور کسی عورت سے نکاح نہیں کرونگا۔ ایک لونڈی جو اس سے پہلے موجود تھی اسے بھی جواب دے دیا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند میری طرح ہونگے۔ ان فرزندوں سے مراد محمد نقشبند اور

محمد عبید اللہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو علیت واصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔ نیز آنحضرت اس فرزند کو فرماتے تھے۔ کہ تم میرے ساتھ برابر جاتے ہو۔ بیچ کی انگلی سبابہ سے اشارہ کرکے فرماتے تھے۔ کہ میرا اور تیرا عروج برابر ہے اور میرا اور تیرا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت جیو صاحب کو خاص حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ وہاں پہلے ہی مروج الشریعت کو موجود پاتا ہوں

## ذکر دربیان

نشستن حضرت جیو صاحب خواجہ محمد عبید اللہ بر مسند ارشاد و رجوع کردن اصاغر واکابر عالم بخدمت آنحضرت وخطاب یافتن حضرت مروج الشریعت و بیان سال اول ارشاد آنحضرت رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جیو صاحب نے سوموار کے روز ۱۱۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ ہجری کو مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے اکثر مریدوں اور خلفا نے آنحضرت سے بیعت کی۔ بہت سے بڑے بڑے علما اور مشائخ نے اپنی مشیخیت ترک کرکے آنحضرت کے حلقہ مریدی میں داخل ہوئے ہر روز گروہا گروہ خلقت اطراف وجوانب عالم سے آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہوتی تھی۔ اور اس قدر ہجوم ہوجاتا۔ کہ مراقبہ کے لئے بیٹھنے کے واسطے جگہ نہ ملتی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے جس خلیفہ نے آپ سے بیعت کی۔ وہ شیخ ابو المظفر برہانپوری تھے۔ بعدازاں باقی کے مرید اور خلفا بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے خلفائے معصومی کو ازسرنو خلافت عنایت فرمائی۔ اور باقی مریدوں کو اپنی طرف سے خلافت عنایت کرکے روئے زمین کے مختلف حصوں میں بھیج دیا۔ جہاں جہاں آنجناب کے خلفا گئے۔ ہزارہا آدمی ان کے مرید ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خانقاہ کی رونق وطراوت حضرت جیو صاحب سے بدستور قائم رہی۔ اور آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نائب مناب اور قائم مقام بنے

۵ عبید اللہ شاہ اولیا بود | ہمیں فرزند قیوم زماں بود
---|---
ز معصوم ازل محبوبیت یافت | ز نور فیض بر عالم از آں تافت
جبینش از اصالت گشتہ پر نور | چو در مصحف نمایاں آیتے نور
ز ہر جامش جہان مست و مدہوش | بہر کشور ز فیض جوش در جوش

حضرت جیو صاحب کے چچا کے بیٹے شیخ سعد الدین شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ سعد الدینؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ محمد عبید اللہ قرب الٰہی میں میری طرح ہیں۔ جو شخص میرے خاص کمالات حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے لازم ہے کہ محمد عبید اللہ سے رجوع کرے۔ صبح آکر آنجناب کا میں مرید ہو گیا۔ شیخ عبد الاحد کو قدیم سے حضرت جیو صاحب سے خصوصیت تھی۔ جیسا کہ پینتیسویں سال قیومیت میں بیان ہو چکا ہے۔ سو وہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت جیو صاحبؒ کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کبھی میں آنجناب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تو حضرت امام معصومؒ اور حضرت جیو صاحبؒ کو کمالات الٰہی میں یکساں دیکھتا ہوں +

شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت قیوم ثانی رضؓ سے پوچھا کہ آنجناب کے بعد بھی کوئی صاحب طینت اصالت ہے یا نہیں فرمایا۔ میرے فرزند محمد معصوم عبید اللہ میں طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور وہ میرا قائم مقام ہے۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت جیو صاحب سے رجوع کیا۔ جس قسم کا فیض حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرتا تھا اسی طرح کا حضرت جیو صاحب سے حاصل کیا +

میں (مصنفؒ) نے شیخ خلیل اللہ کی زبانی سنا ہے جو فرماتے تھے کہ اگر حضرت صاحب زندہ ہوتے تو میں کسی اور کی طرف رجوع نہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی اکثر اولاد نے باطنی رجوع حضرت سے کیا۔ اور فیض حاصل کیا حتےٰ کہ حضرت امام معصومؒ کے فرزندوں نے بھی آنحضرت کے کمالات کا اقرار کیا +

میرے (مصنفؒ) جد امجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت

شیخ سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضؓ کے بعد کسی کو طینت و اصالت حاصل ہے میں نے کہا حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کو طینت و اصالت حاصل ہے پھر حضرت شیخ نے پوچھا۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ میں نے کہا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت کی خوشخبری دی ہے۔ حضرت صاحب نے اس خوشخبری کو اپنے دست مبارک سے لکھا ہے اگر آپ اپنے بھائی کے دستخط پہچان سکتے ہیں تو میں لاؤں۔ فرمایا ہاں پہچانتا ہوں۔ وہ کاغذ لاؤ۔ دوسرے روز وہ کاغذ میں لایا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ فلاں روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی ہے اور بعض اعضا بھی مقرر فرمائے ﴿اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ﴾ جب حضرت شیخ نے اس کاغذ کو دیکھا۔ تو مطالعہ کے بعد فرمایا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بعد شیخین مذکورین اس لائق ہیں کہ انہیں طینت و اصالت حاصل ہو۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت ہیں۔ اس سال حق تعالےٰ نے حضرت صاحب کو مروج الشریعت کا خطاب دیا +

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا۔ جس میں دو محل ہیں۔ ایک چھوٹا دوسرا اونچا میں نیچے کے محل میں بیٹھ گیا۔ کہ اچانک مجھے اونچے محل میں لے گیا۔ الہام ہؤا۔ کہ تجھے تمہارے محل سے تمہارے جد امجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ جد امجد سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی حضرت صاحب کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی طرح ہیں۔ بعد ازاں الہام ہؤا کہ تمہیں مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہؤا ہے۔ کہ تم مروج الشریعت ہو +

## ذکر در بیان

سال دوم ارشاد حضرت مروج الشریعت و بنا مسجد کہ در روضۂ منورہ حضرت ایشان است و بیان دیگر وقائع و قضایا کہ وقع شد

اس سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ آنجناب کے ہر ایک مرید و مخلص نے اپنے حسب مقدور اس سفر کی تیاری کے لئے روپیہ بطور ہدیہ و نذر پیش کیا۔ اتفاقاً بعض وجوہات سے سفر کا ارادہ ملتوی ہو گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روپیہ سفر حج کے واسطے جمع کیا ہوا ہے۔ یہ روپیہ اپنے مصرف میں نہیں لانا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ اس روپیہ سے ایک مسجد بنوائی جائے۔ حکم دیا کہ روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنائیں۔ تھوڑے عرصہ میں اینٹ پتھر اور چونے کی نہایت خوبصورت اور عالیشان مسجد بنکر تیار ہو گئی۔ دیواریں اور محراب پکے بنائے گئے۔ دونو طرف دو اونچے مینار اور تین بڑے گنبد اس مسجد پر بنائے۔ اور ان کے اندر بیل بوٹے کا نہایت عجیب و غریب کام کروایا۔ مسجد کے شمال کی طرف ساٹھ گز مربع ایک حوض بنوایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد قدیم حوض کو بند کیا گیا۔ اور ایک اور عمارت بنوائی گئی۔ اور مسجد کے جنوب کی طرف روضہ مبارک اور محل کے مابین حوض مقرر کیا +

اسی سال حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی دوسری شادی کے لئے آنجناب کے ساتھ کابل تشریف لے گئے۔ اس سفر میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ہمراہ تھے۔ یعنی حضرت حجۃ اللہ رض۔ حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد صدیق۔ حضرت مروج الشریعت کا یہ طریقہ تھا۔ کہ اپنے خاص مریدوں سمیت آدھی رات کو سفر کرتے اور صبح ہوتے منزل پر پہنچ جاتے۔ باقی کے ہمراہی فجر کے وقت روانہ ہو کر دوپہر کو منزل پر پہنچتے۔ اثنائے راہ میں ایک رات ایک خرقہ پوش نے آکر سلام کیا۔ اور کہا کہ آپ نے کابل میں مجھ سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا تھا۔ اب ادا کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں تو کبھی کابل نہیں گیا۔ اور نہ تیری صورت کا آشنا ہوں۔ اُسنے کہا ضرور بالضرور آپ ہی نے مجھ سے لیئے ہیں۔ آنجناب رض نے فرمایا۔ اگر ہزار روپیہ لینا چاہتے ہو۔ تو منزل پر اتر کر دینگے۔ اس نے کہا میں ایک قدم آگے نہیں جانے دونگا۔ اسی جگہ لونگا۔ آنحضرت از راہ خُلق وہیں کھڑے ہو گئے۔ اور ایک شخص کو پیچھے بھیجا کہ ہزار روپیہ لے آؤ۔ جب روپیہ لایا گیا۔ تو اس مکار نے روپیہ لینے کے بعد کہا۔ جب آپ نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کا وزن

اس سے زیادہ تھا یا کم اگر کم و بیش ہے۔ تو میں نے بخشا۔ اور روپیہ مجھے بخشو حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا میں نے بخش دیا۔ بعد ازاں آدمیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس مرد نے اپنی عاقبت کو بھی پاک کر لیا ہے +

اسی سفر کی اثنا میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کیا اور فرمایا کہ لوح محفوظ مجھ پر منکشف ہوئی۔ وہاں میں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصوم صدیق ولی۔ ایک شخص نے کہا۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم ولی صادق ہے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں +

حاجی عبید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ کا نکاح پشاور میں کر کے واپس لاہور پہنچے تھے۔ کہ خوارزم کے مشہور شیخ شیخ عبد الرحمن خوارزمی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ انہوں نے کہا مرید ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک جنگل میں ایک مرشد اتخت پر بیٹھے ہیں۔ اور اُن کے گرداگرد ہزار ہا آدمی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ اور یہ گردونواح کھڑے ہوئے کون ہیں کہا یہ بزرگ محمد عبید اللہ مروج الشریعت ہیں۔ اور یہ لوگ شریعت اور طریقت کے رکن ہیں جنہیں حق تعالےٰ نے ان کی تابع کیا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آنحضرت کی زیارت کا شوق از حد ہوا۔ حتےٰ کہ بے قرار ہو کر سفر ہند کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو خواب بعینہٖ الانظارہ دیکھا +

شیخ عبد الرحمن آنحضرت رضؓ کے بڑے خلفا سے ہیں جب تینوں بھائی سرہند میں آئے۔ تو حضرت صاحب اور حضرت محمد صدیق کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ دونو کو حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لایا گیا۔ کہ اپنی نسل کو پہچانتے ہیں یا نہیں آنحضرت رضؓ نے اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ ہماری بیٹی ہے۔ اُس کا نام حسن النسا مقرر کیا +

## ذکر در بیان

سال سوم ارشاد حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ طلبیدن آنحضرت

(ا سلطان عالمگیر وابا کردن آنجناب از رفتن و بیان دیگر قضایا :-

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سلطان عالمگیر کو حضرت شیخ سیف الدین کے حوالے کیا۔ ان دنوں حضرت شیخ بعض دشمنوں کے کہنے سے بادشاہ سے ناراض ہو گئے۔ حالانکہ بادشاہ محض بے قصور تھا۔ بادشاہ نے بہتیرا کہا کہ کسی نے میری طرف سے محض جھوٹ آپ کی خدمت میں کہا ہے۔ لیکن حضرت شیخ نے بادشاہ کی طرف توجہ نہ کی۔ بادشاہ اس بات سے بہت گھبرایا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک رات آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ میرا فرزند محمد عبید اللہ صاحب طینت اصالت ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے جا کر اس کے مرید ہو جاؤ۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حضرت مروج الشریعت رضی کی خدمت میں لکھی۔ کہ آنجناب کی ملازمت کا اشتیاق حد سے زیادہ ہے۔ طبیعت بے اختیار چاہتی کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوؤں لیکن بعض امور کی وجہ سے میرا وہاں آنا نہیں ہو سکتا۔ اگر آنجناب از راہ کرم اس طرف قدم رنجہ فرمائیں۔ تو بہت لوگ گرداب ضلالت سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں گے اور مذکورہ بالا خواب عرضی میں لکھ دیا۔ آنجناب نے اس عرضی کے جواب میں لکھا کہ میرا شاہ جہان آباد آنا سخت مشکل ہے۔ ہم دعائے غائبانہ میں جو سریع الاثر ہے مشغول ہیں۔ بادشاہ نے دوبارہ آنحضرت کی طلب کے لئے عرضی لکھی۔ آنجناب رضی نے بھی ویسا ہی جواب لکھا حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے چودہ خط لکھے۔ لیکن ایک بھی مفید نہ پڑا۔ آنجناب نے بادشاہ کے پاس جانا منظور نہ فرمایا +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات عشا کی نماز کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اور مروج الشریعت رضی بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا میں نے دونوں بزرگوں کی دعوت کی ہے۔ میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلو۔ دونو صاحبوں نے سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دعوت قبول فرمائی۔ اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں نے اس سے گھر کا پتہ پوچھا۔ کہا پاس ہی ہے۔ دونو بزرگ پیادہ پا ہوئے۔ اُس نے پھر عرض کیا۔ کہ مجھ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں۔ آپ دونو بھائی اکیلے تشریف لے چلو حضرت مروج الشریعت نے تمام یاروں کو

رخصت کیا۔ جب تھوڑا راستہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے کہا۔ آپ کے سامنے۔ حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک جھونپڑی میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سخت درد تھا۔ راستہ چلنے کے باعث اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ تھی لایا۔ جسے دونو بھائی کھا کر واپس آئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ یہ دعوت کرنے والا وہی شخص ہے۔ جس کی سفارش آنجناب نے بادشاہ سے کئی مرتبہ کی۔ جب کہ بادشاہ سرہند میں آیا۔ جب اس کے کام میں ذرا دیر ہوتی۔ تو وہ دعوت یاد دلاتا +

انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ حضرت مروج الشریعت رضہ بھی بھائی کے ساتھ گئے۔ جب ستلج پار ہوئے۔ تو حضرت کو تپ دق کا عارضہ ہوا۔ آنجناب وہیں سے سرہند میں واپس آ گئے۔ اس مرض کا اس قدر غلبہ ہو گیا۔ کہ اسی آزار سے آپکا وصال ہو گیا +

اسی سال شیخ شاہ محمد حضرت مروج الشریعت رضہ کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور حضرت مروج الشریعت تمام امت کے احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ اور اہل دنیا کے کام سرانجام کروا رہے ہیں۔ اس نے بھی اپنے مقصد کو ظاہر کیا۔ آنجناب نے اس کا کام بھی درست کرایا۔ اور فرمایا تو فلاں روز ہمارے پاس آئیگا۔ تو تمہارے دوسرے کام بھی ٹھیک ٹھاک کر دونگا۔ اس خواب کے دوسرے روز میں نے آنحضرت رضہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ حضرت مروج الشریعت رضہ نے اُسے کچھ عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت دیکر رخصت کیا +

## ذکر در بیان

سال چہارم ارشاد حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ تشریف بردن آنحضرت از سرہند بہ شاہجہان آباد و مرید شدن سلطان عالمگیر وبیان دیگر واقعاتے کہ روداده اند۔

اس سال خراسان اور ماوراء النہر کے بہت سے لوگ آکر حضرت مروج الشریعت رضہ کے

مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ بخارا کے جید عالم خواجہ ابراہیم خراسانی نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ ایک بڑے وسیع دریا کے کنارے کھڑے ہیں۔ لیکن گذرنے کا کوئی رستہ نہیں ملتا۔ اتنے میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا۔ دریا بیچ میں سے پھٹ گیا۔ اور اس مرد خدا کو رستہ دے دیا۔ وہ کھڑے ہوئے لوگ سب اس کے پیچھے ہو لئے۔ ایک شخص نے منادی کی۔ کہ جو شخص دریا پار ہونا چاہتا ہے وہ آئے۔ اور اس عزیز کے پیچھے دریا پار ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس مرد بزرگ کی خاطر دریا پھاڑ دیا ہے۔ بہت سے آدمی اس بزرگ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پار ہو گئے تو دریا کا پانی پھر مل گیا۔ خواجہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مرد خدا کون ہے؟ کہا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت رضی اللہ عنہ ہیں حق تعالےٰ نے انہیں باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اور طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائی ہے۔ دوسرے روز خواجہ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ خواجہ صاحب خراسان اور ماوراء النہر میں نہایت معتبر تھے۔ اس لئے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شیخ حبیب اللہ بخاری نے بھی ان کے ہاتھ ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں بھیجی۔ جب وہ لوگ سرہند پہنچے۔ آنجناب نے اُن پر بہت مہربانی کر کے انہیں مرید کیا۔ اور خواجہ ابراہیم کو عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت عنایت فرمائی۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ نے کابل سے ایک خط آنجناب کی خدمت میں لکھا جس میں اپنی قیومیت کا اظہار کیا۔ آنحضرت رضؓ نے اس خط کو جمعہ کی نماز کے بعد جب کہ تمام وضیع و شریف موجود تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ اور فرمایا کہ سب سے پہلے خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی قیومیت کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ سبحان اللہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھو۔ کہ باوجود ان کمالات کے حضرت حجۃ اللہؓ کی قیومیت کے مقر ہوئے۔

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ پر مرض کا بہت غلبہ ہوا۔ بادشاہ نے پھر آنحضرت کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ کہ اس تپ دق کے مرض میں سیر کرنا بہت مفید ہے۔

اگر بطور سیر اس طرف تشریف لائیں۔ تو یہاں اس مرض کا علاج بھی عمدہ طور پر کیا جائیگا۔ لیکن آنجناب نے شاہجہان آباد جانا منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے اسی مضمون کا ایک خط حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ آنجناب کو یہاں بھیج دیں۔ چونکہ والدہ صاحبہ تیمارداری میں مشغول تھیں۔ دل میں خیال آیا کہ شائد اسی طرح ہی مرض زائل ہو جائے۔ اپنے فرزند (حضرت مروج الشریعت) کو فرمایا کہ شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ حضرت صاحب والدہ صاحبہ کے فرمان سے مجبور ہو کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب بادشاہ کو حضرت مروج الشریعت کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو ارکان سلطنت کو معہ شاہزادہ معظم بہادر شاہ آنحضرت کو استقبال کے لئے بھیجا۔ خود بھی بارہ میل تک استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ اور خاص قلعہ میں اپنے محل کے قریب فروکش کیا۔ آنحضرت سے تجدید بیعت اور اخذ فیض کیا۔ جب حضرت صاحب نے بادشاہ کو القائے نسبت اور توجہ باطنی سے مشرف فرمایا۔ تو بادشاہ کے دل کی کیفیت دگرگوں ہوگئی۔ توجہ لینے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آج آسمان تلے آپ جیسا کوئی نہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اگر میرے بڑے بھائی حجۃ اللہ سے توجہ لو۔ تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو۔ اس روز سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی زیارت کا بہت شوق ہو گیا صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ صبح شام آپ کے حلقہ میں ہزارہا آدمی حاضر ہوتے تھے۔ تمام شاہی آدمیوں۔ ارکان سلطنت اور وضیع و شریف نے حضرت مروج الشریعت سے بیعت کی۔ اور آنجناب کے مرید ہوگئے۔ ایک روز آنحضرت شاہجہان آباد میں اشراق کی نماز کے بعد مسجد چوبین سے جو کہ قلعہ کے اندر ہے محل کے اندر چلے گئے۔ اس اثنا میں ایک فقیر سر پاؤں سے ننگا بدن کو آلودہ کئے ہوئے آیا۔ اور آنجناب سے بڑے زور سے بغلگیر ہوا۔ لوگوں نے اسے دور کرنا چاہا۔ لیکن آنحضرت نے تاکیداً لوگوں کو منع فرمایا۔ وہ فقیر دیر تک پکڑے کھڑا رہا۔ پھر چھوڑا کسی نے معلوم نہ کیا۔ کہ وہ کون تھا۔ میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ وہ

فرشتہ آزمائش تھا +

شاہزادہ عظیم شاہ کی بیگم حضرت مروج الشریعیتؒ کی مرید تھی۔ آنحضرتؒ کی زیارت کے لئے آئی۔ اور چند روز رہکر گھر چلی آئی۔ شاہزادہ نے اس سے پوچھا اتنے دن کہاں رہی ہو۔ اُس نے کہا۔ مَیں اپنے پیر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ شاہزادہ نے کہا وہ ہمارے دشمن ہیں۔ وہ معظم کی سلطنت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ یہ کہکر اس بیگم پر سخت ناراض ہوا۔ شاہزادے کے پہلے لڑکے بھی مر چکے تھے اب جو باقی تھا وہ بھی اتنا بیمار ہوا۔ کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ بیگم نے کہا حضرت صاحب کا تصرف دیکھا۔ شاہزادے نے کہا۔ اب کیا کروں۔ اس نے کہا اس کا علاج بادشاہ سے ہوگا۔ شاہزادہ نے باپ سے لڑکے کی حالت بیان کی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنحضرتؒ کی طرف عرضی لکھی۔ کہ محمد بیدار بخت کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اگر اس کو یہاں لایا جائے تو شک ہے کہ جو دم باقی ہے شائد وہ بھی ختم ہو جاوے۔ اگر جناب کا مزاج شریف بحال ہو۔ تو قدم رنجہ فرمائیں تاکہ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے میرے فرزند کو اللہ تعالےٰ شفائے کامل نصیب کرے۔ آنحضرت سوار ہو کر معہ فرزندوں کے اعظم شاہ کے گھر تشریف لائے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادی فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرتؒ کے ساتھ اعظم شاہ کے گھر گئے۔ اس وقت وہ لڑکا پلنگ پر مردہ پڑا تھا۔ بہتیرا غور کیا لیکن زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ آنحضرت نے بچے پر نگاہ کر کے فرمایا کہ یہ مردہ ہے دیکھئے کلام خدا کا کیا اثر ہوتا ہے آنحضرتؒ نیچے پڑ کر اُس پر دم کیا۔ دم کرتے ہی لڑکے کا پلنگ ہلنے لگا۔ آنجناب نے دوبارہ دم کیا تو لڑکا رونے لگا تیسری مرتبہ جب دم کیا تو لڑکا پلنگ پر سے اُٹھ کر زمین پر ہو بیٹھا۔ اور کھیلنے لگا گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اعظم شاہ یہ تصرف دیکھکر آنحضرت کے قدموں پر گرا۔ اور نہایت معتقد ہوگیا۔ بادشاہ کے وزیر اعظم جعفر خاں نے جو ہر روز جناب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور بڑا معتقد تھا +

ایک روز عرض کیا کہ مَیں آنجناب کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر قبول فرمائیں۔ آنجناب نے اس کی التماس کو منظور فرمایا۔ اور اس کام کے لئے ایک روز مقرر کیا شاہزادہ نے طرح طرح کے کھانے پکائے۔ حلوے اور میوے مہیا کئے۔ اور اپنے

گھر کو سجایا۔ لوگوں کو آنحضرتؓ کے لانے کے لئے بھیجا۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ جعفر خاں نے ہزارہا روپیہ بطور تحفہ و ہدیہ مقرر کئے ہیں۔ جب آنجناب نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ شاید جعفر خاں نے ہمیں مول لیا ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ کل اور کوئی ہمیں مول لے گا۔ ہم اس کے گھر نہیں جاتے۔ اُس نے کہا۔ یہ بات مجھ سے بھول کر نکل گئی ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ خواہ تم نے کسی طرح کہی ہے۔ لیکن ہم نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں نے خود آکر منت و سماجت کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمایا۔ اس کے گھر نہ گئے۔

انہیں دنوں بادشاہ کا متبنّٰی تو سر مرید ہونے کے لئے آیا اس وقت ظاہرا کوئی خلاف شرع بات اس میں نہ پائی جاتی تھی۔ لیکن آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر اُسے دور کر دیا۔ اُس نے بہتیرا کہا۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایسا نہ کروں گا لیکن آنحضرتؓ نے ذرا توجہ نہ کی۔

انہیں دنوں بعض آدمیوں نے بعض کے بہکانے سے بادشاہ کو کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قرضدار ہو گئے تھے اس واسطے آئے ہیں۔ بادشاہ نے پچیس ہزار روپیہ ادائے قرض کے لئے بھیجا۔ جب وہ روپیہ آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ اور ساتھ ہی رقعہ کا مطالعہ کیا۔ تو روپیہ واپس کیا۔ اور بادشاہ کی طرف ایک رقعہ لکھا کہ میں قرضدار نہیں کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔ بادشاہ نے جب آنحضرت کا رقعہ دیکھا۔ تو جن شخصوں نے کہا تھا۔ انہیں اپنے پاس سے دور کر دیا انہیں دنوں ایک روز بادشاہ نے ایک نہایت نفیس دوشالہ قیمتی چار سو روپیہ بطریق تحفہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت اس دوشالے کو کندھے پر ڈال ایک کونے میں نماز اوابین ادا کر رہے تھے۔ اور وہاں کوئی شخص تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کسی شخص نے پیچھے سے آکر وہ دوشالہ مجھ سے کھینچ لینا چاہا اس دوشالے کا ایک کونہ میرے بائیں ہاتھ تلے تھا۔ اُسے بھی کھینچا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ دیدہ دانستہ اپنا مال کسی کو کیوں دوں میں کونے کو مضبوطی سے پکڑا۔ اس نے بہتیرا زور مارا لیکن نہ چھڑا سکا دیر تک دونو کھینچتے رہے۔ آنحضرت قرآن شریف کا ایک ربع نماز اوابین میں تلاوت فرمایا کرتے تھے نماز کے آخر تک وہ شخص زور مارتا رہا جب دیکھا کہ اب سلام کا وقت ہے تو ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیئے معلوم کیا کہ اب شرمندہ

ہوگا وہ چھوڑنے ہی کو تھا۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نے اتنی محنت کی ہے۔ اب وہ ضائع جاتی ہے۔ اور یہ خالی جارہا ہے۔ اس لئے مَیں نے وہ کو نہ بھی چھوڑ دیا۔ وہ دوشالہ مے کر چلتا بنا۔ اس شخص کو مَیں پہچانتا ہوں۔ صبح شام میرے پاس آتا ہے ؎

# ذکر در بیان

## شمہ کرامات و مکاشفہ و خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

کرامت۔ زبدیہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مریدنے بیان کیا ہے۔ کہ مجھے جنگل میں ایک نہایت عظیم الجثہ اژدہا ملا۔ جس نے مجھے نگلنا چاہا۔ میں حضرت مروج الشریعت کی طرف متوجہ ہوا۔ آنحضرت رضہ نے اسی وقت آکر اژدہا کو عصا سے مار ڈالا۔ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی ؎

کرامت۔ کابل کے حاکم پر ناراض ہو کر بادشاہ نے اسے بلا بھیجا۔ تاکہ اُسے قتل کرائے۔ جب امیر مذکور سرہند پہنچا۔ تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ آنحضرت رضہ نے اُسے تسلی دے کر فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بلکہ بادشاہ اور تم پر عنایت کریگا۔ جب وہ امیر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ نے کہا۔ مَیں نے اسے نہایت غصے سے بلایا تھا۔ کہ اسے قتل کرونگا لیکن اب میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہو گئی ہے کہ مَیں اسے انعام و اکرام دیتا ہوں اُسی وقت خلعت اور تلوار بخشی۔ اور پھر کابل کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا ؎

کرامت۔ ایک امیر کا لڑکا نہایت بیباک اوباش اور خلاف شرع امور میں مشغول تھا۔ اُس امیر کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر آنحضرت میرے بیٹے کو نصیحت کریں اور وہ راہ راست پر آجائے۔ تو مَیں آنجناب کا مرید ہو جاؤنگا۔ اتفاقاً ایک روز وہ امیر بیٹے سمیت آنحضرت کی زیارت کو آیا۔ آنجناب رضہ نے جب اس کے بیٹے کو اوباش پایا۔ تو اُسے نصیحتاً فرمایا۔ کہ اپنی اس وضع سے توبہ کرو۔ آنحضرت کے فرماتے ہی وہ رونے لگا۔ اور توبہ کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو گیا۔ نہایت صالح بن گیا۔ باپ بھی اپنے اقرار کے مطابق مرید ہوا ؎

کرامت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی سواری شاہجہان آباد میں جارہی تھی۔ کہ ایک مست ہاتھی سامنے سے آیا۔ لوگوں نقصان پہنچاتا چلا آرہا تھا۔ جو لوگ سواری کے اہتمام میں تھے۔ ہاتھی کے قریب آپہنچے۔ اور دوڑے لیکن کنارہ کرنے کی انہیں مجال نہ تھی۔ اسی طرح اہتمام کرتے ہوئے سواری کے ساتھ چلے آرہے تھے۔ وہ ہاتھی آنجناب کی سواری کو دیکھتے ہی بھاگ اٹھا۔

کرامت۔ ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہوئیں۔ لوگوں نے آکر آنحضرت سے التجا کی۔ کہ آپ ان کی شفا کے لئے دعا کریں۔ آنجناب نے اپنی والدہ ماجدہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تین دن بعد شفا ہوگی۔ جب تیسرا روز ہوا۔ تو کامل شفا نصیب ہوئی۔

کرامت۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ صبغۃ اللہ بیمار ہوئے اس مرض کا اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ اُن کی والدہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنحضرت نے تشریف فرما ہو کر اُس بچے کی بیماری اپنے پر لی۔ اُس لڑکے نے شفا پائی۔ اور آنحضرت کا وصال ہوگیا۔

کرامت۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا۔ کہ میری وفات کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا اس شکل و صورت کا ہوگا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد فی الواقعہ ویسا ہی فرزند آپ کے ہاں ہوئے۔ جن کا نام محمد بشیر رکھا گیا۔

کرامت۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے کو یہ خوشخبری بھی دی کہ تمہارے ہاں اور لڑکے بھی پیدا ہونگے۔ جو سب کے سب صالح اور متقی ہونگے۔ واقعی آنحضرت کے بڑے فرزند کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب صالح متقی اور عارف باللہ ہوئے

کرامت۔ ایک دفعہ ایک شخص کو مرض جذام ہوگیا۔ اُس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی۔ آنجناب نے اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی اس نے کامل شفا پائی۔

کرامت۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کی گستاخی کی۔ اسی رات اُس نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اور اسے فرشتے مار پیٹ کرتے

دوزخ میں لیجا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو ہی جس نے حضرت مروج الشریعت کو بُرا بھلا
کہا ہے۔ اُس نے کہا میں نے توبہ کی۔ فرشتوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ دوسرے روز
حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ اور اپنا خواب بیان کیا +
آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات تواریخ کی دوسری کتابوں میں
مفصل بیان ہوئی ہیں +

## بیان مکاشفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

مکاشفہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے
مجھ پر وہ مقام منکشف فرمایا۔ جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے جو شخص اس مقام پر
پہنچتا ہے۔ اُس کا ہمزاد مسلمان ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مقام پر پہنچنا سخت مشکل ہے +
مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر منکشف ہوا۔ کہ جو شخص
درود پڑھتا ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ" اسے دس ہزار درود کا ثواب
ملتا ہے اور یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے +
مکاشفہ۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اس عرض داشت میں جو آپ نے
حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت
سلامت! میں نے اپنے آپ کو کئی مرتبہ نورانی عریاں حالت میں رحمانی تبارک و تعالیٰ
کے دونو ہاتھوں میں دیکھا ہے۔ آنحضرت کے مکاشفات آپ کے مکتوبات میں
مفصل لکھے ہوئے ہیں +

## بیان خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
خاص خدمت سپرد کی۔ تمام امت کے احوال کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض
کرنا آپ کے سپرد ہوا +
خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

عطا فرمائی۔ آنجناب کا جسد مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر سے بنا ✤

خاصہ - پروردگار نے آنحضرت کو مروج الشریعت کا خطاب دیا ہے ✤

خاصہ حضرت عروۃ الوثقیٰ حضرت مروج الشریعت کو اپنے تمام فرزندوں کی نسبت آپ سے زیادہ محبت کرتے تھے چنانچہ ایک دم اپنے آپ سے جدا نہیں کرتے تھے ✤

خاصہ حضرت قیوم ثانی رضؓ نے فرمایا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے فرمایا تھا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہو نگے - اُن سے مراد محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ ہیں ✤

خاصہ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے آنجناب کو فرمایا تم ہر پہلو سے میرے برابر ہو ✤

خاصہ - حضرت امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کو فرمایا تھا کہ میرا اور تمہارا عروج برابر ہے - اور میرا اور تمہارا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے ✤

خاصہ - آنحضرت کو الہام ہوا - کہ تجھے تیرے محل سے تیرے اجداد کے محل میں پہنچایا گیا ہے - یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں پہنچایا ✤

خاصہ - آنحضرت کے چچا کے بیٹوں نے جو پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید تھے - آنجناب کے مرید ہوئے - اور باطنی فیض آپ سے اخذ کیا ✤

خاصہ - ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گئے - زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا - کہ مجھے معلوم تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اس قدر ہے - مجھے حضرت مروج الشریعت رضؓ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا - صرف اتنا فرق ہے کہ وہ بیٹے ہیں اور یہ باپ - قرب الٰہی میں دونو کا مرتبہ برابر ہے ✤

خاصہ - جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کو مرض کا غلبہ ہوا - تو لوگوں نے آپ کی شفا کے لئے دعائیں مانگیں - آنحضرت رضؓ کو الہام ہوا - کہ اگر چاہو تو تمہیں شفا دی جائے اور تم سے اس قدر ارشاد ہو - جتنا تمہارے باپ دادا سے ہوا ہے لیکن آنحضرت رضؓ نے باوجود اس بات کے تمام کام اپنے بڑے بھائی محمد نقشبند کے حوالے کئے - اور خود اس مرض سے وفات پائی ✤

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خصائص - کمالات باطنی اور کرامات حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں - یہاں پر صرف چند ایک تبرکاً و تیمناً لکھی گئی ہیں - آنحضرت کا وقار و تمکین

اس درجہ تھا۔ کہ ایک روز آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ نہ پوچھی پھر بھی ایسا ہی ہوا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے آپ سے وجہ نہ پوچھی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا تو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ بار بار تمہارا رنگ کیوں بدلتا ہے عرض کیا شائد میری پیٹھ میں کوئی کانٹا چبھا ہوا ہے۔ جب کرتہ ہٹا کر دیکھا تو چار بچھّو تھے۔ جنہوں نے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی +

ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص ہندی میں لکھا ہوا ایک خط امین دین کے بارے میں آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ۔ جو ہندی خط سے واقف ہو۔ حضرت مروج الشریعت نے حالانکہ ہندی خط کے عالم نہ تھے۔ اس خط کو پڑھا۔ اور اس کا مطلب بیان کیا +

ایک دفعہ حضرت مروج الشریعت بیت الخلا میں گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیوار میں سے ایک سانپ نکلکر آنجناب کی پیشانی کے بالمقابل آگیا۔ بعد ازاں آنحضرت نے پائے مبارک سے جوتی اتار اس سانپ کو ہلاک کیا +

میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور اس قسم کی یاوہ گوئی کرنے لگا۔ کہ اس کے منہ میں جھاگ آگئی۔ آنجناب خاموش رہے۔ لوگوں نے اس کا متعرض ہونا چاہا۔ آنحضرت نے انہیں روکا۔ آپ ایک شخص سے پچاس روپے لیکر اس کے پاس روپیہ دینے اور اس کے غصہ کو فرو کرنے کے لئے آئے۔ جب اس کے قریب پہنچے۔ تو اس نالائق نے آپ سے منہ پھیر لیا۔ اور نماز نفل نیت لی۔ آنحضرت اسی طرح منتظر کھڑے رہے اس نے بیٹھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ دیر تک آپ کھڑے رہے جب سلام سے فارغ ہوتا۔ تو پھر نیت کر لیتا۔ چند دفعہ اس نے سلام سے فارغ ہو کر پھر نیت باندھ لی۔ آخر جب نماز سے فارغ ہوا۔ تو آنجناب نے بڑی عاجزی سے اسے فرمایا۔ کہ اب تو غصہ تھوک دو۔ اور چونکہ تمہارا دماغ خالی ہو گیا ہے۔ یہ لو روپیہ اس کے بادام کھانا تاکہ تمہارے دماغ کی کمزوری رفع ہو جائے۔ سبحان اللہ! کس درجہ کی تواضع اور فروتنی ہے +

# ذکر دربیان

وفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ۔ در بیان وقائع کہ بعد وفات آنجناب واقع شدہ اند:۔

اس سے پہلے لکھا گیا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو تپ دق کا عارضہ تھا۔ دن بدن مرض بڑھتا گیا۔ جو دوائی کرتے مخالف پڑتی۔ بادشاہ نے ہند۔ ایران اور دوسری ولایتوں کے طبیبوں کو جمع کیا۔ سب نے متفق ہو کر علاج کرنا شروع کیا لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔

مرأت جہاں نما و مرأت العالم میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت کے پاس دوا لائی جاتی۔ تو آنجناب فرماتے۔ کہ مجھے پورا الیقین ہے کہ یہ دوا فائدہ نہیں دے گی۔ لیکن لوگوں کے پاس خاطر کے لئے کھا لیتا ہوں۔ آنجناب کو براہ باطن معلوم ہو چکا تھا۔ کہ یہ مرض موت ہے۔ تمام اطبا نے متفق ہو کر کہدیا۔ کہ ہم نے جہان بھر کے بادشاہوں کا علاج کیا۔ اور ان کی خدمت میں رہے۔ لیکن حضرت مروج الشریعت جیسا معتدل مزاج کسی کا نہیں دیکھا۔

کہتے ہیں جب آنحضرت بیت الخلا میں جاتے تو بدبو بالکل نہ آتی تھی۔ اور آنجناب کا بدن مبارک ایسا لطیف تھا۔ کہ جب انار کھاتے تو جناب کا منہ خون آلود ہو جاتا۔

میرے (مصنف ؒ) والد ماجد فرماتے ہیں۔ کہ لوگوں نے جب نہایت منت وسماجت سے حضرت مروج الشریعت سے عرض کیا کہ آپ اپنی صحت کے لئے توجہ فرمائیں جب توجہ کی۔ تو الہام ہوا۔ کہ اگر تم چاہو تو تمہاری عمر بڑھا دی جائے۔ اور تمہارے ارشاد کو تمہارے باپ دادا کی طرح کر دیا جائے۔ لیکن بہتر ہے کہ یہ کارخانہ اپنے بڑے بھائی حضرت محمد نقشبند کو سونپو اور خود دنیا سے سفر کر جاؤ۔ آنحضرت ؓ نے کارخانہ بھائی کے سپرد کیا اور یہ بات اپنے یاروں پر بھی ظاہر کر دی۔ حضرت حجۃ اللہ کو اس بارے میں خط لکھا۔ جس کے اخیر پر حسب ذیل دو شعر لکھ دئیے

گر بمانديم زنده بردوزيم | ور بمرديم عذر ما بپذير
جامه صبر کز وچاک شده | اے بسا آرزو که خاک شده

جب آنحضرت پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ کا بیان ہے کہ حضرت مروج الشریعت کو رخصت کرتے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ بہتر ہو کہ آنحضرت مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آنحضرت رضؓ نے اس خیال سے منتبہ ہو کر فرمایا کہ حضرت حجۃ اللہ سے باطنی رجوع کرنا۔ میری اولاد کی عزت کرنا۔ ایسا نہ ہو ابنائے جنس میں ذلیل ہو۔ اس کے علاوہ اور نصیحتیں کر کے بادشاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امرا آپ کے ساتھ کئے۔ جب آپ سنبھالکہ کی منزل پر پہنچے۔ جو شاہجہان آباد سے تیتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ سنبھالکہ فرمایا ہماری منزل موعودہ یہی ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ سنبھال کے معنی ہندی میں "خبردار ہو جاؤ" کے ہیں۔ اس منزل کی سرائے کے اس برج میں جو جنوب مشرقی کونے میں ہے۔ اُترے۔ صبح کی نماز پڑھکر مراقبہ کیا۔ اتنے میں آنجناب رضؓ کے اہلبیت کی اسواری بھی آپہنچی۔ چونکہ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اسی منزل میں فوت ہوئے تھے اس واسطے عورتوں کو وہم تھا۔ کہنے لگیں کہ یہاں سے جلد ہی کوچ کرنا چاہیئے۔ آنحضرت نے فرمایا اب سواری کی طاقت نہیں رہی۔ بعد ازاں لوگوں سے پوچھا کہ کیا اشراق کا وقت ہوا ہے۔ عرض کیا جناب ہو گیا ہے۔ آنحضرت رضؓ نے بڑی احتیاط سے تیمم کر کے نماز کی نیت کی۔ میرے (مشفق) جدامجد ترویجہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب آنجناب نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اُس وقت میں آپ کے پاس ہی تھا۔ پھر ہاتھ کھولکر تکیہ پر پیٹھ لگائی۔ لیکن لبیں متحرک تھیں۔ مَیں نے کان لگا کر سُنا تو آپ قل ہو اللہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں پھر ہاتھ باندھ کر قدرے سیدھے ہو کر بیٹھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

| | |
|---|---|
| آنحضرت اہل یقین و مرشد ارباب دیں | بر بست رخت زندگی زیں تنگنائے اسفلیں |
| از دید ہا شد چوں نہاں و ز ماتمش اندر جہاں | پوشیدہ ہر کس در بدن پیراہن بے آستیں |
| افسوس زاں پیر جواں اندر دل پیر و جواں | داغ فراق او بجاں جا کردہ چوں نقش نگیں |
| تا شد رواں او از جہاں گشت و رہبر و زماں | یا رب شفیع ما کنی آں پیر را روز پسیں |
| گفتم کہ کو شد زیں جہاں تقف آورد ایں فغاں | در یکہزار و ہشتاد و سہ شد عازم خلد بریں |

صوفی شاہ محمد نے کہا کہ ہم نے سنا تھا۔ کہ جو شخص صاحب طینت اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے آخری وقت میں ضرور اس کے پاس جناب سرکار کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تشریف آور ہوتے ہیں۔ سو حضرت مروج الشریعت کی بابت ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ؁

اسی برج میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر نعش مبارک سرہند لائے۔ کفن حضرت مجدد الف ثانی رضہ اور حضرت قیوم ثانی کی طرح آپ کو پہنایا گیا نعش اٹھانے میں بعض آدمی ایسے بھی شامل تھے۔ جن پر رفض کا شبہ تھا۔ جنازہ ان کے ہاتھ سے اوپر کو اڑا۔ تو انہیں ہٹایا گیا۔ آنحضرت کے خاص مرید اور خلفا جنازہ اٹھاکر سرہند گئے۔ **ترویجہ** میں لکھا ہے کہ جس برج میں آنحضرت کا وصال ہوا۔ لوگوں نے اس مقام کی قدر نہ کی۔ ایک سپاہی کو وہاں اُتارا اور اس کے گھوڑے کو بھی ہیں باندھا۔ حضرت مروج الشریعت رضہ نے رات کو خواب میں اس سپاہی کو ناراض ہوکر فرمایا۔ کہ یہاں سے دور ہو جا۔ یہ میرے نہلانے کا مقام ہے۔ پھر اُسے زمین پر دے پٹکا۔ اور اس مکان والوں پر نہایت غصے ہوئے۔ کہ تم نے میرے مغسل کی حرمت نہیں کی آپ نے مار پیٹ بھی کی۔ حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے۔ اور بیداری میں بھی وہ کوٹنے کا درد محسوس کرنے لگے۔ وہ سپاہی بہت پشیمان ہوا۔ اسی وقت وہاں سے اٹھکر اور جگہ رات بسر کرنے کے لئے چلا گیا۔ اور وہاں کے آدمیوں کو ملامت کی۔ کہ مجھے ایسے متبرک مقام میں کیوں اُتارا۔ اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں برج کو صاف کر کے وہاں طرح طرح کی خوشبودار چیزیں رکھیں۔ اور وہاں مزار بنا دیا۔ اور ہر روز اس مکان کی خدمت کرنے لگے۔ حد سے زیادہ ادب بجالانے لگے۔ آج کل وہ مقام خاص و عام کی زیارتگاہ ہے ؁

مختصر یہ کہ آنحضرت کی نعش مبارک کو سرہند لایا گیا۔ تو پہنچنے سے پہلے لوگ ضیافت و مہمانداری کے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ پہلے روز حضرت شیخ سیف الدین رضہ نے ضیافت کی۔ والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھ کر ضیافت کی صلاح کی۔ کہ اتنے میں یہ وحشت ناک خبر آپہنچی۔ لوگوں کی خوشی کی صبح غم کی شام سے بدل گئی۔ والدہ صاحبہ نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرانا چاہا۔ لیکن حضرت الشیخ

سیف الدین رضؓ نے پکڑ لیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سُنکر بیہوش ہو گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند بھی نعش کے استقبال کے لئے آئے۔ اور بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے گنبد کے اندر مشرق کی طرف دفن کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ ہجری جمعہ کے روز اشراق کے وقت ہوا۔ جیسا کہ اس تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے ؎

قطب عالم برفت از عالم

آنحضرتؓ کے وفات کے بعد تیسرے روز وصیت کے موجب آنجنابؓ کے سارے خلفاء اور مریدوں نے حضرت حجۃ اللہؓ سے بیعت کی۔ اور ان کے مرید ہوئے۔ جب بادشاہ کو آنحضرت کے وصال کی خبر ملی۔ تو سخت افسوس کر کے کہا۔ کہ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ" یعنی جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ زمین میں بہت دن رہتا ہے۔ جو نفع حضرت مروج الشریعت کی ذات مبارک سے پہنچا ہے۔ اس قدر کسی سے نہیں ہو گا۔ یہ جوانی کی حالت میں کیوں فوت ہو گئے۔ بعد ازاں کہا کہ سنجا لکہ میں کوئی چیز ضرور ہے کہ دو جوان بزرگ یہاں فوت ہوئے ہیں۔ ایک خازن الرحمتؓ دوسرے مروج الشریعتؓ۔ بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے بھیجا۔ اور آنحضرتؓ کے فرزندوں کو بلایا۔ شاہزادہ سرہند میں آکر ماتم پرسی کے لوازمات بجا لایا۔ اور آنحضرت کے فرزندوں کو اپنے ساتھ لایا بادشاہ نے انہیں نہایت عزت کے ساتھ خاص قلعہ کے اندر اس محل میں اُتارا جس میں حضرت مروج الشریعت رہتے تھے۔ اور خود مخدومزادوں کی خدمت میں آکر فاتحہ پڑھا۔ جس طرح آنحضرت سے سلوک کرتا تھا۔ اسی طرح آنحضرت کے فرزندوں سے کیا +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہؓ فرماتے تھے کہ دنیا سے تین عجیب جوان گئے۔ اگر ان کی عمر زیادہ ہوتی۔ تو جہان کو اُن سے زیادہ فائدہ پہنچتا۔ اول میرے بھائی مروج الشریعت رضؓ دوسرے شیخ سیف الدینؓ تیسرے فرزند ابو العلی رضی اللہ عنہ +

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت ہیں۔ ایک جلد مکتوبات دوسرے رد فخر الدین رازی۔ ابن ہمام نے حنفی مذہب کی تقویت کے دلائل لکھے ہیں اُن کا

رد فخر الدین رازی نے لکھا۔ اور فخر الدین رازی کا رد آپ نے لکھا۔ اور بھی تصنیفات آپ کی بہت ہیں۔ آپ کی عمر چوالیس ۴۴ سال کی تھی۔ آنجناب کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے اسماء یہ ہیں۔ عبد الرحمٰن، عبد الرحیم، یہ دونو لڑکپن میں فوت ہو گئے حضرت شیخ محمد ہادی، حضرت خواجہ محمد پارسا، اور شیخ محمد سالم۔ بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں فضل النساء شائستہ بیگم، اور حسن النساء۔

حضرت ابو الحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ۱۱۰۲ سنہ ہجری کو ماہ رمضان میں پیدا ہوئے۔ سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بہت بشارات عنایت کیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری توجہ باطن آنجناب کو دی۔ اس کے بعد کسی کو نہ دی۔ حدیث اور تفسیر کا سبق بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ پر ہی ختم کیا۔ پھر کسی کو سبق نہ دیا۔

ایک روز حضرت مروج الشریعت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اس وقت اپنے پوتے محمد ہادی کو بلا کر توجہ باطنی دی۔ توجہ دینے کے بعد حضرت مروج الشریعت کے کان میں کچھ فرمایا۔ جب حضرت حجۃ اللہ حضرت ہادئ زمانہ کو عمدہ بشارات دے رہے تھے۔ فرمایا کہ تمہارے بارے میں میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے وہ بات سنی ہے۔ جس کے باعث اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ سو وہ بات اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ظاہر کرے گا۔ حضرت ہادی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار سے بھی خلافت خلافت پائی۔ اور والد کے بعد اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص اور کمالات اخذ کئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو نیابت قیومیت عنایت فرمائی۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری دیکھی ہے۔ جس کے آگے آگے میرے فرزند محمد ہادی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں سنہری عصا لئے انتظام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد ہادی کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا میر سامان مقرر فرمایا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

نے آپ کو ولایت صغرٰے کبرٰے اور علیا۔ کمالات نبوت۔ کمالات رسالات اور حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ۔ خلعت محبوبیت ذاتی بہ ضمنیت اور حضرت قیوم اول کے خصائص عنایت فرمائے۔ اور سرہند کے مفصلات کی قطبیت سہارنپور تک عطا فرمائی۔ آنحضرت نے علم ظاہری بدرجہ کمال حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے فارغ التحصیل ہوئے آپ کی مولویت گذشتہ مجتہدوں کی سی تھی +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عم شریف شیخ محمد ہادی علم ظاہری میں مجتہد وقت تھے۔ اور علم باطنی میں تمام اولیائے امت سے ممتاز تھے۔ آنجناب نے اپنی طرف سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی چاہی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تفسیر میں چالیس جزیں لکھیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایسی تفسیر لکھنے کو حضرت نوح علیہ السلام کی سی عمر درکار ہے۔ صرف بسم اللہ کی تفسیر پر اکتفا کرکے اس کتاب کا نام بسمل رکھو +

ایک دفعہ میر محمد نعمان کے پوتے میر اسمٰعیل کو علم تصوف میں چند ایک شبہات واقع ہوگئے۔ آنجناب سے اُس نے ان کا جواب پوچھ بھیجا۔ آنحضرت نے قاصد کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں ابھی ان جواب لکھے دیتا ہوں۔ لکھنا شروع کیا تو بتیس جزیں لکھیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ ایک کواکب دریہ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کے حالات لکھے ہیں۔ اس کے پانچ دفتر ہیں۔ حجۃ الاحمدیہ بھی اپنے مشائخ کے احوال میں لکھی ہے ترویجہ میں حضرت مروج الشریعت کے حالات مندرج ہیں۔ تجدید احوال میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید کا بیان ہے۔ نصوص لدقائق جو نصوص الحقائق کے جواب میں لکھی ہے۔ معقول ومنقول کی تمام کتابوں پر حاشئے اور ان کی شروح لکھی ہے آنحضرت اپنے مشائخ میں حد سے زیادہ مصروف تھے +

آپ کا ایک اعتقاد یہ ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے دوسرے سفر سے سمندر پار ہوئے۔ تو آپ آنحضرت کے استقبال کے لئے سرہند سے روانہ ہوئے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بادشاہی لشکر میں تشریف لائے تھے۔ کہ آپ بھی حاضر خدمت ہو گئے بادشاہ نے بڑے بڑے امرا کو آپ کی استقبال کے واسطے بھیجا +

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاؒ فرماتے ہیں - کہ عم شریف شیخ محمد ہادی ذبیحؒ نے مجھ سے بیان کیا - کہ جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا - اور لوگ میرے استقبال کے لئے آئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ تو اس مشیخیت کے ساتھ جارہا ہے اگر حضرت حجۃ اللہ نوکروں کو حکم کردیں کہ تجھے جوتیاں مار کر لشکر سے نکال دیں تو جو اعتقاد تجھے آنحضرتؒ پر ہے اس میں کچھ فرق آئے یا نہ - جب خوب غور کیا - تو معلوم ہوا کہ اس عقیدے میں بال بھر فرق نہ آئیگا - بلکہ زیادہ ہو جائیگا - کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے وہی میرے واسطے کرتے ہیں +

کرامت - میرے والد ماجد فرماتے ہیں - کہ حضرت ہادی زمانہ کابل جا رہے تھے اور ہم بھی ساتھ تھے - جب خیبر کے قریب پہنچے - تو دور سے ایک سوار دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں حلوے کا بھرا ہوا ایک تھال تھا - اس نے آکر کہا - میں نے آج آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا - جو فرماتے ہیں کہ کل ہمارے فرزند فلاں مقام پر آئینگے - تم نے انکی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہونا ہوگا - پھر اس فرزند کی شکل و صورت بیان فرمائی - میں حسب الارشاد روانہ ہوا - جب آپ کو دیکھا تو وہی شکل و صورت تھی - جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی تھی - پھر اعتقاد کامل سے مرید ہوا - جب آنجناب نے القائے نسبت کیا - تو وہ اپنا سر پتھروں اور درختوں پر پٹکتا تھا +

کرامت - میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر میں ایک سوداگر آپ کے ساتھ تھا - اثنائے راہ میں اندھیری رات کو سونے سے لدی ہوئی ایک خچر گم ہو گئی - اس سوداگر نے آپ کی خدمت میں اپنی حالت ظاہر کی - آپ نے اس کے حق میں دعا کی - اور توجہ کے بعد فرمایا کہ فلاں مقام پر خچر درخت سے بندھی ہوئی ہے - جب اس مقام پر جاکر دیکھا - تو واقعی خچر ایک درخت سے بندھی ہوئی تھی +

کرامت - میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں - کہ ایک دفعہ ایک کشتی جس میں آنجناب بھی سوار تھے - عین منجدھار میں ٹوٹ گئی - لوگ ڈوبنے کے قریب تھے - آنجناب نے فرمایا کہ کشتی پر سے اتر جاؤ - لوگ اترنے سے ڈرتے تھے - لیکن آپ کے حکم سے اترے - دریا کا پانی لوگوں کو گھٹنوں تک آیا - آنجناب کی توجہ شریف سے لوگوں نے نجات پائی +

**کرامت** - میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریائے سندھ میں آنجناب کشتی پر سوار تھے - کوہ جلالہ کے نیچے ایک بھنور میں کشتی پھنس گئی - جب کشتی اس مقام پر پہنچتی ہے تو ضرور بالضرور غرق ہو جاتی ہے - لوگ گھبرائے آنجناب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے - ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے - کہ کشتی اس بھنور سے نکل کنارے پر پہنچ گئی +

**کرامت** میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غازی الدین خاں سپہ سالار شاہ ہند نے غنیم پر فوج بھیجی - مدت گذر گئی - لیکن اس فوج کی کوئی خبر نہ پہنچی - اس نے آنحضرت کی خدمت میں حالت عرض کی - آنجناب نے توجہ فرما کر خوشخبری دی - کہ تین دن بعد فتح کی خبر آئے گی - جب تیسرا روز ہوا تو دوپہر کے وقت فتح کی خوشخبری پہنچ گئی - **کرامت** - میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں - کہ آنحضرت نے بہادر شاہ کے بڑے لڑکے شاہزادہ معزالدین کو خوشخبری دی - کہ باپ کے بعد حکمران تم ہی ہو گے - واقعی بہادر شاہ کے بعد معزالدین ہی بادشاہ ہوا +

**کرامت** - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خادم محمد علی نے کا بیان ہے - کہ آنحضرت اپنی عمر کے آخری سال ایک گاؤں میں جو بطور اخراجات خانقاہ ملا ہوا تھا تشریف لیگئے وہاں کے لوگوں نے روپیہ کے دینے میں ٹال مٹول کیا - آپ نے ناراض ہو کر فرمایا - کہ خدایا! نہ یہ گاؤں رہے نہ میں رہوں - اس بات کو سال بھی گذرنے نہ پایا تھا - کہ وہ گاؤں اس طرح اُجڑا - کہ آج تک آباد نہیں ہوا +

**کرامت** - میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں - کہ آنجناب کا ایک مرید فوت ہو گیا - آنحضرت نے اس کے پاس جا کر اُس کا نام لے کر پکارا - لوگوں نے کہا - کہ یہ مردہ ہے آنحضرت نے لوگوں کو جھڑکا اور پھر اُسے پکارا - تین دفعہ آواز دینے کے بعد وہ شخص زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا +

حضرت ہادی زمانہ بہت رقیق القلب تھے - اگر کسی بچہ کو روتا دیکھتے - تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے - اور جس طرح ہو سکتا اُسے رونے سے روکتے - اور بچوں کے رونے کو روکنے کے لئے کئی ختم کراتے تھے +

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے مال میں سے بہت سا روپیہ اور جواہرات چرا لئے جب اُسے پکڑ کر آنحضرت کے پاس لائے - تو اُس نے اقرار کیا کہ میں نے چرا کر وہ روپیہ

وغیرہ فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔ جب اُس نے اتنا کہا۔ تو آنجناب روئے اور فرمایا کہ جا میں نے تجھے وہ مال بخشا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ جب اُس نے کہا کہ میں نے چرایا ہے۔ تو معلوم نہیں اس کے دل پر کیا گذری ہوگی۔ اسی بات کا میرے دل پر اثر ہوا ۔

ایک دفعہ گرو گوبند سنگھ نے۔ جسے تمام ہندو اوتار مانتے تھے۔ آنحضرت کو کہلا بھیجا۔ کہ میں آپ کے سلام کو آتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ برابر بٹھائیں اور میرا سلام منظور کریں۔ تو میں ایک ہزار روپیہ نذر دونگا۔ آپ نے قبول نہ کیا ۔

ہر سال آنجناب کی پشت اور گردن پر آبلے ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوا لگانے سے آرام ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب آبلے نکلے۔ تو بہتیرے علاج کیئے کچھ افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے دن تھے۔ کہ اس مرض کا آپ پر غلبہ ہوا۔ ہر روز بارگاہ الٰہی میں دعا مانگتے۔ کہ میں ان دنوں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت سے مشرف ہو جاؤں۔ آپ کو جناب سید الکونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت حد سے زیادہ تھی ۔

حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا شیخ محمد ہادی رحؒ نے مجھے فرمایا۔ کہ میں حضرت عروۃ الشریعت رضؓ کا عرس ۱۹۔ ربیع الاوّل کو بڑے تکلف سے کیا کرتا تھا مجھے الہام ہوا۔ کہ اسی مہینے میں ہمارے محبوب کا عرس ہے اور اسی میں تیرے باپ کا۔ تو اپنے باپ کا عرس کرتا ہے۔ لیکن ہمارے محبوب کا عرس نہیں کرتا۔ یہ الہام ہوتے ہی مجھ پر عجب سا چھا گیا۔ میں نے ۱۲ ربیع الاوّل کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عرس مقرر کیا۔ اور جو ثواب مجھے اس عرس سے حاصل ہوا اُسے میں نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا۔ ۱۹۔ ربیع الاوّل کو بھی طعام پکا کر لوگوں کو تقسیم کیا۔ جب ربیع الاوّل کی گیارہویں تاریخ ہوئی۔ تو آنحضرت پر مرض کا غلبہ بہت تھا۔ آپکی پیشانی پر ورم ہو گیا۔ اپنے فرزند کو بلا کر فرمایا۔ کہ میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ تم نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عرس بدستور کرنا اس کام سے جلدی فارغ ہونا۔ کیونکہ اور کام درپیش ہے۔ فرزند دل نے حسب الارشاد بارہویں ربیع الاوّل کی رات کو شہر کے تمام آدمیوں کو عرس کے لئے بلایا۔ اور طرح طرح کے کھانے حلوے عطریات اور میوے اور سامان عرس مہیا کیا۔ اور عشا کے بعد تیسرا حصہ رات گذرنے پر عرس سے

فارغ ہوئے۔ تو تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سب کو رخصت کیا۔

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ جب لوگ چلے آئے۔ تو آنجنابؒ نے لباس تبدیل کیا۔ اور بول کے واسطے اُٹھے۔ جب بول کرنے لگے۔ تو فرمایا اللہ اکبر اسی وقت کا ڈر تھا۔ بول نہ کیا۔ پھر چارپائی پر تکیہ لگایا۔ سورۃ یٰسین پڑھنا شروع کی۔ اتنے میں پھر بڑے بڑے حضرات احمدیہ و معصومیہ جمع ہو گئے۔ کسی نے آپ کو ان کے آنے کی اطلاع دی۔ آنحضرتؒ نے ان کی تعظیم کیلئے اپنے دونو ہاتھ سر پر رکھے۔ اور یٰسین پڑھتے رہے۔ ابھی سورۃ ختم ہونے نہ پائی تھی۔ کہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنی روح کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کا وصال بروز جمعرات ۱۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۲۱ ہجری کو ہوا۔ جیسا کہ حسب ذیل دو تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے "ہیہات برفت ہادی" اور "افسوس کہ رفت امام اسلام" حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر جنوب کی طرف مدفون ہوئے آپکی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

محمد بشیر۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے پہلے فرزند ہیں جب حضرت روح الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آپ شکم مادر میں تھے۔ آنجنابؒ نے فرمایا۔ کہ اس شکل و صورت کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ بعینہ اسی شکل و صورت کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس واسطے آپکا نام محمد بشیر رکھا گیا۔ لیکن آپ لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے۔

شیخ محمد میر۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ عالم۔ عامل۔ صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہؒ کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور آنحضرتؒ کے ساتھ حج کو گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو تینوں ولایتوں (صغریٰ کبریٰ علیا) اور کمالات نبوت کی خوشخبری دی ظاہری علم کو بھی مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا۔ قیوم ثالث کے بعد اپنے باپ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ اور فنائے اتم۔ بےنفسی اور زوال علمی کا مقام حاصل کیا۔ سنہ ۱۱۴۹ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانیؒ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آنجناب دنیا سے لاولد گئے۔

ابوالعباس بدرالدین شیخ حسن احمد قدس سرہٗ - آپ حضرت ہادی زمانہ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ ۹ - صفر ۹ ہجری کو پیدا ہوئے +

میرے (مصنفؒ) دادا صاحب اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ میرے فرزند عزیز حسن احمد کی شب پیدایش حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارے بھتیجے محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے - جو نہایت صاحب کمال ہوگا ہم نے اس کا نام احمد مقرر کیا ہے - اس واسطے اس پر اضافہ کرکے حسن احمد نام اور ابوالعباس کنیت اور بدرالدین لقب مقرر کیا ہے - آنجناب کی تاریخ شیخ حسن احمدی سے نکلتی ہے - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا ۔ اُنہوں نے آپ کو ولایت احمدی کی خوشخبری دی - آپ کمالات نبوتؐ میں راسخ قدم تھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اچھی طرح سمجھتے تھے - حضرت قیوم اول رضؓ کے مکتوبات جاننے میں یگانہ روزگار تھے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پیشاور میں ایک مغل نے آپ کی خدمت میں اپنی تنگی کا ذکر کیا ۔ اور توجہ کے لئے التماس کی - آنحضرتؐ نے پوری توجہ سے اس کی حاجت برآری کے لئے فاتحہ پڑھکر فرمایا - معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ تمہیں بہت مال و دولت عنایت کریگا - اور تمہارے وسیلے سے ہزاروں لوگ امیر کبیر اور صاحب دولت بنجائینگے - لیکن جتنی جلدی ہوسکے شاہجہان آباد چلے جاؤ - وہ حسب الارشاد دوسرے روز شاہجہان آباد روانہ ہوا - جب وہاں پہنچا تو بعض آدمی اُسے بادشاہ کے پاس لے گئے - بادشاہ نے اُسے دیکھتے ہی مہربان ہوکر بہت انعام واکرام دیا - اور اپنے امیروں میں شامل کرلیا - ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا - کہ بادشاہ کا ایک بڑا امیر بن گیا +

ایک دفعہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا - جو قریب المرگ تھا اور آنجناب سے اس کی شفا کے لئے التماس کی - آنجناب نے قرآن شریف کی چند ایک آیتیں پڑھکر دم کیا - تو ایک گھڑی بعد اُسے آرام ہوگیا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے دو امیروں میں دشمنی ہوگئی - اُن میں سے ایک لڑکا آپ کا مخلص تھا - وہ اپنے باپ کی فتح کے لئے ہر روز آنجناب کی خدمت

عرض کرتا۔ ایک رات اس کی التماس کے مطابق توجہ فرمائی۔ تو صبح کو فرمایا۔ کہ مَیں نے فلاں شخص کے باپ کے واسطے استخارہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ دوسری طرف غالب رہیگی۔ اور فتح اسی کی رہیگی۔ لیکن اس کے لڑکے کو اس واسطے نہ کہا۔ کہ اس کا دل ٹوٹ جائیگا۔ ابھی ایک مہینہ گذرنے نہ پایا تھا کہ اس امیر کے شہید ہونے کی خبر پہنچگئی۔ جب کہ تُوران کے مغلوں اور قطب الملک عبداللہ خاں اور حسین علی خاں میں سخت دشمنی تھی۔ اور تورانیوں کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ ان دونوں بعض نے آنجناب رضؓ سے عرض کیا۔ کہ اس کا انجام کیونکر ہوگا۔ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام ہندوستان مغلوں سے پُر ہوگیا ہے۔ اور اُن کے مخالف مغلوب ہوئے ہیں۔ چند روز بعد حسین علی خاں مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور عبداللہ خاں گرفتار ہوگیا +

آنحضرت کو علم۔ حلم۔ فضل۔ بذل۔ ورع۔ تقویٰ۔ توکل۔ عبادت۔ تواضع فروتنی۔ کسر نفسی میں بیضا حاصل تھا۔ آپ ہمیشہ بیمار رہا کرتے۔ آنجناب کا مرض اس قسم کا تھا۔ کہ تمام جہان کے اطبا کہتے تھے۔ کہ اس قسم کا مرض کتابوں میں نہیں لکھا۔ اس مرض کی ادنےٰ تکلیف یہ تھی۔ کہ جب کچھ افاقہ ہوتا۔ تو آپ دوپہر تک بیت الخلا میں بیٹھے رہتے۔ اگر غلبہ ہوتا۔ تو تمام دن اور کبھی ایک دن اور ایک رات بیٹھے گذر جاتی۔ بلکہ بعض اوقات تو دوسرا دن بھی بیت الخلا میں بیٹھے گذر جاتا۔ آپ فرماتے تھے کہ جو جو تکلیفیں مجھے اس مرض میں جھیلنی پڑی ہیں۔ ان میں سے آسان سی تکلیف یہ تھی کہ میں آٹھ آٹھ پہر بیت الخلا میں دونو پاؤں کے بل بیٹھا رہتا۔ دوسری تکلیفوں کا اندازہ اسی سے کرلو۔ سوائے چاول کے آپ کچھ نہ کھاتے۔ اور اگر اتفاقاً کوئی اور چیز کھا بھی لیتے۔ تو زیادہ تکلیف پاتے۔ اور مرض غلبہ کر جاتا۔ اشدالبلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء" سب سے زیادہ بلا انبیا کو اور اس سے کم اولیا کو ہوتی ہے۔ آنجناب پر صادق آتا تھا +

آنجناب کی منجھلی لڑکی بھی دائم المریض تھی۔ ایک دفعہ جب لڑکی پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو آپ نے اُس کے پاس جاکر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا۔ اے بار خدایا! اگر فی الواقعہ اس کی اجل آگئی ہے تو مجھے اس کے بدلے لے لے۔ یہ کہتے ہی آنجناب کو

تپ ہوگیا۔ اسی تپ سے چھٹے روز وفات پائی۔ آپ کا وصال ۹۔ رجب ۱۱۴۹ھ ہجری سوموار کی رات کو ہوا +

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو آنجناب کی وفات کی خبر ملی۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو محبت مجھے بھائی حسن احمد سے تھی۔ اس کا عشر عشیر بھی یاد رہے نہیں اچھا بھائی جان اگر تم گئے ہو۔ تو لو ہم بھی آئے۔ اس کے تین سال اور تین ماہ اور تین دن بعد آنحضرت کا بھی وصال ہوگیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے نعش مبارک کو سرہند بھیجدیا۔ جس کے استقبال کے لئے تمام چھوٹے بڑے امیر غریب آئے۔ اور بڑی شان وشوکت اور عزت کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف گنبد کے اندر دفن کیا۔ میں کوہ کماؤں کی تلیٹی میں تھا۔ کہ یہ وحشت اثر خبر سُنی۔ گھبرا کر حواس باختہ ہوگیا۔ آنجناب کی عمر شریف ساٹھ سال تھی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد احسن سلمہ ربہ۔ آپ حضرت شیخ حسن احمدؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ ظاہری اور باطنی قابلیت عقلمندی اور دانائی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا جن کی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثالث رضی نے پرورش کی تھی۔ اور حضرات سرہند کے سردار تھے۔ لڑکپن ہی سے آپ پر حد سے زیادہ مہربان تھے۔ انہوں نے کمال مہربانی سے آپ کو القائے نسبت کیا۔ اور توجہ باطنی عنایت فرمائی +

محمد انور غلام زبیر۔ آپ شیخ محمد احسن کے فرزند تھے۔ پہلے آپ کے ہاں لڑکا ہوا۔ تو چھٹے روز فوت ہوگیا۔ آپ بڑے غمگین ہوئے۔ میں (مصنفؒ) نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو تمہارے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا۔ اسی سال آنجناب کی توجہ سے یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ اللہؒ اور میرے والد بزرگوار نے غلام زبیر مقرر کیا۔ حق تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے اور اُسے صالح اور اپنے اجداد کے کمالات کا وارث بنائے +

محمد منورؒ غلام عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ - آپ شیخ محمد محسن کے دوسرے فرزند تھے لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے +

شیخ محمد کریم - آپ شیخ محمد احسن کے تیسرے فرزند ہیں حق تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے - اور صالح اور صاحب کمال بنائے +

شیخ محمد احسن کی ایک لڑکی منورہ نام فوت ہو گئی تھی +

شیخ محمد محسن سلمہ ربہٗ - آپ حضرت شیخ حسن احمد کے دوسرے فرزند ہیں - آپ اس زمانے کے بڑے ولی اور متقی ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا - آپ لڑکپن ہی سے آنحضرت رضہ کے منظور نظر تھے - خصوصاً آخری عمر میں کوئی شخص بھی آپکے برابر قرب میں نہ تھا - آپکے حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہؓ کے خلفا کے حالات میں لکھے جائینگے - آپ کی دو لڑکیاں ہیں ایک معصومہ بیگم - دوسری نعیم النسا - محمد فاروق غلام قیومؒ شیخ محمد محسن کے فرزند ہیں شیخ محمد محسن کے تین بیٹے تھے - ایک محمد فاروق دوسرے محمد - تیسرے محمد حسین - اور چار لڑکیاں تھیں - ایک عزیز النسا - دوسری زینت النساء تیسری نعیم النسا اور چوتھی کریم النسا - اس بیٹے کو میں نے لیکر متبنّٰی کیا ہے - لیکن ابھی چھوٹا ہے - اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے اور اپنے آباؤ اجداد کے کمالات کا وارث بنائے - آمین یارب العالمین +

ابوالفیض کمال الدین محمد احسان عفی عنہ - اس کتاب کا مولف - گو اس فقیر میں اتنی لیاقت نہیں کہ اپنے آپ کو آنجناب کی اولاد میں شمار کرے - لیکن کیا کوں قطع نسل تو نہیں ہو سکتا - اگرچہ بعض بنی اسرائیل کافر ہو گئے - لیکن حق تعالےٰ پھر بھی انہیں یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے نام سے یاد کیا ہے +

میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا - اور عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا - بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دیکر مشرق کی طرف بھیجا - مدت تک وہاں رہکر پھر حاضر خدمت ہوا - آنحضرتؓ نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا حسب الارشاد میں اس طرف روانہ ہوا - اس سفر میں معلوم ہوا کہ آنحضرتؓ عنقریب

دنیا سے رحلت کر جائینگے۔ گھبرا کر بہت جلدی پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واقعی ڈیڑھ ماہ بعد امام زمان اس جہان سے کوچ کر گئے۔ میں آنجناب کی نعش کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار فائض الانوار پر رہا۔ بعد ازاں پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ میں نے دو سال بعد جب غم و الم کو قدرے تخفیف ہوئی تو اس کتاب کو تالیف کرنا شروع کیا۔ امید قوی ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے ایمان سلامت لیجاؤنگا +

میری اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام محمد غلام مجدد ہے۔ جو ۱۱۶۴ھ ہجری کو پیدا ہوا۔ چنانچہ اس کی تاریخ ولادت "با ہزاران برکات مبارک باد" ہے۔ اس بچے کی ولادت مسلمانوں کے حق میں نہایت مبارک ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں کافروں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس فرزند کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو کافروں کے پنجے سے نجات دی۔ مجھ پر بھی ظاہری و باطنی برکت کا ظہور ہوا۔ اس واسطے اس کی کنیت ابوالبرکات۔ لقب شمس الدین اور نام محمد اور عرف غلام مجدد مقرر کیا گیا۔ سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار اس کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ پیشانی پر کا نشان نور کی طرح چمکتا ہے۔ استعداد نہایت اعلےٰ درجے کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے چراغ ہوگا۔ اور اس سے ایک جہان منور ہوگا۔ اے پروردگار! اس فرزند کی عمر اپنے حبیب کے صدقے دراز کرنا۔ اور خلق میں سے سب سے صالح اور حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کا وارث بنانا۔ آمین رب العالمین +

لڑکیوں میں سے ایک بادشاہ بیگم تھی۔ جو شیر خوارگی کی حالات میں فوت ہو گئی تھی۔ دوسری حضرت بیگم اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے۔ آمین +

میرے قبلہ گاہ شیخ حسن احمد کی آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ایک ام کلثوم اختر افروز بیگم جو حضرت محمد اشرف کے پوتے محمد شاہ نور کی منسوبہ تھی۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ امت النبی۔ وجیہ النسا۔ دوسری میمونہ جو شیخ جلال الدین سے منسوبہ تھی۔ تیسری ام حبیبہ مبشرہ جو شیخ اسد اللہ کی منسوبہ ہے۔ اس سے ایک لڑکا پیدا

ہؤا۔ جس کا نام مبارک اللہ ہے۔ باقی لڑکیاں بچپن ہی میں فوت ہوگئیں۔ ان کے اسماء مبارک یہ ہیں۔ بدر النسا۔ نشات۔ مبارک النسا۔ دہرارائے۔ رابعہ +

خواجہ نور الصمد حضرت شیخ محمد ہادی کے چوتھے فرزند ہیں سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو کمالات نبوت کی خوشخبری دی تھی۔ خواجہ نور الصمد نہایت عزیز الوجود تھے۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ ۱۱۳۰ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے +

نور الرحمان۔ آپ خواجہ نور الصمد کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک شیخ ضیاؤالدین یوسف کی خدمت سے حاصل کیا۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے +

نور السبحان۔ آپ خواجہ نور الصمد کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان تھے۔ لیکن جوانی ہی میں فوت ہوگئے +

محمد اکبر۔ آپ نور السبحان کے فرزند ہیں۔ لیکن بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے۔ اور نیک بنائے +

خواجہ نور الصمد کی دو لڑکیاں تھیں ایک جہاں آرا بیگم۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ محمد عبید اللہ سے منسوب تھی۔ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ علیم اللہ وغیرہ۔ دوسری لڑکی گیتی آرائے۔ محمد احسن اللہ سے منسوب تھی +

محمد رضاء اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے پانچویں فرزند ہیں۔ سات سال کی عمر میں دکن میں فوت ہوئے۔ نعش سرہند لاکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کی گئی +

شیخ محمد برکت اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے۔ سیاحت بہت کی۔ چنانچہ ایران۔ توران۔ یمن۔ عرب۔ روم اور شام وغیرہ ملکوں کی سیر کی۔ ہزارہا لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ ہؤا۔ جہاں گئے نکاح کیا۔ جب روم گئے۔ تو بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ اپنی لڑکی مجھے دو۔ بادشاہ نے بہتیری تدبیریں سوچیں کہ آپ کو تکلیف دے لیکن اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان بارگاہ

میں ایک مرصع تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا آدمی ہاتھوں میں سنہری عصا لئے ہوئے اس کے گرد اگرد کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معصومی بارگاہ ہے۔ اور اس تخت پر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ بادشاہ نے بارگاہ کے اندر جانا چاہا۔ لیکن حضرت امام معصوم رضؓ نے فرمایا۔ کہ اسے نکال دو۔ کیونکہ اس نے میرے فرزند کی حرمت نہیں کی۔ جب بیدار ہوا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر ان سے معافی مانگی۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا۔ آپ نے ملک شام میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے آپ کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک گوہرآرا جو غلام معصوم کے بیٹے غلام محمد سے منسوب ہے۔ دوسری امۃ الرحمٰن جو محمد محفوظ کی منسوبہ ہے۔

حضرت شیخ محمد ہادی کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک بدۃ النساء جو شیخ شہاب الدین کی منسوبہ تھیں۔ اور دوسری زیب النساء جو شیخ عبدالباقی سے منسوب تھیں۔

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ آپ حضرت مروج الشریعتؓ کے دوسرے فرزند ہیں آپ ۱۰۶۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ پھر اپنے والد بزرگوار اور اپنے چچا حضرت حجۃ اللہؓ سے بقیہ سلوک پورا کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانیؓ کے تمام خصائص کی بشارات دیں۔ جن کے ذریعہ آپ ممتاز تھے۔ حضرت حجۃ اللہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرتے عالمگیر بادشاہ اور حضرت حجۃ اللہؓ کے مابین سوال و جواب کا وسیلہ آپ ہی تھے۔ جو مقدمہ کہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ سے چاہتا۔ اور آسانی سے حاصل نہ ہوتا۔ تو وہ آپ سے عرض کرتا۔ آپ اس مقدمہ کو اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کر دلاتے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالثؓ نے چاہا۔ کہ ایران کی راہ حج کو جائیں۔ بلکہ کابل تک تشریف لے بھی گئے۔ لیکن بادشاہ کی مرضی تھی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں۔ آنحضرتؓ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر بادشاہ نے آپ کو بیچ میں ڈالا۔ آپ کابل جا کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں مفصل لکھا جائیگا۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو حقیقت معصومی کی خوشخبری دی ہے اور دوم مرتبہ اپنے ساتھ حج کو بھی لے گئے۔ آپ ہر لعزیز اور مقبول عام تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا۔ آپ پر مفتون ہو جاتا۔ تمام سرداران اور سرکش لوگ آپ کے فرمانبردار تھے۔ سارے امرا شرفا۔ خوانین۔ خواقین۔ سلاطین اور رعایا آپ کے فرمانبردار غلام تھے ہندوستان کے بادشاہ آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے ہر چند آپ کو اپنا وزیر بنانا چاہا۔ لیکن آپ نے نہ مانا +

ایک شخص نے مجھ (مؤلف کتاب) سے بیان کیا کہ میں بادشاہی قلعہ میں تھا اور امرا بھی حاضر تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کا ذکر خیر چھڑا۔ دو امیروں نے کہا کہ انہیں دنیاوی مال و دولت بہت حاصل ہے۔ انہیں کیوں کوئی چیز دی جائے۔ بعد ازاں انہوں نے قسم کھائی۔ کہ آیندہ انہیں کچھ نہیں دینگے۔ وہ اسی گفتگو میں تھے۔ کہ اتنے میں آپ بھی تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی دونو نے بہت سارو پیہ بطور نذر پیش کیا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے اُن امیروں سے پوچھا۔ کہ تم نے تو قسم کھائی تھی۔ کہ انہیں کچھ نہ دینگے۔ پھر کیوں دیا۔ کہا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا۔ تو اُن کی محبت ہم پر اس درجہ غالب آئی۔ کہ ہم نے بے اختیار ہو کر انہیں کچھ دیا۔ بعد ازاں تمام اہل مجلس معتقد ہو گئے +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میر شرف الدین حسین نے مجھے کہا کہ میں حضرت خواجہ محمد پارسا سے بسبب اہل دنیا کے اختلاط ناراض تھا۔ ایک رات میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ آنحضرت صلعم کی گود میں ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا محمد پارسا میرا فرزند ہے۔ اس سے ناراض ہونا مجھ سے ناراض ہونا ہے۔ اس سے ناراضگی کو رفع کر دو +

ایک مغل حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے آیا۔ لیکن بعض مخالفوں کے کہنے سننے پر آپ سے ملاقات نہ کی۔ اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ تو نے میرے فرزند محمد پارسا سے ملاقات کیوں نہیں کی۔ جاؤ اس کی زیارت کرو۔ کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ دوسرے دن وہ آپ کی

زیارت کیلئے آیا۔ اور معافی مانگی ؛

ملک مالوہ میں خواجہ احرار کے فرزند خواجہ عبدالصمد نے آپ سے ملاقات کی۔ اس وقت وہ مفلس تھا۔ ان سے کچھ بطور قرضہ مانگا۔ آپ نے سو مہریں عنایت کیں۔ اور فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالےٰ ہمارے ملک کے قرب جوار میں ریاست عظیم عطا فرمائیگا تھوڑی مدت بعد وہ لاہور، کشمیر اور ملتان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب تک زندہ رہا خود حکمراں رہا۔ بعد ازاں اس کی اولاد اس ملک پر حکمراں رہی۔ چنانچہ آج کل اس کا بیٹا سلطنت کا سب سے بڑا رکن شمار کیا جاتا ہے ؛

حضرت خواجہ کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ نہ کسی کو بددعا دیتے۔ بلکہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر بھی احسان کرتے۔ ایک شخص آپکے متعلقین میں سے تھا۔ جو تحفہ اور نعمت اطراف و جوانب سے آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ پہلے اُسی کو دیتے لیکن وہ نالائق ہر روز بادشاہ کے پاس آپ کی شکایت کرتا۔ کہ محمد پارسا نے میرا اتنا روپیہ زبردستی چھین لیا ہے۔ بادشاہ جانتا تھا۔ کہ یہ سراسر جھوٹا ہے۔ اس واسطے اس کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے اپنے آپ کو دریا میں بھی پھینک دیا۔ لیکن پھر بھی بادشاہ نے توجہ نہ کی۔ جب گھر سے فریاد کے لئے جاتا۔ تو حضرت خواجہ کو تاکید کرتا کہ کھانا جلدی لاؤ کیونکہ میری فریاد کا وقت ہے۔ وہ بہت جلدی نفیس کھانا لاتے۔ آپ مکھیاں اُڑاتے۔ ایک روز بادشاہ کے روبرو اُس نے حضرت خواجہ کے حق میں برا بھلا کہا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب حضرت خواجہ نے سُنا۔ تو بادشاہ کے پاس جا کر اُسے قتل ہونے سے بچایا۔ آخر بادشاہ نے اُس کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا ؛

آپ پیر کے دن ۱۰۔ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ ہجری کو فوت ہوئے۔ آپ نے دو سال پہلے ہی اپنی وفات کی اطلاع دیدی تھی ؛

حضرت خواجہ، حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا عرس بڑا پُر تکلف کیا کرتے تھے۔ آخر عمر میں اپنے فرزندوں کو وصیت کی۔ کہ آج حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ جلدی اس مہم سے فارغ ہو جاؤ۔ کیونکہ اور کام بھی درپیش ہے۔ شام کے وقت عرس سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے فرمایا الحمد للہ اس بڑے کام سے خلاصی ہوئی - بعد ازاں تند ہوا چلی - اور جہان سے شور اٹھا - روضہ منورہ کے گرد ہزارہا قندیلیں روشن تھیں - پتھر کے فرش پر ان کے گرنے سے بجلی کی طرح آواز نکلتی تھی - جب قندیلیں بجھ گئیں - تو ہوا بھی دھیمی ہو گئی - اسی وقت خواجہ نے اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کیا - آپ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کے گرد پھرا کر چبوترے کے جنوب مغربی کونے میں جہاں آپ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا اور فرمایا تھا کہ یہاں میری قبر بنانا - دفن کئے گئے - آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا +

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ آپ نے حضرت قیوم ثانی رض اور قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے کمالات حاصل کئے تھے - بڑے بلند آواز سے عام مجلس میں حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا کی قیومیت اور قطب الاقطابی کا اقرار کرتے - آپ نے علم تصوف میں ایک کتاب مسمی بہ "فکر پارسا" تصنیف کی ہے - آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد علی - آپ خواجہ محمد پارسا کے بڑے فرزند ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کر کے ظاہری علم کو پایہ تحصیل تک حاصل کیا ! اور حضرت قیوم ثالث کیساتھ حج بھی کیا - شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے - دنیا سے جوان ہی گئے - اور لاولد بھی +

محمد شیخ الاسلام - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے فرزند ہیں حضرت حجۃ اللہ رض کے مرید تھے - علم ظاہری انتہائی درجے تک حاصل کیا - قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا - حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج بھی کیا - نہایت صالح اور متقی تھے - سخاوت اور بخشش میں بے نظیر تھے - بادشاہ نے آپ کو منصب سلطانی اور سرہند کی اکثر خدمات سپرد کیں - اس ذریعہ سے ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فائدہ ہوا - اور آپ کے ممنون احسان ہوئے - آپ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے اندر جگہ ملی - آپ کی اولاد صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد نور الاسلام - آپ شیخ الاسلام کے فرزند نہایت جوان قابل اور صالح ہیں اپنے دادا بزرگوار کے مرید ہوئے - آپ نہایت صاحب فطرت بلند تھے - آپ کا صرف

ایک لڑکا ہے۔ سراج الاسلام نام۔ دو لڑکیاں امت نقشبند و امت معصوم شیخ الاسلام کی بیٹی بیگما نام حضرت شاہ جیو کے پوتے سعادت اللہ سے منسوب تھی +

شیخ محمد رسا سلمہ بہ مشہور شاہ صاحب۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت خواجہ فرماتے تھے۔ کہ محمد رسا میرا نائب اتم ہے +

شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب پیر مرشد نے مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص کا القا کیا۔ میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مراقبہ کر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک نئی طرز کی خلعت فاخرہ مرحمت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص ہے۔ شیخ محمد رسا موجودہ زمانے کے مشائخ کے سردار ہیں۔ اپنے آبا و اجداد کے طریقے کے پورے پابند ہیں +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شاہ محمد پارسا اہل اللہ میں سے مستثنےٰ ہیں۔ ایک روز شاہ صاحب نے حضرت قیوم رابع کو کہا۔ کہ میں آپ کو قطب الاقطاب اور قیوم زمان جانتا ہوں اور آپ کے فیض و برکات کا امیدوار ہوں۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا ہم بھی تمہارے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔ آج کل حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے زینت بخش اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے خانقاہ مذکور کی ملازمت اختیار رکھی ہے۔ آپ ہر صبح شام اپنے یاروں سمیت حضرت امام معصوم رضہ کے روضہ مبارک میں حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ خانقاہ کی برکت آپ کے سبب سے ہے۔ آپ سے کرامات عجیبہ اور خوارق غریبہ ظہور میں آتے ہیں۔ حق تعالےٰ آپ کو بحق نون و صاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں +

محمد احمد رسا۔ آپ شاہ محمد رسا کے فرزند بزرگ ہیں۔ آپ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ نہایت صالح اور قابل ہیں۔ حضرت قیوم رابع رضہ آپ پر از بس مہربان تھے۔ آپ اپنے آبائی طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ سراج معصوم اور میر احمد لیکن ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز اور انہیں صالح کرے +

محمد فیض رسا۔ آپ شاہ محمد رسا کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے

مرید ہیں۔ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں بشارت عظمےٰ فرمائی۔ نہایت صالح مرد ہیں ✤

سید احمد۔ آپ شاہ محمد رسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ صالح جوان ہیں۔ سعادت کی علامتیں آپ کی پیشانی سے ظاہر ہیں ✤

شاہ محمد پارسا کی بیٹیوں میں سے ایک حور النسا۔ محمد سمیل معروف بہ بھیکھ سے منسوب ہے۔ دوسری دلرس بیگم شیخ نیاز احمد کی منسوبہ ہے۔ اور تیسری جانا بیگم صاحبزادہ والا گہر بلند اقبال سلالہ دودمان قیومیت فرزند حضرت قیوم رابع شیخ عبدالقادر ثانی سے منسوب ہے۔ چوتھی قطبی بیگم ✤

میر محمد نعمان حق رسا سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد حج کے لئے گئے۔ وہیں آپ کو حکم ہوا کہ حضرت قیوم رابع کی خدمت میں رجوع کرو۔ جب ہند میں واپس آئے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر اس درجہ عنایت کرتے تھے۔ کہ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتے۔ میر صاحب بھی آنحضرت پر پورے طور پر فدا تھے۔ آنحضرت نے میر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رض کے عمدہ خصائص کی بشارات عنایت کیں۔ میر صاحب شریعت اور طریقت پر پورے پورے کاربند تھے۔ ان دونوں دونو بھائی شاہ محمد رسا اور میر محمد نعمان حق رسا موجودۂ اولیا سے ممتاز ہیں۔ میر محمد نعمان صاحب تصرفات ظاہرہ وکرامات باہرہ ہیں۔ آپ کے باقی احوال انشاءاللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت قیوم رابع کے خلفا کے حالات میں لکھے جائینگے۔ آپ کی اولاد تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے ✤

نور معصوم۔ آپ میر محمد نعمان کے بڑے فرزند تھے۔ سات سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے ✤

غلام ابراہیم، حامد پارسا، اور غلام قاسم۔ یہ تینوں میر محمد نعمان کے بیٹے ہیں۔ میر محمد نعمان کی بیٹی بخششی بیگم محمد احد رسا سے منسوب ہے ✤

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بیٹی رقیہ میرے (مولف کتاب) چچا شیخ محمد میر سے منسوب ہے۔ دوسری عزت النسا مرزا محمد نجیب کی منسوبہ تھی۔ اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے ✤

محمد جانؒ - حضرت خواجہ محمد پارسا کے بیٹے ہیں - آپ حضرت خواجہ کے مرید ہیں -
نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں - آپ کی اولاد ایک لڑکا چار لڑکیاں ہیں - بیٹے کا نام
غلام رسول - اور لڑکیاں امت معصوم وغیرہ ہیں +

محمد وحید - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے بیٹے ہیں - نہایت صالح
جوان تھے - لیکن عین شباب میں راہی ملک بقا ہوئے - آپ کا صرف ایک لڑکا باقی رہا۔
احمد گل - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے بیٹے ہیں - نہایت صالح اور
پرہیزگار ہیں - آپ میر محمد نعمان حق رسا کے مرید ہیں +

محمد مجیب - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے بیٹے ہیں نہایت صالح پرہیزگار
ہیں - محمد سعید - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے پانچویں بیٹے ہیں نہایت قابل و صالح
جوان ہیں +

شیخ محمد سالم قدس سرہٗ - آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تیسرے
فرزند ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔
آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات
وخصائص کی عمدہ عمدہ بشارات آپ کو دیں - شیخ صاحب کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ
میں نہایت راسخ قدم تھے - حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے ممتاز تھے -
سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پورے کاربند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے
اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے - موجودہ چیز کا خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ
طریقہ تھا - تمام غربا مساکین اور فقرا آپ کی خانقاہ میں پڑے رہتے - آپ ہر ایک کی
خبر گیری اس کی حالت کے مطابق کرتے - آپ سے کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ
ظہور میں آتے تھے - آپ ۱۱۶۱ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے - اور
حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے روضہ منورہ میں چبوترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے
آپ کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد کرامت اللہ - آپ شیخ محمد سالم کے فرزند ہیں - حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ
کے مرید تھے - بلکہ آنجناب نے آپ کو خوشخبری بھی دی - پھر حضرت محمد صدیق کی خدمت
میں سلوک باطنی ختم کیا - اور اس طریقے کی عمدہ بشارتیں حاصل کیں - آپ صبح شام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد نور اللہ۔ آپ محمد کرامت اللہ کے لڑکے ہیں۔ نہایت صالح جوان ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ قرآن شریف بھی حفظ کر لیا ہے۔

شیخ محمد سالم کی بیٹی نور النسا۔ شیخ عبید اللہ سے منسوب ہے۔

حضرت مروج الشریعت کی ایک بیٹی شیخ محمد اسمٰعیل سے منسوب ہے۔ دوسری شائستہ بیگم میر فضل اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری حسن النسا شیخ اسمٰعیل عزیز الدین سے منسوب ہے۔

صوفی شاہ محمد۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنجناب ہی سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ کے پکے پابند تھے۔

صوفی عبد الرحمٰن خوارزمی۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے خلافت دیکر خوارزم بھیجا۔ وہاں آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے اور بے شمار آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

صوفی کمال۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔

صوفی محمد کامل اندرابی۔ اندراب کابل کے گرد نواح میں ایک علاقہ ہے۔ عرصہ دراز تک حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر خلافت دیکر اندراب بھیجے گئے۔ وہاں کے اکثر آدمی آپ کے مرید ہوئے۔

صوفی عبد الرزاق۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دی۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفاء اور فرزند آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند ہیں آپ ۱۰۴۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد شافی الحال اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز آنحضرت نے محمد اشرف کے سامنے

فرمایا۔ کہ میری زندگی کے دو سال باقی ہیں۔ اب میں تم پر ایسی توجہ کرتا ہوں۔ جو اس سے پہلے کسی شیخ نے اپنے کسی مرید پر نہیں کی۔ اور آیندہ بھی نہیں کریگا۔ پھر انہیں بلا کر القائے نسبت و توجہ باطنی کیا۔ اس ایک توجہ میں گذشتہ و آیندہ اولیا کے کمالات اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام مقامات مثلاً ہر سہ ولایت صغرے کبرے اور علیا۔ کمالات نبوت۔ حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز اور خلاحیت وصلاحیت وغیرہ القا فرمائے۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ میں نے ان تمام مقامات کو اسی وقت سمجھ لیا۔ آپ نے علوم معقول و منقول۔ فروع۔ واصول۔ فقہ کلام تفسیر۔ حدیث۔ پورے طور پر حاصل کئے۔ اور ان علوم کی کتب مشہورہ میں سے تقریباً ہر ایک پر شروح وحواشی لکھے۔

ایک دفعہ کسی امیر کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہو گئی تو امیر اُسے آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور صحتیاب ہو گئی۔ گویا بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ بیشمار تصرفات آپ سے ظاہر ہوئے۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقہ احمدیہ پر پورے طور کاربند تھے۔

شیخ محمد سعید لاہوریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک مرد خدا کسی باغ میں تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہ رہا ہے کہ یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ کے فرزند شیخ محمد اشرفؒ ہیں۔ صبح میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ آپ نے مجھے خلافت عنایت فرمائی۔

آپ ۲۷۔ صفر ۱۱۷۳ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرقد کی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت آپ "حسبی اللہ ونعم الوکیل" بار بار پڑھتے تھے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

شیخ محمد جعفر۔ آپ حضرت محمد اشرفؒ کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ نہایت صالح۔ متقی۔ پرہیزگار۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ اپنے مشائخ باطنی کے

احوال کتاب کی صورت میں لکھے ہیں۔ جب کافر لوگ سرہند پر چڑھ آئے تو آپ فی سبیل اللہ اُن سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ محمد الیاس آپ شیخ محمد جعفر کے فرزند ہیں۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح و متقی تھے۔ محمد شاہ نور۔ آپ شیخ محمد جعفر کے دوسرے فرزند ہیں آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح مرد تھے۔ آپ شیخ حسن احمد کی لڑکی (مولف کی بہن) سے منسوب تھے۔ آپکے ہاں دو لڑکیاں ہوئیں۔ ایک امت الٰہی جو حضرت شاہ جیو کے پوتے شریف احمد کی منسوبہ تھی۔ اور دوسری حبیبۃ النساء جو حضرت خازن الرحمت کی کی اولاد معز الحق سے منسوب تھی۔ شیخ محمد جعفر کی بیٹی امت الرسول محمد جان کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد روح اللہ۔ آپ حضرت محمد اشرف کے دوسرے لڑکے ہیں آپنے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کرکے آنجناب سے عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

شیخ نور احمد۔ آپ شیخ روح اللہ کے فرزند نہایت صالح غریب اور مسکین مرد تھے۔ شیخ روح اللہ کی لڑکی امت النجیب ضیاء الحق سے منسوب ہے۔

شیخ محمد حیات۔ آپ محمد اشرف کے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید تھے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کیا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

شیخ محمد شافی الحال۔ آپ حضرت محمد اشرف کے چوتھے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور بشارات عمدہ مثلاً حقیقت قرآن۔ حقیقت نماز۔ سابقیت اور خالصیت وغیرہ حاصل کیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ نہایت مہربان تھے۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور سبق پڑھایا کرتے تھے۔ بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پر شبھے کئے ہیں۔ اُن کا رد خوب لکھا ہے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے حالات میں ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ اس وقت بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔ آپنے سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت کی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے

روضہ مبارک میں مدفون ہوئے ۔ آپ کے تین لڑکے ہیں ؛

شاہ جلال ؒ ۔ آپ حضرت شیخ شافی الحال کے بڑے لڑکے ہیں ۔ اور حضرت حجۃ اللہ ؒ کے مرید تھے ۔ سلوک باطنی اپنے باپ سے حاصل کیا ۔ آبا و اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے ۔ افغانستان میں دریائے سندھ کے قریب وفات پائی ۔ وہیں آپ کا مزار بنایا گیا ۔ جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے ۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ؛

نیاز معصوم ۔ آپ شاہ جلال کے فرزند نہایت صالح جوان ہیں ؛

مرید معصوم ۔ آپ شاہ جلال کے دوسرے فرزند اور مجذوب الاحوال ہیں ؛
شاہ جلال کی لڑکیوں میں سے ایک نور احمد سے منسوب ہے ، دوسری محمد عاشق سے ؛

شیخ محمد عبید اللہ ۔ آپ حضرت شیخ محمد شافی الحال کے دوسرے فرزند ہیں ۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا ۔ قرآن شریف با تجوید حفظ کیا ۔ آبائی طریقے کے پکے پابند تھے ۔ کسر نفسی ۔ تواضع اور فروتنی آپ کا شیوہ مرضیہ ہے ۔ اسی بزرگ کی زبانی سُن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کے اسامی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ؛

شیخ محمد ۔ آپ شیخ شافی الحال کے تیسرے لڑکے تھے ۔ اپنے باپ کے مرید نہایت صالح اور متقی مرد تھے ۔ قابلیت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے ۔ جو آپ کی ہم نشینی کرتا آپ پر شیفتہ ہو جاتا ۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ؛

شیخ احمد آپ شیخ محمد کے لڑکے ہیں ۔ نوجوان ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ان کی عمر دراز کرے ۔ آپ کی لڑکی محمد بیگم غلام احرار سے منسوب ہے ؛

حضرت محمد اشرف کی لڑکیوں میں سے ایک پرہیزگار زمانہ پرہیز بانو حضرت شیخ محمد ہادی کی منسوبہ ہیں ۔ دوسری منیرہ بیگم حضرت محمد پارسا سے منسوب تھی ۔ نجابت بانو خورشید نام اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں ۔ بیٹوں کے نام عبد الخالق اور غلام محمد اور لڑکیوں میں سے ایک محمد مشائخ سے منسوب ہے ۔ اور دوسری رضی الدین کے لڑکے سے ؛

صوفی عبد الخالق ۔ آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ کے خلیفہ ہیں ۔ نہایت صاحب استقامت اور کرامت تھے ۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا ؛

صوفی عبد الحی ۔ آپ حضرت محمد اشرف ؒ کے خلیفہ ہیں ۔ صاحب حالات بلند

اور مقامات ارجمند تھے *

صوفی عبدالرحیم - آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ کے خلیفہ صاحب جذب قوی تھے - آپ کی حالت عجب تھی - حضرت محمد اشرف کے خلفا بہت تھے - کہاں تک لکھوں *

حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالے عنہ - آپ حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں - آپ ۱۰۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے - حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اور خصائص کی بشارت دی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے - آنحضرت نے بادشاہ ہند معہ شاہزادہ اعظم شاہ اور دیگر ارکان سلطنت آپکے حوالے کیا - کہ ان سے سلوک باطنی حاصل کریں - آنحضرت نے آپکو شاہجہان آباد میں بھیجا - آپ جب وہاں پہنچے - تو بادشاہ آپکے استقبال کے لئے آیا - اور نہایت عزت سے شہر میں لا کر اپنے قلعہ خاص میں فروکش کیا - جب حضرت شیخ قلعہ کے دروازہ میں پہنچے - تو دروازے پر بہت سی تصویریں تھیں - حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں اس وقت قلعہ میں آؤنگا - جب ان تصویروں کو مٹا لوگے - دوسرے دن آپنے حکم دیا - کہ تمام گویوں - گانٹوں اور بے ریش ناچنے گانے والے لڑکوں اور گانے بجانے والوں اور بدعتیوں کو ہند سے نکال دیا جائے - بادشاہ نے بھی قطعی حکم دیا - کہ تمام اہل بدعت کو ہند سے نکال دو - چنانچہ اس کا مفصل حال قیومیت کے پنتالیسویں سال میں لکھا گیا ہے - آپ نے امر معروف اور نہی منکر اس طرح کیا - کہ اس سے پہلے کسی شیخ نے نہ کیا - جب تک آپ زندہ رہے - سارے ہندوستان میں کسی کو جرأت نہ تھی - کہ کھلم کھلا سرود کرے - یا ڈھولک بجائے - آپکے جاسوس جا بجا پھرتے جہاں کہیں بدعت کی علامت پاتے تنبیہ کرتے - دکن میں ایک امیر نے خفیہ مجلس سرود قائم کر کے یاروں کو کہا - کہ اگر شیخ صاحب کو اس مجلس کی خبر ہو جائے - تو مجھے بے عزت کرینگے - یہ کہکر گویوں کو نکال دیا *

یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ شیخ صاحب کو محتسب امت کہتے تھے - آپ کا ارشاد اس درجہ تھا کہ امرا اور سلاطین میں قدرت نہ تھی کہ شیخ صاحب کے حضور میں بیٹھیں - آپ کی بارگاہ عالی اطلس کی بنی ہوئی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے - اس بارگاہ میں سنہری کرسی جواہرات سے جڑاؤ رکھی جاتی جس پر آپ

بیٹھتے تھے۔ اس کے گرد نواح امرا بادشاہ خان نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے رہتے۔
ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ شیخ صاحب درویش ہیں
انہیں اس قدر شان و شوکت کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خیال آتے ہی حضرت شیخ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہمارا تکبر اس کی کبریائی سے ہے۔
ایک معتبر آدمی نے بیان کیا۔ کہ میں نے ٹھان لی کہ آئندہ کبھی شیخ صاحب کی
خدمت میں نہیں جاؤنگا۔ کیونکہ وہ تکبر کرتے ہیں۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ سپاہی
مجھے پکڑ کر لاٹھیوں سے مارتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور
حضرت شیخ کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا۔
ایک شخص نے کہا۔ مجھے جذام کا مرض تھا۔ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں
آکر رفع مرض کے لیے التماس کی انہوں نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور شفا نصیب ہوئی۔
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم رابع کو لڑکپن میں مرض شدید لاحق ہوا۔ حضرت
شیخ آنجناب کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ حضرت قیوم رابع کی خالہ جو حضرت شیخ کی کیلین
بہو تھی۔ آنحضرت کی شفا کے لیے التماس کی حضرت شیخ نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اس
لڑکے کا اللہ تعالےٰ حافظ و مددگار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بچہ شیخ عظیم ہوگا۔ ہزارہا
لوگ اس کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو اس سے ابھی بہت کام لینے ہیں
جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ واقعی حضرت شیخ کا مکاشفہ حضرت
قیوم رابع کے حق میں بالکل صادق آیا۔ حضرت شیخ کو جذبہ بہت حاصل تھا۔ آپ کی توجہ
سے لوگ بے اختیار ہو جاتے۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ اور کامل
و مکمل ہو گئے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں ۱۰۹۵ھ ہجری میں وفات پائی۔
کہتے ہیں آخری وقت میں حضرت شیخ کے پاس ایک طبیب کو لایا گیا۔ جو اہل سنت
و جماعت کے عقائد کا مخالف تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ
تم مخالف مشرب کو میرے پاس لائے ہو اسے دور کرو۔ آنجناب کا مزار حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف ایک تیر یا پرتاب کے
فاصلے پر ہے۔ آپ کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد بنا ہوا ہے اس کے گرداگرد
باغ لگایا گیا ہے۔ آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔

شیخ محمد اعظم - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے بڑے لڑکے ہیں - ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے - سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے ظاہری علم یعنی انتہائی درجے تک حاصل کیا - بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف بھی کیں - بے شمار آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا - بہت لوگوں نے آپ سے سلوک باطنی ختم کر کے خلافت بھی حاصل کی - آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند تھے - آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

شیخ فقیر احمد - آپ شیخ محمد اعظم کے بڑے لڑکے ہیں - سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا - طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند ہیں - آپ کی اولاد ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں ہیں - جو سب کی سب اپنے قبیلے میں شادی شدہ ہیں +

بشیر احمد آپ فقیر احمد کے لڑکے ہیں - اپنے باپ کے مرید اور صالح جوان ہیں +

زین الدین و معز الدین - یہ دونو شیخ محمد اعظم کے دوسرے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید ہیں - دونو صالح جوان ہیں - دونو ہی دنیا سے صالح جوان لاولد گئے ہیں - شیخ محمد اعظم کی لڑکیوں میں سے ایک شرافت نام محمد درویش سے منسوب ہے دوسری زیب النسا محمد ضیاء اللہ سے منسوب ہے +

شیخ میاں داد - آپ شیخ محمد اعظم کے خلیفہ ہیں - افغانستان میں رہتے تھے - ہزاروں پٹھان آپ کے مرید تھے - عجیب و غریب حالات پیدا کئے - بلکہ بہت لوگوں کو خلافت بھی دی - آپ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

شیخ محمد شعیب - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے دوسرے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد سے حاصل کر کے باپ کی طرح خانقاہ میں صبح شام یاروں کے ساتھ مراقبہ کرتے تھے - سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے - آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد عباس آپ شیخ محمد شعیب کے بیٹے ہیں - اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور پرہیزگار جوان ہیں - نہایت قابل تھے - جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ پر فریفتہ ہو جاتا آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد الیاس - آپ محمد عباس کے لڑکے ہیں - نہایت قابل شخص ہیں - آپکی

دو کی اعز النسا سید آگاہ سے منسوب ہے +

شیخ محمد شعیب کی لڑکیوں میں سے ایک خیر النسا محمد معاذ سے منسوب ہے۔ اور دوسری نصیرہ اور تیسری امہانی +

شیخ محمد حسین۔ حضرت شیخ سیف الدین کے تیسرے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ زہد۔ ورع۔ اور تقوے میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپکے دو بیٹے دو بیٹیاں ہیں +

محمد معظم۔ آپ شیخ محمد حسین کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہیں۔ سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکی محمد محفوظ سے منسوب ہے +

محمد مسیح اللہ۔ آپ شیخ محمد حسین کے دوسرے لڑکے ہیں۔ اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ صلاحیت و تقوے میں بےنظیر تھے۔ دنیا سے لاولد گئے +

شیخ محمد حسین کی لڑکیوں میں سے ایک ہاجرہ شیخ پیر سے منسوب تھی۔ دوسری عاتکہ رفیع القدر کی منسوبہ تھی +

شیخ محمد عیسٰے۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چوتھے بیٹے تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی شیخ محمد اعظم سے حاصل کیا۔ علم۔ حلم۔ فضل اور بذل میں مستثنٰے تھے۔ قابلیت نہایت اعلٰے تھی۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

محمد رفیع القدر۔ آپ شیخ محمد عیسٰے کے بڑے فرزند ہیں۔ نہایت قابل اور صالح آدمی ہیں۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد عزیز القدر۔ آپ شیخ محمد عیسٰے کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد کے مرید تھے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں۔ محمد حفیظ آپ محمد عزیز القدر کے بیٹے ہیں۔ حافظ قرآن اور مسکین ہیں +

محمد عظیم القدر۔ آپ شیخ محمد عیسٰے کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل آدمی تھے۔ جوانی میں فوت ہو گئے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد مستقیم - آپ محمد عظیم القدر کے لڑکے ہیں - لیکن ابھی بچے ہیں - دو اور چھوٹے لڑکے بھی ہیں - لڑکیوں میں سے ایک محمد حفیظ کی منسوبہ ہے اور باقی چھوٹی ہیں +
شیخ محمد عیسٰے کی بیٹی عمدۃ النسا معز الدین سے منسوب ہے +
شیخ محمد موسٰے - آپ شیخ سیف الدین کے پانچویں لڑکے ہیں - آپ اپنے چچوں کے مرید ہیں - شریعت وطریقت پر خوب کاربند ہیں - آپکے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں - فدائی احمد - آپ شیخ محمد موسٰے کے فرزند ہیں - نہایت صالح مرد ہیں دوسرے لڑکے کا نام معلوم نہیں +
شیخ کلمۃ اللہ - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چھٹے فرزند ہیں - سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا - آپ اپنے آباواجداد کے طریقے کے سخت پابند ہیں - آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +
سیف اللہ - آپ شیخ کلمۃ اللہ کے نہایت صالح اور جوان فرزند ہیں +
محمد عثمان وعبدالرحمٰن - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے ساتویں اور آٹھویں فرزند ہیں - دونو دنیا سے لاولد گئے +
حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک جنت نام شیخ محمد عمر سے منسوب ہے - دوسری حبیبہ شیخ محمد حیات سے - تیسری سائرہ محمد جواد سے - چوتھی شہری عزالدین اور پانچویں رفیع النسا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے پوتے محمد صالح سے منسوب ہے +
صوفی صدرالدین آپ حضرت شیخ سیف الدینؒ کے خلیفہ ہیں - نہایت صاحب جمال آدمی تھے - جذبہ نہایت قوی تھا - بہت سی لوگوں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا +
شیخ ابوالقاسم - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں - صاحب مقامات عالیہ تھے - بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +
شاہ عباس بشتی - کابل کے گردونواح بشت ایک علاقہ ہے آپ فرات کے سید - سید علی ترمذی کی اولاد سے تھے - حضرت شیخ کے مرید ہوئے خلافت حاصل کی - بشت میں بہت لوگوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا +
شاہ عیسٰے آپ حضرت شیخ کے نہایت عزیز الوجود اور ازبس منکسر المزاج خلیفہ

ہیں۔ آپ کا ارشاد بدرجہ غایت تھا۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلفا بے شمار ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ یہاں صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔

حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات کی خوشخبری دی۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر لوح محفوظ کا انکشاف ہوا۔ وہاں پر مَیں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصومؒ اور اس کے تلے صدیق ولیؒ۔ ایک شخص نے اس کی بابت کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصومؒ ولی صادق ہے۔ پھر آنحضرتؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں۔ حضرت شیخ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے وصال کے چند سال بعد حج کو گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ جب حج سے واپس آئے۔ تو شاہجہان آباد میں سکونت اختیار کی۔ اور آخری دم تک وہیں رہے۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بہت سے لوگ خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آخری عمر میں آپ کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ہر روز صبح شام ہزارہا آدمی آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ سلطان فرخ سیر بھی کامل اعتقاد سے آپ کا مرید ہو گیا۔

سید عبد الباسط جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے فرماتے ہیں۔ کہ میں عرب میں تھا۔ کہ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نورانی شکل عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور مجھے نسبت باطنی کا القا کر رہا ہے۔ جس سے میرا دل ذاکر ہو گیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو محض نور پاتا ہوں۔ مَیں نے اُن کا اسم مبارک پوچھا۔ تو فرمایا میرا نام صدیق ہے۔ اور میرا مقام سرہند ہے۔ جب میں جاگا۔ تو خواب کی حالت کا اثر مجھ پر باقی تھا۔ آپ کے ایک مرید نے مجھے ذکر کی تعلیم کی۔ جو حالت خواب میں مجھ پر طاری ہوئی تھی۔ وہ اس کی ہمنشینی سے بھی حاصل ہوئی۔ پھر اُس نے

مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے کہا۔ میں عرب سے ہند آیا۔ شاہجہان پہنچکر آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو صورت میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہر آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور وہی حالت بلکہ اس سے سوگنا مجھ پر طاری ہوئی ✦

ایک مرد بزرگ کا بیان ہے۔ کہ میں نے عرفات میں ایک شیخ صاحب کو دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ جب میں قریب گیا تو نظر نہ آئے۔ پھر دو چلا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کا باطن اس صورت میں متمثل ہوا ہے ✦

بادشاہ آپکے عرس میں ہر سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی نذر کے طور پر بہت سا روپیہ بھیجا کرتا تھا۔ آخری دو سال میں کچھ کم بھیجا۔ اس پر ناراض ہو کر آپ نے فرمایا۔ خود حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ لے لینگے۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ارکانِ سلطنت نے بادشاہ کو پکڑ کر بری طرح قتل کیا ✦

حضرت شیخ علم۔ حلم۔ فضل۔ بذل۔ ورع۔ تقویٰ۔ خلق۔ اور کسر نفسی سے موصوف تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی ایک بزرگی یہ ہے۔ کہ حالانکہ حضرت قیوم رابع آپکے بھائی کے پوتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب کہا کرتے تھے۔ شیخ محمد معظم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آنحضرت کے مرید شیخ محمد زبیر کو قطب و قیوم کہتے ہیں۔ فرمایا سچ کہتے ہیں۔ واقعی شیخ محمد زبیر قطب وقت ہیں ✦

آپ ۱۱۳۰ھ ہجری کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نعش مبارک سرہند پہنچائی گئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف خانقاہ کے محاذ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا ہے آپکی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ✦

شیخ محمد مہدی۔ آپ حضرت شیخ محمد صدیقؓ کے بڑے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہر وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں عبادت اور طاعت میں مشغول رہتے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ✦

محمد رضی - آپ شیخ مہدی کے فرزند ہیں - بالغ ہونے کے قریب ہیں قابلیت اچھی ہے - شیخ صاحب کی لڑکی محمد عظیم القدر کی منسوبہ ہے ÷

شیخ عبد الباقی - آپ حضرت محمد صدیق کے دوسرے فرزند ہیں آپ نے سلوک باطنی اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا - آپ حافظ قرآن شریف بھی تھے - اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ اور مراقبہ کرتے - اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر خوب کاربند تھے - ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا - آپ کا ایک لڑکا معصوم احمد نام ہے ÷

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک مہر النسا نام تارک الدنیا ہو کر طاعت الٰہی میں مشغول ہے - دوسری عظیم النسا محمد عباس سے منسوب ہے ÷

شیخ فتح اللہ - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ملک بہار کے رہنے والے ہیں - جب فرخ سیر بادشاہ بنگالے سے آرہا تھا - تو آپ سے ملاقات کی - آپ نے اُسے سلطنت کی خوشخبری دی - اس سبب سے بادشاہ آپ کا مرید ہو گیا - آپ نہایت عزیز الوجود تھے - بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے ÷

شیخ عبد الباسط گیلانی - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں - آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے لکھا گیا ہے - آپ بہت صاحب حال تھے - حضرت شیخ نے آپ کو کمالات نبوت کی خوشخبری دی ہے طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے ÷

حافظ سعد اللہ - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا - طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے - ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے - خصوصاً آج کل حافظ سعد اللہ مشہور وقت ہیں - بہت سے لوگ آپ کے حلقہ میں صبح شام ہوتے تھے ÷

محمد کامل - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ صاحب استقامت و کرامت تھے - باطنی احوال نہایت اعلیٰ پائے تھے - بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا ÷

حضرت شیخ کے خلفا بکثرت ہیں - سب کے سب صاحب قوت و تصرف ہیں - لیکن اُن سب کے احوال کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے ÷

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں میں ایک امت اللہ تھیں۔ جنہیں حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی دوسری عائشہ صاحبہ شاہ لطف اللہ سے منسوب تھی۔ تیسری عاقلہ شیخ سعد الدین کی منسوبہ تھی۔ چوتھی عارفہ پانچویں صفیہ حاجی فضل اللہ سے منسوب تھی۔ آنجناب کی پانچوں بیٹیاں صاحب کمالات ظاہرہ وخوارق باہرہ تھیں۔ اپنے والد ماجد سے کمالات نبوت کی خوشخبری پائی تھی۔ ہزارہا عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کیئے +

# ذکر در بیان

## احوال خلفاءعظام حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا بیشمار ہیں۔ اگر صرف ان کے خادم ہی لکھے جائیں۔ تو ایک خاصی کتاب بن جاتی ہے۔ لیکن ان میں سے صرف چند ایک مشہور خلفا کا ذکر لکھتا ہوں +

کہتے ہیں کہ سوائے فرزندوں اور خلفا کے صرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی۔ سات ہزار آدمیوں کو آنحضرت ؓ نے خلافت عطا فرمائی +

کہتے ہیں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوک باطنی اور کمالات ولایت حاصل کر کے خلافت حاصل کر لیتا۔ جیسا کہ خود آنحضرت ؓ نے اس کا حال اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو سو چوتیسویں مکتوب میں جو حضرت شیخ سیف الدین کے نام لکھا ہے تحریر فرمایا ہے +

خواجہ محمد حنیف کابلیؒ۔ فرزندوں کے بعد آپ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غائت مہربان تھے۔ اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت دیکر کابل بھیجا۔ اس گرد ونواح میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور احوالات بلند اور مقامات ارجمند سے مشرف ہوئے +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؓ کی شب نکاح کو درد شقیقہ کا حسب عادت دورہ تھا۔ خواجہ صاحب نے آنحضرتؓ سے جاکر عرض کیا۔ کہ جناب باہر تشریف لائیں۔ کیونکہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں۔ آنجنابؓ نے اپنی حالت بیان کی۔ خواجہ صاحب نے اس درد کو اپنے پر لیا۔ اور آنحضرتؓ نے صحت پائی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب نے کابل سے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض لکھی۔ جس میں اشتیاق ملاقات اور اپنے حاضر خدمت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرتؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ آپ نے جو حاضر خدمت ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ سو مخدومانہ حضور میں جو اس وقت یار موجود ہیں۔ وہ ان مقامات کے خواہشمند ہیں۔ جو حق تعالےٰ نے آپ کو عطا فرما رکھے ہیں۔ خواجہ صاحب میں تصرفات عظیمہ اور خوارقات کریمہ تھے۔ ؁ھ ہجری کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو آپ کے ارتحال کا سخت افسوس ہوا۔ خواجہ صاحب کا مزار کابل کے قریب ماماخاتو گاؤں میں خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

خواجہ محمد صدیق پیشاوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرتؓ نے آپ کو خلافت دیکر پیشاور بھیجا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بیشمار لوگ آپ کی طفیل گمراہی کے بھنور سے نکل نجات کے ساحل پر پہنچے۔ اور بہت سے لوگوں کو خواجہ صاحب نے کامل و مکمل کرکے خلافت عنایت کی۔

ایک دفعہ خواجہ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طلب اصالت کے بارے میں عرضی بھیجی۔ آنحضرتؓ نے جواب میں لکھا۔ کہ مخدوما! آپ کا مطلب کس اصالت سے ہے۔ آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس میں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے اپنی عمر صرف کردی اور جس کی خاطر چند مرتبہ مولانا عارف کے ساتھ حج کو گئے۔ تاکہ اصل کی بو ہی سونگھیں۔ سو وہ عارت سے خود تمہیں حاصل ہے۔ بلکہ اس اصل الاصول سے تم ترقی کر گئے ہو یا آپ کا مطلب اس اصالت سے ہے۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر یہ ہے۔ تو خیال خام اور سودائے محض ہے یہ اصالت

تمام امت میں سوائے دو تین شخصوں کے اور کسی کو نصیب نہیں +

ایک دفعہ کسی نابینا نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر روشنی چشم کی درخواست کی خواجہ صاحب نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ خواجہ صاحب سے بہت سی کرامات و خوارق کا اظہار ہوا۔ طریقہ علیہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

خواجہ محمد صادق۔ آپ خواجہ محمد صدیق کے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے +

مولنا شریف کابلی۔ آپ خواجہ محمد صدیق کے خلیفہ ہیں۔ بیشمار لوگوں کا آپ سے رجوع تھا۔ بعض حاسدوں کے کہنے سننے سے خواجہ صاحب مولنا سے ناراض ہو گئے۔ اور نسبت سلب کر لی۔ مولنا نے سرہند آنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے اپنی ناراضگی کا اظہار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مولانا کو لکھا۔ کہ جس طرح ہو خواجہ محمد صدیق کو راضی کرو۔ اگر خواجہ صاحب تم سے راضی ہونگے۔ تو ہم بھی راضی ہیں ورنہ نہیں مولنا مجبوراً اپنا چہرہ سیاہ کر کے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے بھی آپکا قصور معاف کیا۔ مولنا خوب مستقیم الاحوال تھے +

شیخ ابوالمظفر برہانپوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انتہائی کمالات کی خوشخبری دی۔ پھر خلافت عنایت کر کے برہانپور بھیجدیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔ بلند احوال سے مشرف ہوئے۔ شیخ صاحب کے خلفا بکثرت ہیں۔ جو سب کے سب صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے رجوع باطنی کیا۔ اور فیض حاصل کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں +

ایک دن آپ جنگل میں گئے تھے۔ اچانک ایک سوکھے درخت پاس چلے گئے آپ کے بعض مخالفوں نے جو ساتھ تھے کہا۔ کہ گذشتہ اولیا میں یہ کرامت تھی۔ کہ اگر خشک درخت پر نظر کرتے۔ تو سبز ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا اس وقت بھی ایسے ہیں۔ جن کی

خاطر اللہ تعالےٰ ایسا کرتا ہے۔ بعد ازاں اس درخت کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے۔ کہ یہ درخت سبز ہو کر پھلدار ہو جائے۔ فی الفور وہ درخت سبز ہو گیا۔ اور اس میں پھل لگ گیا۔ آپ کثیر الکرامت تھے۔ طریقہ معصومیہ کے پورے پورے پابند تھے۔ ۱۱۳۸ھ ہجری میں وفات پائی +

حسین عشاق۔ آپ شیخ ابو المظفر کے خلیفہ اعظم ہیں نہایت عزیز الوجود تھے۔ جذبہ قوی تھا۔ آپکی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لا سکتا۔ جس پر توجہ کرتے بیہوش ہو جاتا +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رض فرماتے ہیں۔ کہ حسین عشاق نے مجھے کہا۔ کہ اب میری زندگی کے سات سال اور رہ گئے ہیں۔ سات سال بعد ہم سرہند میں تھے۔ کہ ان کے فوت ہونے کی خبر پہنچ گئی۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے +

شیخ حبیب اللہ بخاری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی انتہائی بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر بخارا بھیجا۔ وہاں پر جو واقعات آپکو پیش آئے۔ قیومیت کے پچیسویں سال میں لکھے گئے ہیں۔ اس ملک میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہزارہا آدمی ہر صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف خوانین و سلاطین اور رعایا۔ برایا آپکے مرید ہوئے۔ چارسو آدمیوں کو کامل و مکمل کرکے خلافت عنایت فرمائی۔ آپکے تمام خلفا صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ آپ خراسان اور ماوراالنہر کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ آپکا طریقہ اس ملک میں پورے طور پر رائج ہے +

شیخ محمد نعمان۔ آپ شیخ حبیب اللہ کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی باپ سے حاصل کیا۔ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے آج باپ کی خانقاہ میں ان کے قائم مقام ہیں۔ باپکے جتنے مرید تھے۔ سب نے دوبارہ آپسے بیعت کی۔ شیخ حبیب اللہ کا دوسرا بیٹا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہے +

شیخ محمد مراد شامی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رض نے آپکا کام ایک ہی ہفتے میں ٹھیک ٹھاک کرکے خلافت دیکر ملک شام میں بھیجدیا۔ لیکن حکم دیا کہ ماوراالنہر کی راہ جانا۔ چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہنا۔

پھر شام جانا۔ آپ کے دونو پاؤں تسمہ کی طرح تھے۔ ہڈی بالکل نہ تھی۔ نہ ہی آپ نے ظاہری علم پڑھا تھا۔ آنحضرت ؐ سے عرض کیا۔ کہ میں معذور آدمی ہوں۔ اور امی ہوں۔ آپ مجھے ملک شام میں جانے کے لئے فرماتے ہیں۔ اس ملک میں مجھ سے کیا ہوگا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا اس ملک میں آپ سے طریقہ کو بڑا رواج ہوگا۔ آپ آنحضرت کے حسب الارشاد شام کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے توران گئے چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہکر شام پہنچکر دمشق میں سکونت اختیار کی۔ شام روم کے تقریباً تمام آدمی آپکے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام امرا اور بادشاہ آپکے حلقہ ارادت میں آئے۔ خنکار روم بھی آپکا بہت معتقد ہوگیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید تھا خنکار روم نے تین لاکھ اشرفی سالانہ شیخ صاحب کی خانقاہ کے اخراجات کیلئے مقرر کیا۔ دو لاکھ اشرفی کے قریب بالائی آمدنی تھی۔ یہ ساری رقم فقرا پر تقسیم ہوجاتی ÷

کہتے ہیں صبح و شام دو ہزار آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔ جب شیخ صاحب حج کے لئے آتے۔ تو دو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے جب آپ پہلی دفعہ حج کیلئے گئے تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے کہتے ہیں کہ کل اللہ تعالٰے کا دوست آئیگا اے شریف! تم نے استقبال کرنا۔ اس کے تخت کو مسجد الحرام میں لانا دوسرے دن شریف مکہ آپکا استقبال کرکے آپ کو تخت پر سوار کرکے مسجد الحرام میں لایا۔ کیونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے۔ صحابہ کرام کے وقت سے لیکر آج تک کوئی شخص بحالت سواری مسجد الحرام میں داخل نہیں ہوا۔ صرف شیخ صاحب کا تخت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے داخل ہوا۔ شیخ مراد ملک شام۔ روم۔ عرب اور یمن کے تمام مشائخ سے زیادہ بزرگ تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے اور خلافت پائی۔ آپکا طریقہ آج کل اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہے آپکے حالات اور تھوڑی سی کرامات قیومیت کے انتیسویں سال میں پہلے لکھی گئی ہیں ÷

شیخ مصطفٰے۔ آپ شیخ مراد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ شیخ صاحب کے دوسرے فرزند حضرت قیوم رابع رضہ کے مرید ہیں۔ باپ کی طرح دونو بدستور مشائخ ہیں ÷

اخون موسے ننگرہاری۔ فراح کابل میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ اخون صاحب حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت ؓ نے آپ کو خلافت دیکر ننگرہار بھیجدیا۔ اس علاقے میں اخون صاحب کے طفیل سے طریقہ احمدیہ کو خوب رواج ہوا۔ اس ولایت کے اکثر خاص و عام آپکے مرید ہوئے اور حالات عالیہ پیدا کئے۔ بہت لوگوں نے خلافت پائی۔ اخون صاحب طریقہ احمدیہ پر بخوبی کاربند تھے۔ آپکا یہ تصرف اب تک ہے۔ کہ جس کسی کو سانپ ڈسے۔ وہ اگر اخون صاحب کا نام لیکر دم کرے تو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اخون صاحب ؒ کے فرزند رشید حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں +

خواجہ عبد الصمد بیہ یعقوبی۔ کابل کے دو کوس کے فاصلے پر بیہ یعقوبی ایک گاؤں ہے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب ؓ نے آپ کو اپنے وطن میں بھیج دیا۔ وہاں پر بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ شریعت اور طریقت کے پکے پابند تھے +

اخون میر محسن سیالکوٹی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر خلفا سے ہیں آپ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ آپ کے حالات نہایت بلند پایہ کے تھے۔ سلوک باطنی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پُورے طور پر کاربند تھے +

حافظ نور محمد۔ آپ میر محسن کے خلیفہ ہیں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث ؓ اور حضرت قیوم رابع ؓ کی خدمت سے بہت کچھ باطنی فائدہ اٹھایا۔ میر محسن کے ساتھ حضرت امام معصوم ؓ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت سے فیض حاصل کر کے صاحب کمال ہوئے۔ بہت سی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا اکثروں نے خلافت بھی پائی۔ جب حافظ صاحب ؒ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ تو اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا +

حاجی عاشور۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار ہیں سلوک باطنی آنحضرت ؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت

مہربان تھے۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد آپ نے ہی جمع کی تھی ✤

اخون بدالدین سلطان پوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ ظاہری اور باطنی دونو علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرتؓ نے آپ کو وطن بھیجا جہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار آدمی آپکے مرید ہوئے۔ بہت سے تبہ کمال کو پہنچے۔ آپ مخدومزادوں کے ظاہری علم کے اُستاد تھے ✤

شیخ نجم الدین آپ اخون بدرالدین کے فرزند ہیں۔ آپ نے حضرت قیوم ثانیؓ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے وطن کے تمام لوگ آپکے مرید ہوئے۔ بہت سوں نے باطنی فائدہ اٹھایا۔ آپ شیخ وقت تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے سخت پابند تھے ✤

شیخ انور نور سرائی لاہوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کیں۔ آپ دل و جان سے حضرت امام معصومؓ کی خدمت میں مشغول تھے۔ آنجناب کے باطنی احوال کے بارے میں چند ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک کثیرالہدایت ہے ✤

صوفی پائندہ طلا۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہکر سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اپنے مشائخ کے طریقے پر خوب کاربند تھے۔ آپ سے خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ اُن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ زرد کاغذ منہ میں ڈال روپیہ بنا کر مستحقوں کو دیتے۔ اس وجہ سے لوگ بکثرت آپ سے رجوع کرتے۔ اسی واسطے آپکو پائندہ طلا کہا جاتا ہے ✤

صوفی پائندہ پلاس پوش۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کامل خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت سے پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی ورع۔ تقوے۔ زہد توکل قطع تعلق میں بے نظیر تھے۔ پلاس کے پتے بن کر پہنتے ✤

میرزاہد کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے
علم ظاہر و باطن دونو کے عالم تھے۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے
خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ علم منطق کی معتبر کتاب میر زاہد آپ ہی
کی تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آپ کی تصانیف ہیں +

شیخ آدم بنوری - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں -
مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے - آنحضرت رض نے آپ کو خلافت دیکر وطن بھیجدیا
وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی - ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے - بہت سوں
نے خلافت پائی - آپ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے +

شیخ ابوبکر - آپ شیخ محمد آدم کے فرزند ہیں - سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے
حاصل کیا - طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص
یار تھے - آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے - خلافت دیکر آپکو ملتان بھیجا -
اس گرد نواح میں آپ سے اس طریقہ کو عام رواج ہوا - آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

شیخ عبداللہ قہوچی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے تھے
آنحضرت رض کے قہوہ پکانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی - سلوک باطنی انتہائی درجے
تک حاصل کیا - آنجناب رض نے آپ کو خلافت دیکر مکہ معظمہ بھیجا - وہاں بہت سے لوگ
آپکے مرید ہوئے - اور حالات عالیہ سے مشرف ہوئے +

حافظ صادق - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت کامل خلفا سے
ہیں - جب عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رض سے ایک خلیفہ کی طلب کی - تو آنحضرت
نے حافظ صادق کو اس کے ساتھ کیا - بادشاہ نے آپ کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ
کیا - لشکر کے اکثر لوگ آپکے مرید ہوئے +

خواجہ ارغون خطائی - آپ آنحضرت رض کے سب سے بڑے خلفا سے ہیں آنحضرت رض نے
آپکو خلافت دیکر ملک خطا میں بھیجا وہاں آپکے ہاتھ سے دین اسلام کو بہت کچھ
رواج ہوا - وہاں کے سارے شریر اور سرکش مسلمان ہو کر مرید بن گئے - چنانچہ ایک دفعہ
آپ نے بتوں کو حکم دیا - کہ ہتھیار لیکر خطا والوں سے جنگ کرو - تو سارے بت ہتھیار

لیکن اُن سے لڑنے لگے۔ خطائیوں کو شکست ہوئی۔ تمام اہل خطا یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور دین اسلام میں داخل ہو کر خواجہ صاحب کے مرید بن گئے۔ آپ کے حلقہ میں صبح شام ہزارہا آدمی شامل ہوا کرتے۔ وہ سارا ملک طریقہ احمدیہ معصومیہ سے پُر ہو گیا۔ کہتے ہیں۔ ایک ہزار آدمی کو خواجہ صاحب نے مجاز طریقہ بنایا۔ یہ قصہ اس سے پہلے قیومیت کے ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔ خواجہ صاحب کا مزار خطا کے پایہ تخت خان بالغ میں ہے۔ آپ کے طریقہ کو وہاں رواج کلی حاصل ہے +

شیخ عطاء اللہ سُورتی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ آنجناب رضؓ نے آپ کو بندر سُورت میں بھیج دیا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ آنحضرت رضؓ کے روضۂ مبارک میں ایک قرآن شریف آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ فضلیے اور شیخا دونو صالح اور متقی اور ہندی کے اچھے شاعر تھے +

خواجہ کلاں سمرقندی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر سمرقند بھیجدیا۔ وہاں بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے طریقہ احمدیہ پر خوب کاربند تھے +

خواجہ عبدالرحمان قرا آسمانی۔ قرا آسمان ترکستان میں ایک علاقے کا نام ہے آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی نہایت مشقت سے آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب رضؓ نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ اس ملک میں ہزارہا ترک آپ کے مرید ہو گئے۔ آپ نے قرا آسمان میں سکونت اختیار کی۔ خواجہ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے +

خواجہ یوسف ترکستانی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر ترکستان بھیجدیا وہاں بے شمار آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے +

خواجہ اسحاق ترکستانی - آپ حضرت امام معصوم کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر ترکستان بھیجا - دشت قبچاق اور ترکستان کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید ہوئے - ایک روز خواجہ صاحب دشت قبچاق کے بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں ایک تازہ انگور لایا - بادشاہ نے کہا یہ زمرد کے مشابہ ہیں - خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ انگور زمرد ہو جائیں - بادشاہ نے عرض کیا - چاہتا ہوں - خواجہ صاحب نے انگوروں پر ہاتھ رکھا - تو زمرد بن گئے - حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا ترکستان اور دشت قبچاق میں ہزار سے بھی زیادہ تھے ✚

شیخ علی یمنی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے - آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر یمن بھیجدیا - امام یمن آپ کا مرید ہوا - اور - اور اہل یمن بھی آپ کے مرید ہوئے - طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے ✚

خواجہ معین الدین بدخشی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا - آنحضرت نے آپ کو خلافت دیکر بدخشان بھیجا - اس گرد نواح میں بہت قبولیت نصیب ہوئی - اکثر اہل بدخشان آپ کے مرید ہوگئے - آپ اس ملک کے بڑے شیخ شمار ہوتے تھے ✚

خواجہ محمد کاشف کاشغری - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیم خلفا سے تھے - سلوک باطنی تمام پابندیوں سمیت انتہائی درجے تک حاصل کیا - آنحضرت نے آپ کو اجازت ارشاد عنایت کرکے کاشغر بھیجدیا - اس ملک کے تمام آدمی آپ کے مرید ہوئی - کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا مرید ہوا - نہایت صاحب استقامت تھے ✚

میر شرف الدین حسین - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقبول تھے - سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی ✚

میر مفاخر حسین - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی ✚

میر مظفر حسین - آپ آنحضرت رضؓ کے مخصوص یار تھے - آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی ✚

میر جلال الدین حسین - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے -

سلوک باطنی آنحضرتؒ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ اکثروں نے خلافت بھی پائی۔ آپ شریعت و طریقت کی سخت پابند تھے۔

خلیفہ محمد ابراہیم۔ آپ میر جلال الدین حسین کے پہلے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی پیر صاحب کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ راہ خدا طلبی میں محنت شاقہ اٹھائی۔ خلافت حاصل کی۔ بہت لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ ہوا۔ آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی ہیں۔ طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آپ علم حقائق و معارف اور اس کے سمجھنے میں اپنے وقت میں لاثانی ہیں۔ اس علم میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ مثنوی مولوی بزاز کا ساتواں دفتر۔ اس دفتر کی خوب تحقیق و تدقیق کی ہے +

شیخ حسن علی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب استقامت خلیفہ ہیں +

شیخ حامد۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرتؒ نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر تک پہنچا ہے +

مولانا جلال الدین۔ آپ آنحضرتؒ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ صاحب استقامت و کرامت تھے۔

حاجی عارف۔ آنحضرتؒ کے خاص خلیفہ اور طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

خواجہ احمد بخاری۔ آپ آنحضرتؒ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا آپ کے بہت سے مرید صاحب کشف و کرامات ہوئے +

خواجہ محمد شریف بخاری۔ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرتؒ نے آپ کو ولایات ثلاثہ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی +

یار محمد۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرتؒ نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دیکر خلافت عنایت فرمائی +

مولٰنا محمد امین۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری دی +

ملا نعمت اللہ۔ آپ حضرت قیوم ثانیؒ کے خلفا میں سے ہیں شریعت و طریقت پر کاربند تھے

مولانا الہ داد۔ آپ حضرت قیوم ثانیؒ کے مستقیم الاحوال خلیفہ تھے +

مولانا محمد امین بخاری۔ آپ حضرت قیوم ثانیؒ کے صاحب جذب قوی خلیفہ ہیں +

اخون فصیح الدین - آپ حضرت عروۃ الوثقے رضؓ کے صاحب کشف وکرامت خلیفہ ہیں حافظ پیر محمد
آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے نہایت عزیز الوجود خلیفہ ہیں - صوفی پیر محمد آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ
صاحب تجرد وانقطاع ہیں - صوفی محمد زاہد محدث - آپ حضرت قیوم ثانی کے زہد وورع میں یکتائے صوفی
تھے شیخ زین العابدین یمنی - آپ عرب کے بڑے جید عالم تھے آپ درس تدریس چھوڑ کر
آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے - سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی
پھر مدینہ کو گئے وہاں کے بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +
شیخ عمر وشافعی یمنی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں - آپ یمن کے علمائے
جید میں سے تھے - درس تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے - سلوک باطنی حاصل
کرکے خلافت پائی - آپ نے پیر کی متابعت کرتے ہوئے حنفی مذہب اختیار کیا لیکن
آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ شافعی مذہب پر ہو - یمن میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا +
خواجہ محمد صادق بخاری - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ ہیں - آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت
دیکر عرب میں بھیجا وہاں بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے +
حاجی شریف - آپ آنحضرت کے صاحب ارشاد و مشیخیت خلیفہ تھے +
خواجہ محمد حسین کابلی آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ ہیں - نواح کابل میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا +
صوفی سعد اللہ - آپ حضرت عروۃ الوثقے رضؓ کے صاحب تصرفات وکرامات خلیفہ ہیں +
صوفی عبداللہ مغربی - آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - آنحضرت نے آپ کو
خلافت دیکر مغرب میں بھیجدیا وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +
خواجہ وفا قندری - آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں آپ سے قندریں بہت کچھ ارشاد ہوا +
اخون قاسم خراسانی - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ ہیں آپ سے خراسان میں بکثرت ارشاد ہوا +
شاہ محمد پٹنی - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے خلیفہ ہیں - پٹنہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا +
شاہ محمد رخمی - آپ آنحضرت رضؓ کے خلیفہ ہیں - نہایت صاحب استقامت وکرامت تھے +
رفعت بیگ - آپ آنحضرت رضؓ کے صاحب ارشاد ومشیخیت خلیفہ تھے +
مولانا عارف - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - کمالات نبوت سے مشرف ہوئے +
شیخ محمد شریف کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے مستثنائے وقت خلیفہ تھے +
صوفی نور محمد - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارت عنایت فرمائیں

مولانا محمد فضل - آپ آنحضرت رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور اولیائے وقت تھے +
میرک عبداللہ - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - آنجناب نے آپ کو حقیقت کعبہ کی خوشخبری دی +
شیخ فیض اللہ - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے صاحب قوت باطنی و تصرف ظاہر تھے +
صوفی مرزائی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - پشاور میں آپ کا سلسلہ پیری مریدی بکثرت ہے +
محمد سالم کابلی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - کابل میں آپ کی مشیخیت کا خوب رواج ہوا +
مولانا عبدالرزاق - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ صاحب جذبہ قوی خلیفہ تھے +
اخون ابوالفیض کابلی - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - کابل میں آپ کے مرید بکثرت ہیں +
شیخ مصطفےٰ اندرابی - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رض کے خلیفہ ہیں - اندراب میں صاحب ارشاد تھے +
حاجی مصطفےٰ جلال آبادی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں جلال آباد میں آپ کے مرید بکثرت تھے +
محمد سعید سہارنپوری - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - سہارنپور میں آپ ایک مشہور شیخ تھے +
حاجی بوتراب - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے - ماوراء النہر میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی - وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید تھے +
جان محمد درسکی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں - بدخشان کے شہر درسک میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی +
ملا ولی جہتی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - جہت میں آپ کے مرید بہت ہیں +
میر اسحاق - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید ہیں دہلی میں آپ کے مرید بکثرت تھے +
محمد شاکر - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - صاحب فنا و بقا تھے +
مولانا محمد امین بدخشی - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رض کے خلیفہ اور بدخشان میں صاحب ارشاد تھے +
شیخ محمد سعید نارنولی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں نارنول میں صاحب مشیخیت تھے +
خواجہ عبداللہ کولابی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں کولاب میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی +
ملا مشتاق - آپ آنحضرت رض کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہر خلیفہ تھے +
غلام محمد افغان - آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی +
عبدالرحمن بخاری - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - بخارا میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے +
حاجی مصطفےٰ بنگالی - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - بنگالہ میں آپ کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی +
اخون قائم روڑی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں - روڑ میں بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے +

محمد برک۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ بدخشان میں سلسلہ مشیخت جاری کیا۔

محمد سعید بہارنگپوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں بہارنگپور میں آپ کے مرید بہت ہیں۔

اخون فاضل کابلی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کابل میں آپ کے مرید بکثرت تھے۔

اخون عبدالحق سجاولی۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ ظاہری اور باطنی ہر دو علوم کے ماہر تھے شرح غایہ بزبان فارسی آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نام سے لکھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا بے شمار ہیں۔ اگر ان کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بنجائے۔ ان میں سے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں باقی خلفا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ اور جو صاحب حالات اور بلند مقامات ارجمند کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ ہیں۔ اور جن کی مشیخت و ارشاد کا سلسلہ بہت ہے۔ اُن کے اسما ذیل میں درج کرتا ہوں۔

صوفی قمر بیگ کولابی۔ شہریار بیگ بلخی۔ امام الدین سجانی۔ خواجہ مکی۔ حافظ اسحاق میر عثمان کولابی۔ خواجہ امان بدخشی۔ صوفی محمد یحییٰ۔ حافظ عبداللہ۔ توشر یخان۔ میر عزیز میر عمر۔ دوست بیگ۔ شیخ عبدالخالق۔ خواجہ قاسم پٹنی۔ خواجہ عبداللطیف۔ خواجہ بقا حاجی باقی شیخ بایزید۔ شیخ عبدالمومن۔ شیخ حسین مقصود۔ شیخ عبدالکریم کابلی۔ شیخ بہاؤالدین۔ فتح فقیر بنگالی۔ شیخ عبدالنبی۔ شیخ محمد مراد لاہوری۔ شیخ امان اللہ۔ شیخ محمد صدیق۔ شیخ مصطفےٰ اخون صالح کابلی۔ خواجہ عبدالآخر۔ خواجہ محمد عارف۔ شیخ عبدالحکیم۔ حافظ محمد امین شیخ عبدالرحمٰن گجراتی۔ اخون فیض محمد فتح آبادی۔ صوفی عبدالرحمٰن ترمذی۔ محمد صادق کابلی میر ابوالفتح اکبرآبادی۔ حاجی عبداللہ محدث۔ صوفی جان محمد۔ حافظ صبور۔ صوفی جمال خواجہ عبدالرحمٰن معروف بہ خواجہ ماہ۔ صوفی محمو کشمیری۔ شیخ عبدالعلیم جلال آبادی۔ خواجہ ولی مولانا عارف۔ عزیز غضنفر۔ محمد علی ملتانی۔ ملا محمود ملتانی۔ شیخ ابوالقاسم بلخی۔ مولانا شرف الدین سلطانپوری۔ محمد باقر کشمیری۔ شیخ بدیع الدین۔ شیخ فضل اللہ۔ شیخ محمد یوسف۔ شیخ عبداللطیف۔ شیخ عبدالاحد۔ شیخ عبدالواحد۔ حاجی الہ بخش۔ شیخ جلیل۔ میر محمد زمان۔ شیخ ابوالمظفر۔ اخون رحمت اللہ۔ میر موسےٰ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مذکورہ بالا اصحاب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے مشہور خلفا میں

ہر ایک کی مشیخیت وارشاد بدرجہ کمال پہنچا ہے۔ چنانچہ ان کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔ اُن کے حالات اس واسطے نہیں لکھے گئے۔ کہ کلام میں طوالت آجاتی ہے بلکہ جن خلفا کے نام لات لکھے بھی گئے ہیں وہ بھی مجمل تاکہ سننے والوں کو ملالت نہ آئے۔ ورنہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک ایک خلیفہ کے حالات کیلئے ضخیم کتاب درکار ہے ان کے علاوہ ہزارہا اور خلق صاحب استقامت کرامت وارشاد ومشیخیت ہیں۔ طوالت کلام کے ڈر سے اُن کے نام بھی نہیں لکھے گئے آنحضرت نے سات ہزار آدمیوں کو خلافت عنایت فرمائی۔ کہاں تک لکھوں صرف مشہور مشہور چند ایک خلفا کے مجمل حالات لکھے گئے ہیں ؛

# ذکر در بیان

## شمہ احوال اولیا وعلما وشعرا وسلاطین کہ ہمعصر حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند۔

شاہ نعمت اللہ قادری۔ آپ حضرت امام معصوم کے ہمعصر ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کشف وکرامت تھے آنحضرت سے آپکا سلسلہ خط وکتابت جاری تھا۔ چنانچہ آنحضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو مکتوب آنحضرت نے آپ کے نام لکھے ہیں۔ شاہجہان کا دوسرا بیٹا شاہ شجاع آپ کا مرید تھا۔ جن دنوں وہ بنگالے میں تھا۔ آپ کو چار لاکھ اشرفی سالانہ بطور خرچ دیتا۔ آپ وہ سارا روپیہ فقرا کو بانٹ دیتے ؛

شیخ عبدالجلیل الہ آبادی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کمال تھے۔ لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے۔ ظاہر وباطن کا تصرف آپکو حاصل تھا آنحضرت کی قیومیت کے مقر تھے ؛

شیخ عبدالعزیز بدخشی۔ آپ بھی حضرت امام معصوم کے ہمعصر ہیں۔ نہایت صاحب جذب وخوارق تھے۔ بہت آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا ؛

شاہ میر لاہوری۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر۔ ہندوستان کے بڑے

شیخ اور تجرید تفرید اور توحید میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کا استغنا اس قسم کا تھا۔ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنا خرقہ ایک شخص کو دیا۔ کہ اس میں سے جوئیں نکالو۔ اُس نے بڑی خوشی سے آکر کہا۔ کہ بادشاہ آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے بڑی جوں پکڑی ہے۔ آپ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ اعلےٰ درجے کے مستغرق تھے۔ چنانچہ کبھی کبھی صبح سے لیکر ظہر تک مستغرق رہتے۔ آپ کے خلفا اور مرید بکثرت تھے۔ سب اپنے شیخ کی طرح تھے۔ آپ کا مقولہ تھا۔ کہ اگر دنیادار خدا کیلئے دنیا ترک نہیں کر سکتا۔ تو وہ اپنے نفسانی آرام کے لئے بھی ترک نہیں کر سکتا۔ آپ کے کرامات و خوارق کا ظہور بکثرت ہوا ۔

شاہ بلاول لاہوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے نہایت عزیز الوجود اور صاحب بلند احوال باطنی تھے۔ آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ لاہور کے اکثر آدمی آپ کے معتقد تھے۔ اپنے وقت میں نہایت مشہور و معروف تھے ۔

شاہ سرمد۔ آپ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اور بہت سے منکر۔ صاحب کمال و مجذوب الاحوال تھے۔ آپ مادر زاد ننگے پھرا کرتے۔ بادشاہ نے ملا عبد القوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپنا چاہیئے۔ آپ نے جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ ملا نے جاکر بادشاہ کو کہدیا۔ کہ سرمد نے ایسا کلمہ کہا ہے۔ جس کے سبب سے وہ واجب القتل ہو گیا ہے۔ بادشاہ آپ کے قتل کے لئے رضی ہو گیا۔ جلاد نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ تو آپ اس وقت کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے۔ ابھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پائے تھے۔ کہ سر جدا ہو کر زمین پر جا پڑا۔ اس وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا ۔

شیخ پیر محمد لکھنوی۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر نہایت متورع و متقی تھے۔ علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کے تمام مرید عالم تھے۔ آپ جاہل کو مرید نہیں بناتے تھے۔ آپ زہد۔ توکل۔ قناعت اور استغنا از اغنیا میں بے نظیر تھے ۔

شیخ عبد الرحمٰن۔ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے نہایت صاحب کمال تھے۔ لوگ آپ کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں ۔

شیخ اسمٰعیل۔ آپ سرہند کے رہنے والے اور حضرت قیوم ثانی کے ہمعصر تھے۔

نہایت کامل اور صاحب حال تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو آپ نے قبول کیا۔

میر ہاشم بلخی۔ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہمعصر صاحب جذبہ تھے۔ قوت باطنی آپ کو بدرجہ غایت حاصل تھی۔ آنحضرت کی زیارت کیلئے بلخ سے سرہند آئے۔ آنجناب سے استفادہ کر کے پھر وطن کو لوٹ آئے۔ وہاں کے اکثر آدمی آپکے معتقد ہوئے۔ آپ وہاں کے مشہور شیخ تھے۔

میر ابو العلی اکبر آبادی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں پہلے توران میں ایک بزرگ سے طریقہ نقشبندی اخذ کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الفثانی رض کے خلیفہ میر محمد نعمان سے فیض اخذ کر کے سلوک باطنی حاصل کیا۔

شیخ عبد اللطیف آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ نے محمد نعمان سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ نہایت متقی پرہیزگار اور متشرع آدمی تھے۔ لیکن کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔

شیخ برہان برہانپوری۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر تھے۔ شیخ محمد عیسے کے مرید اور محمد غوث کے خلیفہ ہیں۔ برہانپور کے بہت سے لوگ آپکے معتقد تھے۔ آپ دکن کے مشہور شیخ تھے۔

شیخ عبد الکریم۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر۔ مرد سالک اور صاحب حال تھے۔ پیر محمد سلوی آپ کے خلیفہ تھے۔

شاہ دولا گجراتی۔ آپ آنحضرتؓ کے ہمعصر تھے صاحب جذبہ تھے لیکن آپ سے کسی کو باطنی فائدہ نہیں پہنچا۔

حاجی دو شہ۔ آنحضرتؓ کے ہمعصر۔ نہایت عزیز الوجود۔ صاحب ذوق و شوق تھے۔ آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔

شیخ عبد اللہ۔ آپ صاحب دعوت اور آنحضرتؓ کے ہمعصر تھے۔ کہتے ہیں۔ متاخرین میں سوائے محمد غوثؓ کے کوئی شخص آپ جیسا صاحب دعوت نہیں ہوا۔

شاہ مرتضےٰ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے منکر تھے اور چند ایک معتقد تھے۔ آپ کے تصرفات مشہور ہیں لیکن

آپ مجذوب اور آزاد وضع تھے۔ اکثر آزاد فقیر اپنے آپ کو آپ سے منسوب کرتے ہیں۔

نور الحق۔ آپ ملا عبد الحق دہلوی کے فرزند اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہوگذرے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں جو مکتوب حضرت یعقوبؑ کے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہونے کے بھید میں لکھا گیا ہے وہ انہیں ملا نور الحق کے نام لکھا گیا تھا۔

ملا عبد اللہ۔ آپ مولوی عبد الحکیم صاحب کے فرزند اور آنحضرت رض کے ہمعصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ ظاہری علم میں آپ کی تصنیفات نہایت اعلےٰ پایہ کی ہیں۔

اخون عوض وجہ۔ آپ آنحضرت کے ہمعصر اور توران کے مشہور عالم تھے۔ علم ظاہری میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ سلوک باطنی آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رض سے حاصل کیا۔

ملا وجیہ الدین۔ آپ ہندوستانؒ کے جید عالم تھے۔ ہزارہا آدمیوں نے ظاہری علم میں آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ علم معقول اور منقول میں آپکی بہت تصنیفات ہیں۔ اکثر کتابوں پر حاشیئے اور انکی شرح لکھی ہیں۔

ملا جیون۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ نہایت متقی و پرہیز گار تھے۔ ظاہری علم بدرجہ کمال حاصل کیا تھا۔ اس علم میں آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔

مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ اور بہت سے علما بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ ملّا سعد اللہ وزیر سلطان ہند تھے۔

کہتے ہیں۔ ملا سعد اللہ ہندوستان کا سب سے بڑا عالم تھا۔ لیکن چونکہ وزیر تھا۔ اس واسطے دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنے کے سبب اس کے علم کو رواج نہ ہوا۔

دوسرا ملا زاہد کابلی صاحب زاہدین۔ آپ کے حالات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا میں بیان ہو چکے ہیں۔

تیسرا سید محمد قنوجی - اُن کے علاوہ اور بھی بہت تھے +

مولانا شریف کسکنہ بخاری - آپ بخارا کے مشہور عالم تھے - علم معقول اور منقول میں اپنے ملک میں لاثانی تھے - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلق سے سلوک باطنی حاصل کرکے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے مقر ہوئے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر شعراء میں سے ملک الشعرا ناصر علی سرہندی ہے جس کا حال پہلے بھی لکھا ہے - آنحضرت کا مرید تھا نزع کے وقت یہ نظم کہی ؎

از عبادت باز دار دیاد احسان توام
زیں ادب بے توشہ ئے آیم کہ مہمانِ توام

صائب ایران سے ہند میں آیا - مدت تک یہاں رہکر ایران چلا گیا -
صائب کی مثال گوئی مشہور ہے - چنانچہ کہتا ہے ؎

پیشانئے عفو ترا بر جبیں نسازد جرم ہا
آئینہ کے برہم خورد از زشتئے تمثالہا

جلال امیر شاہزادۂ ایران کو اس کے یہ اشعار پسند آئے ؎

بخود صد پیرہن مالیدہ باشد اگر بر روئے گل خندیدہ باشد

غنی کشمیر کا رہنے والا مشہور شاعر ہوا ہے ؎

سنگیں دل است آنکہ بظاہر ملائم است
پنہاں درون پنبہ بود پنبہ دانہ را

غنیمت کنجاہی کی مثنوی بہت مشہور ہے - چنانچہ کہتا ہے ؎

بمکتب میرود طفل پریزاد مبارک باد مرگ نو باستاد

مرزا ایجاد منیر بہت مشہور ہے اور شعر بھی نہایت رنگین اور سنگین ہیں - چنانچہ کہتا ہے

حلقۂ زلفِ او بتاب شدہ جنگ چشم آفتاب شدہ

قصائد مغز فطرت بہت اچھے ہیں - حسب ذیل شعر انہیں کے قصائد سے ہے ؎

خرمانِ وصل چیست چو مطلب رضائے تست
خواہی بغمزہ ئے کشن خواہی بانتظار

جو شعراء سرہند میں تھے مثلاً شرف الدین حسین - مفاخر حسین - مظفر حسین اور

محمد زمان راسخ ان کے حالات اس سے پہلے کچھ کچھ لکھے گئے ہیں +

آنحضرت کے ہمعصر بادشاہ ہند میں جہانگیر۔ شاہجہان اور اورنگزیب تھے جہانگیر کے وقت میں مسند قیومیت پر بیٹھے۔ شاہجہان کے وقت سے لیکر اورنگزیب کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا تینوں بادشاہ آنحضرت رض کے مرید تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے +

توران میں عبدالعزیز خان بادشاہ تھا۔ اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دو تو بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے +

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہ

محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ

وذریاتہٖ واھل بیتہٖ

اجمعین الی یوم الدین آمین آمین یارب العٰلمین

برحمتک یا ارحم الراحمین

+

اللھم اغفر لمؤلفہٖ ولکاتبہٖ ولحافظہٖ ولقاریہٖ ولمن سعیٰ فیہ

ضرع الحلاہ